کہ نجات اخروی منحصر اسی اعتقاد پر ہے اور عیسائی کہتے ہیں
کہ لوازم نبوت او نہیں ہے تیسرا مسئلہ تحریف کا ہے کہتے ہیں
کہ بیشک توراۃ اور انجیل میں تحریف نہیں ہوئی ہے اور عیسائی
کہتے ہیں کہ یہ بات ثبوت کو نہیں پہونچی سوا اسکے یہ بات
بالاصالہ گفتگو انھیں تین مسئلوں میں ہے اور ضمنا اور بھی باتیں
ہیں از انجملہ پہلے چار دون استفسار مخصوص تثلیث کی گفتگو میں ہیں
پانچویں استفسار سے گیارہویں استفسار کے آخر تک بالاصالہ تحریف
کی گفتگو ہے اور ضمنا اور بھی فائدے ہیں اور باقی استفسار
بالاصالہ نبوت مصطفوی کی گفتگو میں ہیں اور ضمنا تحریف کا بھی
ثبوت ہے پہلا استفسار ایک برہان عقلی کے رو سے تثلیث کا
مسئلہ باطل ٹھہرتا ہے سو اگر وہ برہان مسلم نہیں ہے تو اور ملت
والوں کی غیر خدا پرستی کیوں عقلا باطل ہے اور کیا وجہ کہ ہر ایک چیز کو
احتمال خدا ہو سکنا نہیں ہو سکتا دوسرا استفسار مسئلہ تثلیث
کی تقریر جو جمہور عیسائی کرتے ہیں اس پر ایسے شبہے وارد ہوتے
ہیں کہ اوٹھ نہیں سکتے تیسرا استفسار خود حضرت
عیسی کے ارشادات سے تثلیث غلط اور حضرت توحید ثابت

کتاب القضاۃ ۸ کتاب راعوث ۹ کتاب اول صموئیل ۱۰ کتاب
دوم صموئیل ۱۱ کتاب اول ملوک ۱۲ کتاب دوم ملوک ۱۳ کتاب
اول اخبار الایام ۱۴ کتاب دوم اخبار الایام ۱۵ کتاب اول
عزرا ۱۶ کتاب دوم عزرا اوسکو کتاب نحمیاہ بھی کہتے ہیں ۱۷
کتاب استیر ۱۸ کتاب ایوب ۱۹ زبور ۲۰ امثال سلیمان ۲۱
کتاب جامعہ ۲۲ نشید الانشاد ۲۳ کتاب اشعیا ۲۴ کتاب ارمیا ۲۵ مراثی
ارمیا ۲۶ کتاب حزقیل ۲۷ کتاب دانیال ۲۸ کتاب ہوشع ۲۹ کتاب
یوئیل ۳۰ کتاب عاموس ۳۱ کتاب عوبدیاہ ۳۲ کتاب یونان ۳۳
کتاب میخا ۳۴ کتاب ناحوم ۳۵ کتاب حبقوق ۳۶ کتاب
صفونیا ۳۷ کتاب حجی ۳۸ کتاب زکریا ۳۹ کتاب ملاخیا * یہودی
لوگ کہتے ہیں کہ ملاخیا کے بعد کوئی اب تک نبی نہیں ہوا مگر ایک
ہونے والا ہے جسکے ہم منتظر ہیں اس مجموعہ کو توریت کہتے ہیں
بطور تغلیب لیکن باسم الہیہ یہ مجموعہ بجز ایک رسالہ کے کہ
اصل اوسکی زبان میں ہے اور باقی سب کے سب اصل عبری
زبان میں اور یہودیوں میں متداول اور یونانی ترجمہ بھی
اس مجموعہ کا بطلیموس کے وقت کا متداول ہے * دوم پہلی
انجیل ۱ متی ۲ دوسری انجیل ۳ تیسری انجیل ۴ لوقا انجیل

لاہین گے اصل حقیقت یہہ ہے کہ اسی کتاب ایسی ہے جیسی
مثلاً تفسیر حسینی کا ترجمہ اردو کر ڈالے اسطرح کہ قرآن کی عبارت
نہ لکھے بلکہ اوسکا بھی ترجمہ خلط کرکے لکھے اور [illegible] ایسی ہین جیسے
ہمارے یہان معارج النبوۃ یا معراج نامہ یا مولد نامہ یا قیا[illegible]
کہ قرآن اور حدیث کی لفظین لیکر یہہ کتابین بنائی گئیہ
اونمین سے بلا تنقید روایت اور بلا تحقیق تفسیر لکھی گئین ہین بلکہ
بعضی اونمین بیبل کے رسالونمین سے ایسے ہین جیسے جام کی [illegible]
کہ نہین معلوم کسنے لکھی اور کسنا لکھی اور کہانسے لکھی یا شاہنامہ اور سکندرنامہ
اور اکثر کلام زبور اور اشعیا [illegible] اکا ایسا ہے جیسے
کسیکے مناجات یا مجاذیب کی بڑ کہ تعبیر زیادہ دور از کار کے
محتاج ہے اور اسیطرح بشارات یوحنا بھی ہین اور اناجیل
تو ایسی ہین جیسے بزرگونکے ملفوظ ہوتے ہین جنمین اونکا نسب نامہ
سلسلہ اور نشست برخاست کے قصے لکھے جاتے ہین اسمین بات
ہین تو عیسائیون کو بھی اختلاف نہین ہے مگر اسکے ضمن مین جو کلام
عیسوی منقول ہے وہ اگرچہ بلفظہ عبری زبان نہین ہے لیکن جائز ہے
کہ وہ کلام الہی کا ترجمہ ہو اور جانا جاسکے کہ کتاب موسی
مین کوئی جملہ جو قال اللہ یا قال موسی کے تحت مین مندرج ہے اسکی

کیونکہ اسمین تحریف اور الحاق کا احتمال اور دوسری عبارت کے نہین ہوتا منافی
قرآن شریف کے کسی جملہ کے نہین ملتے بات یعنی جا بجا بعض کلام
[illegible] کی نسبت لکھا [illegible] حدیث کے لئے [illegible]
ابدی ہے سو اللہ کی عنایت سے اوسکی غلطی انجیلون سے ثابت ہوئی
یعنی حضرت عیسے ہی اون باتون کی تبدیل کرتا اور انجیلون
اناجیل عیسوی مین سے بھی کوئی جملہ ایسا کہ ادراج کا احتمال اوس
کا ہو منافی جملہ قرآنیہ نہین ہے اور جو ہے سو ایسا ہے کہ [illegible]
یعنی انجیل کے جملون کی اپنی اصول موضوعہ کی صحت کی لئے عیسائی
کرتی ہین اوس سے [illegible] مین وہ جملہ قرآن کے موافق ہوسکتا ہے
اور جاننا چاہیے کہ جس طرح ملت اسلامیہ مین اصولاً و فروعاً
مذاہب مختلفہ بہت سے ہو گئے ہین اس سے زیادہ اختلاف اصولاً اور
فروعاً اصل ملت عیسائیہ مین آگے سے ہے اور اب بھی ہوتا جاتا ہے
مگر چونکہ بالفعل کے عیسائی لوگ اس تفرق مذاہب کی نظر سے کچھ اعتراض
ملت اسلامیہ پر نہین کرتے اسلیئے ہم بھی اونکے تفرق کا کچھ تعرض نہین
کرتے بلکہ وہ جو اصول جمہوری اونکے اصول متواترہ اسلامیہ کے خلاف ہین
اونہین کی نسبت اس کتاب مین گفتگو ہے اور جاننا چاہیئے کہ اس کتاب
مین اصل مطلب بہت تھوڑا ہے مگر مبادی اون مطالب کے بہت

جیسا ظرف اور رستہ مظروف سوا اسکے اتحاد دیکھو کہ ظرف بھی کبھی
اور مظروف بھی اور نام نہایت بے نسبت ظرفیت اور مظروفیت کی پائی جاتی
ہین ہوتی اور خدا وند تعالیٰ کی نسبت حضرت عیسیٰ کے ساتھ ایسی نہین ہے
جیسے پانی کو کوزے کے ساتھ ہوتی ہے نہیں تو پیالیون کو اسکی تاویل کرنا
چاہیے اور ہمارے نزدیک یہ ہونا اور ایسا ہی ہے جیسے انکا ہے کے باب بیسوین
عہد مین فرماتے ہین جیسے تو اے باپ مین اور مین تجھ مین اور وہ ہم مین
دیکھیے اگر عیسیٰ یون کا استدلال صحیح ہو تو چاہیے حواریین بھی
ہی خدا ہون جیسے حضرت عیسیٰ اور ہمارے نزدیک اسکے یہ معنی ہین کہ تجلی
الٰہی جسطرح وادی ایمن کے درخت پر حضرت موسیٰ کے نسبت ایک آگ مین
ہوئی تھی شاید ویسی ہی حضرت عیسیٰ مین بھی تھی اور حضرت عیسیٰ
خدا مین فنا تھے اور یہی حال تھا حواریون کا کہ حضرت عیسیٰ مین دیگر
فنا تھے پس جس تجلی نے حضرت عیسیٰ مین ظہور کیا اوسی تجلی نے
حواریون کو بھی گھیر لیا ہوگا انتہی اور انجیل متی کے بائیسوین باب
ورس اکتالیس ۴۱ سے لغایت پینتالیس ۴۵ تک لکھا ہے صفحہ ۱۴۲۹ جس وقت فریسی
جمع ہوئے تھے یسوع نے اونسے پوچھا کہ مسیح کے حق مین تمہارا کیا
گمان ہے وہ کسکا بیٹا ہے وے بولے کہ داؤد کا اونسے کہا کہ
پس داؤد روح القدس کے رو سے کیونکر اوسے خداوند کہتا ہے

الی قولہ اگر داؤد اوسے خداوند کہتا ہے تو وہ اوسکا بیٹا کیونکر ہو
دیکھیے یہان حضرت عیسی اپنے سے داؤد کے بیٹے ہونیکی نسبت نفی کرتے
کرتے ہین اور یہہ نہین کہتے کہ ہان مسیح بیٹا بھی ہے اوسکا اور اوسکا
خدا بھی اور نفی محض بیٹے ہونیکی بالکل جھوٹ ہے اسلیے کہ آنحضرت
نے خود اپنے تئین بیسیون جگہ ابن آدم کرکے تعبیر کیا ہے اور یہی شخص
ہے کہ پر حضرت عیسی کو ابن داؤد لکھا اور متی انجیل کے پہلے
باب کے تئین ورسون مین بھی اوکو فرزند داؤد لکھا ہے پس […]
عیسائی لوگ بھی اسکی تاویل کرین اور ہماری تاویل یہہ ہے کہ […]
نے انکو جواب دیا داؤد کہتا تو بیٹے کہا ہوگا جسطرح اور سیکڑون
بنی اسرائیل داؤد کی اولاد مین ہین ویسے ہی تم بھی ہو تم مین مجھپر
فوقیت نہین سمجھا اوسپر حضرت عیسی نے فرمایا کہ ایسا نہین ہے
بلکہ مین ممتاز ہون اسواسطے کہ مین ایسا ہون کہ مجھے داؤد نے
خدا کہا ہے حضرت داؤد کا صالحین کی نسبت خدا کہنا ثابت ہے
چنانکہ آگے ہم بیان کرینگے پس اس رو سے استشہاد تھا ورنہ داؤد کے بیٹے
ثابت ہوا کہ حضرت داؤد نے حضرت عیسی کو نزدیک […] خدا
اون معنون کرکے جو عیسائیون کے عقیدہ مین ہے […]
انجیل کے باب اول کا […] ورس ۱۱ فقال لہ […]

نصیب ہوا تھا جیسے ایسا ہی ہوا اون نے خاندان الی اسرائیل مین سے
اودون اوسکا پوتا بیٹا اوسنے اوسکی ن ڈالی اور پھر اوس شخص کے
جو سلم سے پہلا بیٹا اوسکا اوسنے اوسکی وراثت غصب کیے * دیکھو
یہہ روایتین خود یوشع سے نہین ہین اور اس سبب سے دوپہر آفتاب
کی طرح روشن ہوئی یہہ بات کہ بائبل کے رسالے جن انبیاؤن کی
طرف اونکا منسوب ہوتا مشہور ہے سب اور سترا سپرا اوہین کا
کلام نہین ہے بلکہ پیچھے سے اور روایتین اوسمین ملائی گئی ہین اور
صموئیل کی کتابون مین صموئیل کے مرنے کا ذکر کر کے لکھا ہے کہ اوسکے بعد
یہہ یہہ ماجرے گذرے اور راعوث کی کتاب ایک چھوٹا سا رسالہ
ایک عورت کے قصے کا ہے نہ اوسمین خدا کا کلام ہے اور نہ کسی نبی کی
کوئی بات ہے پھر کیا وجہ کہ سب رسالے عہد عتیق کے اور ہر ہر جملہ کتاب
موسی کا واجب التسلیم ہو فقط

چھٹا استفسار

یہہ بات آپکے اور موسائیون کے اصول مین داخل ہے کہ انبیا
بنی اسرائیل جو ہوئے اون باتونکے جو دوسرے کہ اونکو کہتے یا پیشین
گوئی کرتے تھے اور کسی بات مین معاذ اللہ بعد نبوت کے بھی عمداً
گناہ کبیرہ کرنے سے محفوظ نہین تھے چہ جا کہ معصوم ہون اور یہہ بھی

بلکہ بکر مختلف ہین سب کا انتخاب کرنا پڑا در دست ہے اور ملوک اور
قضاة اور اخبار الایام کی کتابین تو ایسی ہین جیسے شاہنامہ وغیرہ
اوسکا تو کچھہ اعتبار نہین اوسکے حال سے تعرض کرنا بیفائدہ ہے

ساتوان استفسار

خروج کی کتاب کے بتیسوین باب مین حضرت ہارون کے نسبت لکھا ہے
سوا اسکے اونہون نے بنی اسرائیل کے لئیے سونیکا بچھڑا ڈہال دیکے معبود
قرار دیا اور آپس مین کہا کہ بنی اسرائیل کو یہی مصر سے نکال لایا ہے
اور اوسکے نذر مین چڑہانے کے لیے منادی کی اور سب نے منادی کے
موافق حاضر ہوکر نذرین چڑہائین اور ہارون نے اونکو سب کو ننگا کردیا
ایسا کہ دشمنون کے سامنے بڑی ہنسی ہوئی اور اس بات کی ہواہ لئے
حضرت موسی کو خبر دی اور ہارون مورد غضب الہی ہوگئے * یہہ
روایت صحیح ہے یا نہین اگر نہین صحیح ہے تو دہی بات ہماری صادق
آئی کہ توریت کے مولف نے روایتین واہی تباہی خدا اور موسی کے
کلام کے ساتھہ مخلوط کرکے لکھہ دی ہین اور اگر صحیح ہے تو اون
انبیاؤن کے ذاتی حرکات اور سکنات مین عصمت تمہارے اصول
پر تو کلی ہی نہین یعنی رہنمائی کی بات جب اوسمین ہی عصمت نرہی
تو شریعت کل بیہودہ ہوگیا اور کہنے والا کہہ سکتا ہے کہ حضرت عیسی نے

اپنے تئین اگر معبود قرار دیا ہوگا تو اسی طرح ہوگا اور پیدایش
کے ستائیسوین باب مین لکھا ہے کہ حضرت اسحاق نے اپنی نابینائی
کے زمانے مین اپنے بڑے بیٹے عیسو کو بلایا کہ اوسکے حق مین برکت کی
دعا کرے اسپر حضرت یعقوب نے عیسو کے کپڑے پہن کر باپ کے پاس جا کر کہا مین
عیسو حاضر ہون اور دو تین بار کہا کہ مین عیسو ہون حضرت اسحاق
انکی دلیستا مین دعا برکت عیسو کے لیے خدا سے کی اور وہ دعا حضرت
یعقوب کے لیے ہو گئی یعنی یہ روایت سچ ہے یا نہین اگر سچ نہین
تو وہی اختلاط واہی تباہی روایتون کا موسی کی کتابون مین ثابت ہوا اور اگر
سچ ہے تو معلوم ہوا کہ خدا کے سامنے بھی جعلسازی چل جایا کرتی ہے
اور انبیاے بنی اسرائیل کے معاملے سب ایسے ہی جھوٹے اور جعلسازی
طور پر تھے جیسے مثلاً حضرت عیسی خدا سے زبانی کہا ہوگا کہ مجھے تو معجزے
کی طاقت دے مین تجھکو تیری راہ بتاؤنگا اور جب معجزے کی دعا قبولیت
مل چکی تو خدا سے دغا کیا اور سب سے کہنے لگا کہ مین ہی ایک خدا ہون
اور پیدایش کے بتیسوین باب مین چوبیسوین و پچیسوین و چھبیسوین
ورس تک لکھا ہے کہ ایک شخص رات بھر حضرت یعقوب سے کشتی لڑتا
رہا جب دیکھا یعقوب کو مغلوب نکر سکا تو اسنے یعقوب کی ران پر
ہاتھ لیجا کر ٹانگ کی نس چڑھا دی کہ وہ مغلوب ہو گیا اور اسکے بعد یعقوب نے

ورس ۲ مین یہہ لکہا ہے ۱۴ [illegible] مین کہ پولوس ہون تمسے کہتا ہون اگر تم ختنہ
ہوے تو مسیح سے تمہین کچہ فایدہ نہوگا اور اعمال کے پندرہوین
باب کے چوبیسوین ورس مین ہے سنہ ۱۸۲۹ جبکہ ہمنے سنا کہ بعضون
ہم مین سے نکل کے تمہین باتین کہکے گہبرا دیا اور یہہ کہکے تمہارے
دلونکو بیقرار کر دیا کہ ختنہ کروا ؤ اور شریعت پر چلو اور جنکو
ہمنے یہہ حکم نہین دیا تہا الی قولہ ورس ۲۸ کہ روح القدس
اور ہمکو اچہا لگا کہ سوا چند باتون کے تم پر زیادہ بوجہ نہ ڈالین
۲۹ کہ تم بتونکے لیے ذبح ہوئی چیزون سے اور لہو اور گلا گہونٹا ہوا
جانورنکے کہانے سے اور زناکاری سے پرہیز کرو والسلام *
دیکہو یا معاذ اللہ توریت کا وہ کلام غلط لکہا گیا یا یہہ پولوس کا
کلام غلط ہے اور کتاب خروج باب ۱۲ ورس ۱۴ سنہ ۱۸۲۵
تم ہواہ کے لیے اس دن مین عید کی مداومت کیجیو اور تم
اپنے سب قرنون مین اس عید کو ابد تک عادت کیجیو باب ستائیسون
ورس ۲۱ [illegible] در خیمہ کن [illegible] بیرون حجابیکہ پیش روی
شہادت میباشد [illegible] هرون با اولاد خود از شام تا صبح در حضور
خداوند بر سبتی ان بپردازد ایشان را پشت به پشت در
حق بنی اسرائیل آئین ابدی باشد * باب ۲۸ خلاصہ ورس ۴۳

ورس ۴۲ اور تو اونکے لیے پاجامے کتان کے بنا کہ ازار تک ہون
اور چاہیے کہ ہارون اور اوسکے بیٹے داخل ہونے کے وقت جماعت
کے خیمہ میں اوسے پہنے ہون یہ رسم اونکے اور اوسکے پیچھے اوسکی
نسل کے لیے ہمیشہ کو ہو * باب بست و نہم ورس ۹ کمر ہارون
و پسران اوش را ببند و کلاہ بپوشان و منصب کہانت با آئین ابدی
ایشان خواہد شد * باب مذکور ورس ۲۸ این حصہ ہارون و اولادش
از طرف بنی اسرائیل با آئین ابدی باشد * باب سیم ورس ۲۱
بدین طور دست و پاہائے خود را بشویند تا نمیرند و برائے ایشان و برا و
اولادش را پشت بہ پشت آئین ابدی باشد * کتاب احبار
باب ششم ورس ۲۲ ہر کاہن کہ مسموح گردد از اولادش جانشین وی
شود آنرا بگذراند آئین ابدیست * باب ہفتم ورس ۳۴ سینہ
جنبانیدنی و ران برداشتنی را از بنی اسرائیل گرفتہ ام و آئین
ابدی بہ ہارون و اولادش بخشیدہ ام * باب دہم ورس ۸ و ۹
پس خداوند تعالے ہارون را مخاطب فرمود و گفت کہ تو و پسران تو
وقتیکہ در خیمہ مجمع داخل شوید می نخورید نہ مسکری مبادا کہ بمیرید این
آئین ہست ابدی * باب شانزدہم ورس ۲۹ و این قانون ابدی را
شما باشد کہ در روز دہم ماہ ہفتم خود را مغموم سازید و ہیچ کار نکنید

خالی نہین یا وہان ابدی کی لفظ غلط ہے بلا پولوس کا اوسکی خوبی

بیان کرنا غلط ہے فقط

نوان استفسار

ارمیا نبی کی کتاب کے پانچوین باب کے گیارہوین درس سے نوین درس تک اسطرح عیسوی مین یون ہے * بیت اسرائیل عیسائے عیسیا نا فرمانی یہودا کذب لر بہم * اپنے خدا فرماتا ہے کہ بنی اسرائیل عیسیری نافرمانی کی اور یہودیون نے خدا پر جھوٹھہ باندھا * ہر شخص جیسا شناختہ گناہ کرنے پر گنہگار کو یہ نہین کہہ سکتے کہ تو نے خدا پر تہمت لگائی

ہان اگر شریعت مین جھوٹھہ باندھا یا جھوٹھی روایت داخل کر دے

تو البتہ کہین گے کہ تو نے خدا پر جھوٹھہ باندھا پس معلوم ہوا کہ ارمیا

نبی کے وقت تک ہی یہودیون نے جھوٹھی باتین خدا کی شریعت مین

داخل کر دی ہین حالانکہ اب عیسائی لوگ اس بات سے بہت انکار

کرتے ہین چنانکہ ۳۳ مین جو ترجمہ فارسی مین ہوا اوسمین اس

جگہہ پر یون ہے * فاندان امیر مین خیانت یہودا باخیانت ہو تی

کردند * دیکھو کہان جھوٹھی باتین باندھنے ثبوت کرنا اور کہان

بیوفائی کرنا کتنا فرق ہو گیا تحریف اسی کا نام ہے اور یہ اسی

کتاب کے چودھوین باب کے تیرھوین درس مین نسخہ ۱۱، ۱۸

من صغیرہم الی کبیرہم جمیعا اکلوا الاثم ومن الکاہن الی النبی جمیعہم صنعوا
الکذب یعنے بنی اسرائیل نے چھوٹے سے بڑے تک سب نے پورے گناہ کیے
اور امام سے نبی تک سب نے جھوٹی باتیں بنائیں دیکھو یہہ ورس
باشارۃ النص گواہی دیتا ہے کہ خدا کی شریعت میں جھوٹی باتیں
ملا دی گئیں ورنہ کاہن اور نبی کے ذکر کی کیا وجہہ اور یہہ بھی ثابت
ہوا کہ سب کے سب اسی پر متفق ہو گئے تھے اور اوس کتاب کے باب ۲۳
میں ہے نسخہ ۱۸۴۴ ورس ۳۰ اینک من مخالف انبیا هستم
که هر یک از همسایه خود کلمات مرا میدزدند ۳۱ اینک من مخالف
ان پیغمبرانم که زبان خود را دراز میکنند و میگویند که او گفته است
دیکھو یہہ بعینہ وہی مضمون ہے جو قرآن شریف میں جابجا وارد ہے
کہ اہل کتاب خدا کی باتوں کو چھپاتے ہیں اور اپنی بنائی ہوئی باتوں کو
کہتے ہیں کہ یہہ خدا نے کہا ہے اور آگے چلکر اسی باب کے چھتیسویں ۳۶ ورس
میں یوں ہے کلمات خدای حی خداوند افواج خدای ما را تغییر
نمودید دیکھیے یہہ جملہ کیسی گواہی دیتا ہے تحریف کی استعمال میں
نسخہ عربیہ ۱۸۳۱ والے کو دیکھیے کہ اوسنے کیا تحریف کی داد دی
ہے کہ بالکل مضمون بدل ڈالا اور اشعیا کی کتاب کے چوبیسویں ۲۴
باب کے پانچویں ورس میں ہے نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ انہم تعدوا النوامیس

اور اوسکے مطالب اپنے مطلب کے موافق انھین ملاوے تو البتہ کہین گے
کہ تو نے کلام کو خراب کر ڈالا * دیکھو پولوس کے نامہ موسومہ طیطس کے
پہلے باب کے گیارہوین اور چودہوین درس مین جو دیونان کے نسخت
نسخہ سنہ ۱۸۱۶ دہان آنہا را باید بست کہ ایشان خانہ ہا را بالکلیہ
واژگون میسازند و بجہت قلیل نفعے چیزہائے ناشایستہ تعلیم
میدہند ۱۴ و بافسانہ ہائے یہود و احکام آنہا اعتبار ننمایند کہ را
راستی انحراف میجویند * دیکھو راستی کو انحراف دینا مصداق
یحرفون الکلم عن مواضعہ کا و بجہت قلیل نفعے کا مضمون مصداق
یشترون بہ ثمنا قلیلا کا یہانتک توریت مین تحریف کرنیکے بارے کی
بعضی آیات لکہی گئین آگے انجیل کے مضمون سنئے پولوس کے نامہ موسومہ
گلاتیہ کے پہلے باب کا درس چھٹا اور ساتوان نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶
انی اتعجب انکم تنتقلون ہکذا سریعا عن الذی دعاکم بنعمۃ المسیح الی
انجیل آخر لیس ہو آخر غیر انہ یوجد قوم یزعجونکم ویریدون
ان یحولوا انجیل المسیح نسخہ سنہ ۱۸۳۹ مین حیران ہون کہ تم اوسکو جسنے
تمہین فضل مسیح مین بلایا چہوڑ کر دوسری انجیل کی طرف پہرے جاتے ہو جو
دوسری انجیل نہین پر بعضے ہین جو تمہین گہبراتے ہین اور مسیح کی انجیل کو
اولٹنے چاہتے ہین * دیکھو نئی انجیل بیان کرنا اور حقیقی انجیل کی

تحریف کے ذکر مین ہونا قرن اول ہی سے شروع ہے اور پطرس
حواری حقیقی نے جو حضرت عیسیٰ کے خلیفہ تھے اپنے دوسرے خط کے دوسرے
باب کے آغاز مین لکہا ہے نسخہ ۱۸۱۶ و ۱۸۲۸ درس آیہ ا لیکن پیغمبران کاذب
در قوم بودند در میان شما معلمان کاذب نیز خواہند بود که بدعتہا
مہلک را در خفا داخل خواہند نمود بمرتبہ که ان خداوندیکه ایشان
خرید انکار خواہند نمود و ہلاک ناگہانی بر خود قرار خواہند داد ۲
و بسیاری در امور مہلکه ایشان را پیروی خواہند نمود که بسبب
ایشان نسبت براه حق لعنت کرده خواہد شد ۳ و از راه طمع با سخنان
فریبنده شما را مایه نفع خود خواہند ساخت نسخه عربیہ ۱۸۱۶
قد کان مع القوم نبیون کذابون وسیحدث فیکم ایضا معلمون
کذابون یدخلون الطرق المہلکة بالخفیة وینکرون الرب الذی
افتداہم ویجلبون علی انفسہم الہلاک المستعجل * ترجمہ اسیرل
مقرر جہوٹہ بولنے والے باد شاہت ہوئے ویسے ہی تم مین اب
کے عیسوی تم مین بہی جہوٹے تعلیم دینے والے کہ خفیہ داخل کرینگے
بدعتین ہلاک کرنے والی راہین اور جس خداوند نے انکو فدیہ
دیکر چہڑا یا ہے اوسکے منکر ہون گے اور اپنی جانون پر جلد ہی تباہی
لاوینگے یہان کئی باتین دیکہنا چاہئے اول یہہ کہ فرمایا کہ میں اسرائیل

ہین جہوٹہے دعوے کرنے والے نبوت کے ہوگئے ہین اور آگے جو ہونے
والے ہین اونکے مقابلے مین صرف معلم کہا مدعی نبوت نہین کہا اور پہر
یہہ کہ فرمایا کہ راہین تمہہ داخل کرتے ہو پس تم نہین آتا داخل کرینگے
یعنے ظاہر مین وہ راہ مین دین عیسوی سے علیحدہ نہونگی بلکہ اوسی
مین مخلوط ہونگی سبب سے یہہ کہ فرمایا کہ داخل کرینگے سو ظاہر ہوا
کہ زبانی بیان کرنیکو داخل کرنا نہین بولتے اس سے معلوم ہوا کہ
داخل کرنے سے یہہ مراد ہے کہ دینی کتابونمین لکہین گے جو تشبیہ
فرمایا کہ وے ایسے ہول ہونگے کہ خدا اونکو فدیہ دیکر پہرا لایا ہے
اور بالاتفاق ظاہر ہے کہ وے نہین ہین مگر عیسائی لوگ دیکہو کہ سب
یہہ چارو باتین مسلمانون کے پہلے طبقے والون پر صادق نہین آتین
اسواسطے کہ سید العرب صاحب نبوت تہے اور ایسے تہے کہ صاحب
دعوی نبوت نکے مقابلے مین صرف معلم کہلاتے اور وے اور اونکے
اصحاب اونمین سے جنکے لیے حضرت عیسی نے اپنے کو فدیہ کیا تہے یعنے نصاری
نہین تہے اور اونمین سے کسی کی راہ ظاہری تو کچہہ نصرانیون کی
ملی ہوئی نہین تہی بلکہ علیحدہ اوس دین سے تہی اوسیطرح اونپر جو
پر صادق آتی ہے جو پہلے طبقے مین مسلمان ہوئے تہے اسواسطے
کہ اسلام کی راہ اونکی نکالی ہوئی نہین اور یہہ ... پیدا اونکی

نصرانیت میں ملی ہوئی نہتی جو خفیہ کا اطلاق اوس [illegible] ہو بلکہ
علیحدہ تہی اور نہاں رکہی اوسکی علانیہ تہی اور یہودیوں میں بہی صاف وہ
نہیں آئی اسلیے کہ اونکے واسطے حضرت عیسیٰ قدسیہ نہیں ہوسکے
اب صاف ثابت ہوگیا کہ یہہ خبر نہیں ہے مگر عیسائیوں کے حق میں
کہ وہ نہیں بہی دینی کتابوں کے اندر خراب کرنے والی باتیں خفیہ
داخل کرنے والے پیدا ہونگے اور جب عیسائی لوگ پڑہینگے تو اس
جملے کے معنے کہ عیسیٰ سے انکار کرینگے کچھہ نہیں ہیں سوا اسکے کہ جو
اونکی اصل حقیقت تہی اوس سے انکار کرینگے یعنے اونکو محض بندہ
نہجانینگے بالجملہ ان سب بیانوں سے ثابت ہوگیا کہ اہل کتاب
کیا موسائی کیا عیسائی خدا اور اسکے سچے پیغمبروں کے پیغاموں
میں وہ باتیں جو انہیں اگلے پچھلے اور بیچ میں ملا دیتے آئے ہیں
اسلئے کتابیں مشکل ہوگئیں علاوہ بریں اصل انجیل پر اتفاق
ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ عبری تہے اور بنی اسرائیل بہی سب
سمجھتے تہے سب عبری زبان کہتے تہے اور حضرت عیسیٰ پہلی بار جب
تو صرف اسرائیلیوں کے لیے آئے تو موافق اپنی زاد بوم کے عبری
زبان بولتے تہے اور خدا کی باتیں بہی عبری میں کرتے تہے جیسا کہ
انجیل [illegible] خود دلالت اسی بات پر کرتا ہے اور [illegible] بہت سے

يستعملها الكنيسة المقدسة الرسولية الجامعة الرومانية فانها لا في

جسے استعمال میں کرتی ہے کلیسیا مقدسہ رسولیہ جامعہ رومانیہ اور یہ حال میں ہے

المعاني فقط بل ود في اكثر الالفاظ يوافق المتن الاصلي العبراني

صرف باعتبار معنوں کے بلکہ اکثر لفظوں میں بھی موافق اصل متن بلغت عبرانی

واليوناني ومع ذلك كله اعلم انه يوجد شيئا ناقصا غلط وسهوا في

اور یونانی کے ہے اور باوجود اسکے تو یاد رکھ کہ بعضا کلام ناقص اور غلط ہے

بعض نسخ الكتاب المذكور اما عند الروم واما عند غيرهم

بعض نسخوں میں اس کتاب کے کیا اہل روم کے پاس اور کیا اوروں کے پاس

من الطبع اليف من سهو الكاتبين او من قلة اجتهاد المترجمين

چھپا اور گردہوں کے کاتبوں کی سہو اور مترجموں کی کم محنتی سے

وكذلك في اصل العبراني واليوناني ايضا يكون نقص يسير او غلط

اور ایسا ہی اصل کتاب عبرانی اور یونانی میں بھی تھوڑا سا نقصان اور غلطیاں

صغير ولا يكاد يوجد كتاب من الكتب وان كان هو صحيحا كاملا الا وفيه

تھوڑی سی ہیں اور نہ پایا جاتا ہے کبھی کوئی کتاب کتابوں میں سے اگرچہ صحیح ہو کامل مگر ہیں اس میں

غلط او نقص لكن لا يقول احد بالحق لاجل ذلك انه مطلقا

کچھ غلطی یا نقصان ہو لیکن سچ سچ یہ کوئی کہیگا کہ وہ تمام کتاب بالکل

كتاب مغشوش واهل مرفوض اما نسخ الكتب المقدسة الصحيحة كثيرة

٤٤

وغيره من الطوائف المستقل عندهم اللسان العربي كما كانت
وغیرہ کی طرف جنکی زبان عربی مستقل تھی جیسا کہ

لهم في الزمان القديم اما في هذا الامر الكبير كل سعي الناس
زمان سابق میں انکے لیے تھا اور اس بڑے کام میں کوشش لوگونکی

ونهم خفيف قليل فلذالك امر المجمع المقدس ان يطبع
دونہت اونکی ہلکی اور ضعیف ہے اسلیے اوس گروہ مقدس نے حکم کیا ہے چھاپا جاے

في هذا النقل المتن اللاطيني العام قبالة المتن العربي
اس کتاب میں متن لاطینی مشہور مقابل میں عربی کے

حتى يكون لكل واحد قانون هذا بينا يعرف به و ليصلح كلما بقي من القديم
تاکہ ہو ہر ایک کے لیے قاعدہ مضبوط کہ اوس سے پہچانا جاے اور اصلاح کردی جاے اونکی جو باقی ہیں قدیم

من نقص او غلط لم يدره المترجمون والمصلحون ثم اعلم
نقصان اور غلطی کہ نہیں دہیان کیا اوسکو مترجمین اور اصلاح دینے والون نے پس جان تو

ايها القاري الحبيب اننا في اصلاحنا هذا لم نلحق دايما المتن
اے پڑھنے والے دوست کہ ہم لوگ اس اصلاح میں برابر نہیں لگے آئے ہیں متن

الأصلي كلمة بكلمة بل اقتدينا عادة التراجمة السابقين فرا
اصلی کو لفظ بلفظ بلکہ ہمنے تقلید کی اگلے مترجمونکے سو بہت جگہ

كثيرة حفظنا الحكم فقط و تفاوتنا عن ترتيب الالفاظ و عددها

اور زیادتی حروف کی عوض حرکات کے آور مثل اسکے بسو

سببا لہذا کلہ سے اخیذ کلام المسیحیین فصار لہم لغۃ تلک

سبب ان سب اختلافات کی اسنادی کلام مسیحیون کی سبب بس ہوگئی ہے اسطرح کی بولی

اللغۃ مخصوصًا ولیکن لیس فی اللسان العربی فقط بل فی

مخصوص اونکے لیے اور یہہ بات صرف عربی مین نہین ہے

اللاطینی والیونانی والعبرانی تغافلت الانبیاء والرسل

لاطینی اور یونانی اور عبرانی مین بہی ہے تغافل کیا انبیا اور رسولون نے

والاباء الاولون عن قیاس الکلام لاتہام یرد روح القدس

اور اگلے بزرگون نے قواعد قیاسیہ کلام سے اسواسطے کہ نہین چاہتا ہے روح القدس

ان تقید اتساع الکلمۃ الالہیۃ بالحدود والمضیقۃ التی حددتہا

یہہ کہ بند کرے وسعت کلام الہی کو حد و دمضیقہ مین کہ محدود کیا

الفرائض النحویۃ فتقدم لنا الاسرار السماویۃ بغیر فصاحۃ

اونکو حد و دبیانات نحویہ نے سو روح القدس نے اسرار سماویہ ہمارے لیے پیش کیے بغیر فصاحت

وبلاغۃ بکلمات یسیرۃ سہلۃ لیلا تختص قوۃ البشر

اور بغیر بلاغۃ آسان کلمات مین تاکہ خصوص نہو جاوے قوت بشری

وحیلتہم بعمل خلاصہم العجیب النظم وبدخول العالم فی دین المسیح

اور حیلت اونکی اپنے نجات کے باب مین نظم عجیب کے ساتہہ اور واسطے داخل ہونے عالم کے دین مسیحی مین

عوض نقص کے [illegible] نسب عوض جبر کے اور لفظ خلاف اپنے لغت کے
ہو گیا تو مطلب صحیح کا ظاہر ہونا منجملہ محالات ہے اسی [illegible]
ہو بھلا ایسی کتاب کو قرآن شریف کے ساتھ معارضہ کرنیکا کیا [illegible]
رہا اور دیکھیے کہ حامیان بیبل کے اقرار سے صاف ثابت ہو گیا
کہ بیبل کے نسخے نہیں کیا اصل کیا ترجمہ سب مین تحریفات ہوئی ہیں
اور یہہ لوگ اوسکا جبر و نقصان کرتے رہتے ہین اور ان سب
وے لوگ تین عذر کرتے ہین ایک بہ نسبت صرف ترجمونکے اور دو
بہ نسبت فساد اصل اور ترجمون دونون کے تیسرا صرف ترجمون
فساد کے نسبت یہہ عذر ہے کہ ترجمون کی کم مخفی ہے اب اسکو
حالانکہ باوجود اون دانشمندیون کے جسکے اہل فرنگ
قیصر کے وقت سے مدعی ہین کہ سارے جہان کے علوم سے ہر طرح
آگاہی حاصل کی اور ہر ہر فن کے جزئیات دریافت کیے اور [illegible]
[illegible] سلاطین اور امرا اونکے ان باتون مین کرورو
خرچ کرتے رہے معہذا بیبل کے ترجمہ کرنیکا سلیقہ بسبب کم [illegible]
اونکو نہ آیا نہایت بعید از قیاس ہے بلکہ اصل حقیقت یہہ معلوم [illegible]
کہ عبرانی اور یونانی نسخون مین نقصان اور غلطیان واقع
ہین کہ ترجمونکو اوسکی مطاوعت کرنی ضرور ہوتی ہے اور بہتیر [illegible]

منصوب اور منصوب کو مجرور کر ڈالا ہو تو مینے کا ہیکو سمجھے جاینگے
اور اوسکے سمجھنے کی تکلیف دینا تکلیف مالا یطاق ہے جیسے کوئی
کہے کہ دریا کا پانی اوچھ ڈالو یا ریت کے سب دانے گن ڈالو اور دیکھیے کہ
غلطیاں کرین آپ اور تہمت دین انبیا اور روح القدس کے سر پر
اس جگہہ سے ہمارے اس دعوی کی بھی یکتبون الکتاب بایدیہم
ثم یقولون ہذا من عند اللہ تمہارے اقرار سے کیسی ڈگری ہو گئی
اور تمہارے عذرات کچہہ پیش نگیے اور اگر کوئی وجہہ سوا اون
عذرات ثلثہ کے بچی ہو تو بیان کیجیے اور سمجہہ لیجیے کہ اون عذروں کے
واقعی ہونے کے وجوب پر یا اونکے مرتفع ہونیکے امتناع پر جب تک
برہان عقلی نہ قایم ہوگی تب تک صرف تمہارے کہنے سے وہ تحریرات
قرآن شریف کے مقابلے مین دانشمند عاقبت اندیش کے نزدیک
التفات کے قابل نہین ہو سکتے چہ جائیکہ معارضہ کے لایق ہون فقط

دسوان استفسار

اگر کالوش نامی اور سر کیس ناردنی اور جماعت کثیر علماے مسیحی کے
تحقیق سے معلوم ہوا کہ سیکڑون برس سے نقصان اور خرابیان
بیبل کی اصل اور ترجمون مین ہوتی چلی آتی ہین اور اب جو ہم صرف
اونہا تحقیقات کو جو سنہ ۱۸۱۶ع عیسوی کے بعد مسیحی علمانے کیے ہین اور ہر دفعہ

اور ہر زبان کے ترجمے پر کہتے ہیں کہ اصل عبرانی اور یونانی سے ترجمہ
کیا ہے ملاتے ہیں تو پھر وہی بات پاتے ہیں اور وہی نقصان اور
خرابیاں اتنا ہونے سے دیکھتے ہیں ہرچند جب اس عہد کی کا ثبوتی تصدیق
موقوف ہے اسباب پر کہ دفعات مختلفہ اور بلاد مختلفہ کے ترجمے ملا کر
بلفظ مقابلہ کئے جاویں سو اتنی محنت کس سے ہو سکتی ہے مگر کیف ما اتفق
ان تراجم موجودہ کے بعضے مقامات لے ملایا جو اتفاق ہوا تو وہاں
بہت سا اختلاف پایا گیا کہ ان سب کو اگر لکھوں تو کتاب بڑھ جا
اسلیے بطور نمونے چند جملے توریت اور انجیل کے جسمیں ہو
کاتب یا سہو مترجم کا احتمال نہیں ہو سکتا اس استفسار میں
باختصار لکھتا ہوں اور ضمناً اسطرح کے اختلاف کا ذکر اور استفسارون
مین بھی ہے اور اگر سب نسخے موجودہ ملا کر لکھے جاویں تو کیا خوب تماشا ہو
اور اسکے ساتھ اگر اور اقوام فرنگ اور یہودیوں کے نسخے بھی
یکجا کیے جاویں تو نہیں معلوم کیسا کچھ اختلاف ظاہر ہوا ہے چنانچہ کچھ
اختلاف ان نسخوں میں باعتبار غلطی نحوی اور تغییرات لفظی و معنوی
ہے اسکا کچھ حد و پایان نہیں مگر اتنا استفہام ہے اور سب کچھ
کہ ملاحظہ فرمانے کا شعر ہے سہ روشن از پرتو رویت نظر نیست کہ نیست
منت خاک درت بر بصری نیست کہ نیست ما اگر اپنے نزدیک سے

کہتے ہون کہ حافظ شیراز ردیف کے پہلے لفظ کو بصیغہ نفی پڑہتے
تہے اور بعضے تذکرے والے کہتے ہون کہ حافظ صاحب اوسکو
بصیغہ اثبات بطور استفہام انکار یکے پڑہتے تہے اور ایک
کی تکذیب نکرتا ہو تو ہم ایسے اختلاف کو اختلاف نسخہ کہتے ہین
کہ صاحب کلام کو اختیار ہے کہ اپنے کلام کو جس طرز پر چاہے ادا کرے
ہان جس صورت میں یہہ ثابت ہو جاے کہ حافظ شیراز نے صرف ایک
طرح پڑہا ہے تو البتہ دوسری طرح کو ہم کہین گے کہ یہہ کسی کی تحریف
ہے اور اگر ایک تذکرے والے دوسرے کی تکذیب کرتے ہوں
بموجب قاعدہ اذا تعارضا تساقطا کے ہم کہین گے کہ حافظ کا
کسی طرح پر کہنا کچھہ نہین ثابت ٭ اب ہم پر سر مطلب کتاب کے
باب اول فقرہ دوم نسخہ ۲۵ سنہ ۱۸۱۶ روح اللہ یرف علی المیاہ
نسخہ ۲۳ سنہ ۱۸۲۱ پانیوں کی سطح پر خدا کی روح پہلتا ہے ہوئے تہی
نسخہ فارسیہ ۳۹ سنہ ۱۸۴۸ روح خدا بر روے آب جنبش مینمود
۱۱ سنہ ۱۸۱۱ ریاح اللہ تہب علی وجہ المیاہ یعنی ہوائین خدا کی پانی
پر چلتی ہین کہاں روح مفرد کہاں ریح کی جمع ریاح وغیرہ
سنہ ۱۸۱۱ فخلق اللہ الانسان کصورتہ کصورۃ اللہ خلقہ اور ۱۸۱۱
فارسی اوسکے موافق نسخہ ۱۱ سنہ ۱۸۲۱ فخلق اللہ آدم بصورتہ بصورۃ

اوسکا بھی اعتبار نہین ہے اور دیکہو کہ وہ جملہ آدم اور حوا کے خطاب مین
درباب منع کرنیکے شجرہ ممنوعہ کے پہل کہانے سے واقع ہے کہ اوسکے
کہانے سے حضرت آدم کا مورد عتاب ہونا لکہا ہے اور اسی جگہ لکہا
کہ اوسکے کہانے سے خدا کے مانند ہو جاؤگے یہہ عجیب مضمون ہے
باب ششم درس دوم ۱۶۲ فرای بنو الله بنات الناس انہن
حسنات اتخذوا لہم نساء اگر نسخہ ۱۶۲ خدا کے بیٹون نے آدمیونکی
بیٹیون کو دیکہا کہ وے خوبصورت ہین تو اون سبہون مین
جسے جسے پسند کیا اونسے اوس سے بیاہ کیا ۱ دیکہو یہہ جملہ یعنے
(ادن سبہون مین سے جنہنے جسے پسند کیا) کیسا کم یا زیادہ کیا
ہے اور نسخہ فارسیہ ۱ وسی اردو کے موافق ہے نسخہ ۱۶۲ را گویا
بنات العامہ حسانا فاتخذوا لہم نساء یعنے اشراف کے بیٹون نے عوام کی
بیٹیان خوبصورت دیکہین اونکو اپنی جورو بنایا ۱ دیکہو اسد
لفظ اور اشراف کے لفظ کا مبادلہ سہوا نہین ہو سکتا ہے
اور نہ مترجم لیاقت لغت پر کوئی محمول کرسکتا ہے درس
ششم نسخہ ۱۶۲ فندم الله علی عمله الانسان علی الارض فتاسف
وتقلب داخلہ ۱۸ تب ہوا انسان کو زمین پر پیدا کرنے سے
پچہتاوا اور دل گیر ہوا نسخہ فارسیہ اوسکے موافق ہے نسخہ

ورس سیوم نسخہ ۳۱ مین یون ہے سارا ہاجرا مصری یا ابراہیم کی
اور ۲۱ ور کنیز کہ ہونے کو نیز وجہ کی بیٹی بھی کنیزک ہو سکتی ہے اور ایک
بڑہی کی بیٹی بھی حالانکہ فرق دونون کے مرتبے مین جو ہے سو ظاہر ہے
اول تو حضرت ہاجرہ کو کنیزک لکھنا تمہارا کاہیکو قابل اعتبار ہے
اور دوسرے یہہ کہ اونکا قوم رذیل سے ہونا ابہی تک توریت کے
ان نسخون مین نہین لکہا گیا اینده یا اور نسخون کی مجھے خبر نہین ہے اور
ذری گریبان مین سر ڈال کے دیکھو کہ معاذ اللہ حضرت عیسی کے
نسب نامہ مادری مین دو جگہہ تم آپہی زنا ثابت کرتے ہو چنانکہ توریت
مین لکھا ہے کہ تامار جو یہودا ابن یعقوب علیہ السلام کی بہو تھی اوس
سے یہودا نے زنا کیا اور اوس زنا سے فارص پیدا ہوا اور تم یہہ
کہتے ہو کہ نسب مریم کا اوسکی طرف پہنچتا ہے اور سموئیل کی کتاب
مین لکھا ہے کہ حضرت داؤد نے جو اوریا کی زوجہ سے معاذ اللہ زنا کیا
اوس زنا سے معاذ اللہ سلیمان پیدا ہوے اور سلیمان بہی بقول
تمہارے حضرت مریم کے سلسلہ نسبی مین داخل ہین اور حضرت
عیسی کے مجازی باپ کو بڑہی بتاتے ہو اور پہر حضرت ہاجرہ پر تہمت
اوسپر بہی حضرت عیسی کی بات پوری ہو گئی کہ اپنی آنکہہ کا شہتیر
نہین دیکہتے ہو اور بیگانی آنکہہ کا تنکا دیکہتے ہو باب ہفتم ورس دوازدہم

۱۸۲۵ء وہی ایضاً انہا اختی بالحقیقة ابنة ابی ولیس ابنة امی اردو اور
فارسی اوسکے موافق ہے نسخہ ۱۸۱۱ء ہی قریبتی من ابی لا من امی
دیکھو پہلا نسخہ کہتا ہے کہ سارا حضرت ابراہیم کی علاتی بہن تھین اور
دوسرا نسخہ کہتا ہے کہ سارا حضرت ابراہیم کے پدری خاندان مین
تھین نہ کہ مادری خاندان سے ف پہلے نسخے کے موافق اور
دو نسخے مین بھی یہ ظاہر اوہی اصل نسخہ معلوم ہوتا ہے پس بہنی کی
زوجیت سے نکاح کرنے پر کیون طعن کرتے ہو اسکی ممانعت نہ عقل سے
اور نہ توریت اور انجیل مین ہے باب بست پنجم ورس ہیجدہم نسخہ ۱۸۲۵ء
منتھے اخوتہ یعنی مسکن نسخہ ۱۸۱۱ء اقام بحضرت جمیع اخوتہم یعنی اسمعیل نے
اپنے بھائیون کے سامنے بود و باش اختیار کی نسخہ ۱۸۳۹ء نظر ہمہ برادران
خود انتقال نمود نسخہ ۱۸۲۵ء اپنے سارے بھائیون کے حضور مر گیا
+ دیکھو کہان بود و باش اختیار کرنا اور کہان مرجانا سہواً ایسی
تبدیل واقع نہین ہو سکتی باب پنجاہم ورس نوزدہم نسخہ ۱۸۱۱ء لاتخافوا
انی اخاف الله یعنی حضرت یوسف نے اپنے بھائیون سے فرمایا کہ
تم مت ڈرو مین خدا سے ڈرتا ہون مطلب یہہ کہ مین خدا سے
اپنی بخشش کے لیے ڈرتا ہون مین تمہین کیون نہ بخشونگا نسخہ ۱۸۲۵ء
مت ڈرو کیا مین خدا کی جگہ ہون نسخہ ۱۸۳۹ء اسی کے موافق ہے دیکھو

کتنا تفاوت ہے کتاب خروج باب چہارم درس
شانزدہم سنہ ۱۸۱۱ انت له تکون استاذاً سنہ ۱۸۲۵ تو اوسکے لئے خدا کی جگہ ہوگا
دیکھو استاد کو خدا کہا ہے معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰ کے لئے بھی خدا کا لفظ
اوستاد کی جگہہ نکلا ہے درس ۲۴ نسخہ سنہ ۱۸۲۵ فلما کان موسیٰ فی الطریق
فلقاه الرب الخ نسخہ سنہ ۱۸۲۵ اور سنہ ۱۸۳۹ اوسکے موافق ہے الخ یعنے
جسوقت حضرت موسیٰ راہ مین تھے خدا نے اونسے ملاقات کی
نسخہ سنہ ۱۸۱۱ فلما کان فی الطریق فاجاء ولده ملاک الله الخ یعنے جب
موسیٰ راہ مین تھی اونکی بیٹے کے پاس خدا کا فرشتہ آیا دیکھو
سہو ایسا تفاوت نہین ہوا کرتا ہے الخ باب ششم درس بستم
نسخہ سنہ ۱۸۱۱ فاتخذ عمرام یوخابد عمتہ زوجة له فولدت له هارون وموسیٰ
نسخہ سنہ ۱۸۲۵ عمرام نے اپنے باپ کی بہن یوخابد سے بیاہ کیا الخ نسخہ
سنہ ۱۸۳۹ بھی اوسکے موافق ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۴ فتزوج عمران یوخابد ابنۃ عمہ الخ
یعنے عمران نے یوخابد اپنے چچا کی بیٹی سے بیاہ کیا دیکھو کہان بہن
اور کہان چچا کی بیٹی سہو نہ ہے ایسا تفاوت نہین ہوتا ہے الخ باب
ہفتم درس نخستین نسخہ سنہ ۱۸۴۴ قد جعلتک الٰہا لفرعون الخ
یعنے خدا فرماتا ہے موسیٰ کو کہ مین نے تجھے فرعون کے لئے معبود قرار دیا
نسخہ سنہ ۱۸۲۵ قد جعلتک استاذا لفرعون الخ یعنے مین نے تجھے فرعون کے لئے

استاد قرار دیا ۔ معلوم ہوا کہ اسی طرح عیسی کو انجیل والون نے
معبود کہا ہوگا اور جیسی تصریح موسی کے لیے معبود ہونے کی اس
جگہ ہے ایسی تصریح کسی کتاب مین حضرت عیسی کے لیے خدا کے
قول [illegible] مندرج ہے باب دہم درس دہم نسخہ ۱۸۳۱ قال
لہا کذلک یکون الله معکم کما اطلقکم واطفالکم یعنے فرعون نے حضرت
موسی اور بنی اسرائیل کے چھٹی مانگنے پر کہا کہ اسی طرح خدا تمہارا
تمہارے ساتھہ رہے جو مین تمکو اور تمہارے لڑکون کو چھٹی دونگا
نسخہ ۱۸۳۹ اینہا نیز گفت معاذ الله کہ شما را مع اطفال رخصت دہم
۔ کہان معاذ الله اور کہان یکون الله معکم باب ہفتم درس ۱۲ و ۱۳
یا ۱۵ و ۱۶ یا ۱۶ و ۱۷ نسخہ ۱۸۳۱ لا تشہد علی قریبک شہادۃ زور
ولا تشتہ بیت قریبک ۔ یعنے اپنے نزدیکی والے پر جھوٹی گواہی
مت دے اور اپنے نزدیکی والے کے گھر کا لالچ مت کر ۔ دیکھو نزدیکی
والے مین تین احتمال ہین برادری والا ہمسائے والا ساتھہ والا
نسخہ ۱۸۴۴ لا تشہد علی اخیک شہادۃ زور ولا تشتہ بیت صاحبک مترجم
دیکھو یہان برادر کا لفظ ہے قرابت والا ہو یا دین کا بہائی ہو
اور صاحب کا لفظ کہا کہ اوسمین برادری والا یا دین والا
بہائی اگر ساتھہ ہو تو داخل نہین ہو سکتا نسخہ ۱۸۳۴ ترجمہ فارسیہ

در و غ گواہی مدہ و از خانہ ہمسایہ خود طمع مدار نسخہ ۱۸ ۱۹ اوسکے
موافق اسمین برادری والا جو ہمسایہ ہو داخل نہین ہو سکتا
ف یہہ ایک جملہ ہے منجملہ احکام عشرہ کے جنہین عیسائی لوگ
کہتے ہین کہ حضرت موسی کو تختی پر لکہکر یہی خدا نے دیا تہا پس اصل
لفظ نقل نکرنا اور صرف اوسکا ترجمہ ایک طرحکا اپنے عندیہ کے
موافق لکہکر کہنا کہ یہی مطلب خدا کا ہے کیسا فساد لایا **اور**
احکام عشرہ یہہ ہین باب مذکور ورس ۳ میرے حضور تیرے لیے
دوسرا خدا نہو ۴ تو اپنے لیے تراشی مورتین اور کسی چیز کی
صورت نہ بنا یو ۵ تو اونکے آگے خم مت ہو جیہو اونکی بندگی کیجیو
الی قولہ ۷ تو یہوواہ اپنے خدا کا نام بیہودہ مت لیجیو ۸ اور سبت کو
مقدس جانیو ۹ تو چہہ دن تک محنت اور اپنے سب کام کیجیو ۱۰
لیکن ساتوان دن تیرے یہوواہ کا ہے اوسمین کوئی کچہہ کام نکر
الی قولہ ۱۲ اور اپنے باپ اور ماکو عزت دے تا تیری عمر دراز
ہو ۱۳ تو خون مت کر تو زنا مت کر تو چوری مت کر تو اپنے ہمسایے
پر جہوٹہی گواہی مت دے ۱۴ تو اپنے ہمسایے کے گہر کا لالچ مت کر
تو اپنے ہمسایہ کی جورو اور اوسکے غلام اور اوسکی لونڈی اور
اوسکے بیل اور گدہے اور اوسکی کسی چیز کا لالچ مت کر فقط لونڈی

و غلام کی لفظ سے ظاہر ہے کہ استغراق ہمیشہ سے جاری چلا آتا ہے
سو مسلمانوں نے پڑھنے کرنے کے لیے بعضے نسخوں میں عبد اور جاریہ
کی جگہہ خادم اور خادمہ بنا دیا گیا ہے باب بست و یکم ورس دوازدہم
نسخہ ۱۸۱۱ ان ضرب رجلا صاحبہ ومات موتا یموت یعنے اگر
کسی نے کسیکو مارا اور وہ مر گیا تو وہ بھی مرے گا دیکھو اربانوس نامی
نسخے جو عربی زبان میں جمع کرکے یہہ ترجمہ کیا ہے اور دیگر نسخوں
میں یہہ ہے کہ وہ مار ڈالا جائے یہہ بھی قابل اسکے
نہیں مندرج ہے کہاں یموت کا لفظ اور کہاں یقتل پہلے لفظ سے
شبہہ جاتا ہے کہ قصاص لیا جاوے اسواسطے کہ وہ آپہی ایک
روز مریگا اس فقرے پر نہیں موقوف اکثر جگہہ جہاں یقتل کا حکم ہے
وہاں نسخہ ۱۸۲۵ میں یموت کا لفظ ہے ورس سی و دوم نسخہ ۱۸۲۵
یعطی ثلثین استارا من الفضة نسخہ ۱۸۱۱ ثلثین مثقالا من الفضة
نسخہ ۱۸۲۵ مثقال کے وزن کے تیس روپے دے نسخہ ۱۸۴۹ میں
مثقال سیمین بدہد دیکھو کہاں استار کہاں مثقال استار
چار مثقال سے کچھہ زیادہ کے وزن کا نام ہے اور مثقال ساڑھے
چار ماشے کا ہوتا ہے ایسا تفاوت وزنوں کا ان نسخوں میں
بہت جگہہ ہے باب سی و سیوم ورس سیزدہم نسخہ ۱۸۲۵ اگرچہ کسی زنی را

یا ضعیف ہو تو او پاک ہو اسطرح پر کہ وہ پورا ہوا ور کچھ عیب اوسمین
نہو ۹ دیکھو تین خدا کے حکم مین کیسی کمی بیشی ڈالدی اور ظاہر
کہ سہو کاتب سے ایسا نہین ہوسکتا اور نہ مترجم کی غفلت سے
اور یہان سے بھی ثابت ہو گیا کہ بیبل مین صرف مفردات کی کمی بیشی
نہین ہوئی بلکہ جملے کے جملے کم و زیادہ ہوگئے مین باب مذکور درس
سی ام نسخہ ۱۸۰۵ ہو کر تو اونکے معبودونکے حال کی تفتیش کرے
نسخہ ۱۸۲۵ والنظران تسئل من سننہم ۱۰ یعنی خبردار رہیو اس
کہ تو تفتیش کرنے لگے اونکے طریقون سے دیکھو کہان سنن یعنے طریقے
اور کہان معبود اسیطرح حضرت عیسی کے حق مین خدا کا لفظ
لکھدیا گیا ہے باب ہفتدہم درس ششم نسخہ ۱۸۲۵ ۱۲ وان عسر علیک
ورایت انک عاجز من الفصل ما بین الدم والدم والحکم
والحکم والبرص والبرص ۱۵ ہر چند اس مقام کی عبارت عربی
نسخون مین خبط ہے مگر اتنا معلوم ہوا کہ اس نسخے مین [illegible]
الفاظ بین بین دم یعنے خون حکم یعنے فیصلہ برص یعنے سفیدی [illegible]
نسخہ ۱۸۱۱ واذا خفی علیک امر من الاحکام بین دم الی دم
[illegible] وحکم الی حکم [illegible] اسمین ترتیب کی جگہہ تابع ہے حالانکہ
[illegible] عام [illegible] خاص ہے تمام و خاص کا اسمین بدلان [illegible]

نسخون مین بہت جگہہ واقع ہے اس سے ثابت ہوا کہ اگر نبی کی جگہہ آدمی
کا لفظ لکہین تو کچہہ بعید نہین سنہ ۱۸۲۵ عیسوی جسوقت تو کسی قضیے کے
فیصلے مین عاجز ہو کوئی قضیہ کیون نہو خونی کے قصاص کا اور رہزنی کی
دعوی کا اور مارنے کی سزا کا ۲۴ اسمین برجس اور بلا کی جگہہ مارنے کی
سزا ہے سنہ ۱۸۳۹ اگر امری از امور منازعت در بلاد تو درمیان خون یا دعوی
یا زخم واقع گردد ۲۴ کہان مارنے کی سزا کہان زخم دیکہو انکی تقریر و تبدیل
بیبل کی لفظون مین ہوتی چلی جاتی ہے ۲۴ باب بستم ورس یازدہم
نسخہ سنہ ۱۸۲۱ ایکونوا لک عبید العبطوک الجزیہ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ ایکونون لک ذمتہ
ویخدمونک نسخہ سنہ ۱۸۲۵ و سنہ ۱۸۳۹ اوسکے مطابق کہان غلام کہان
ذمی اور کہان جزیہ اور کہان خدمت پہلے نسخے سے مسئلہ استرقاق
اور جزیہ کا ہماری شریعت کے موافق ظاہر ہے اور دوسرے نسخون
مین یہہ بات بدل گئی اور کیسا مطلب ہمارا فوت ہوگیا باب بیست
و یکم درس بستم نسخہ سنہ ۱۸۳۹ زناباز است نسخہ سنہ ۱۸۲۵ بڑا کہاؤ ہے نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ مفرط فی الحرام ۲۴ یعنی حرام کام بہت کرتا ہے دیکہو کہان
زناباز اور کہاؤ اور کہان بڑا حرام کار پہلے نسخون سے زنا کی
مذمت نکلتی ہے اور نسخہ سنہ ۱۸۱۱ والے سے وہ مطلب جاتا رہا اسکے
علاوہ ثابت ہوا کہ حضرت لوط یا حضرت عیسی کے طرف شراب پینے کی

نسبت بھی ایسی ہی ہے باب بست سیوم درس ہفدہم نسخہ ۱۲ تجنس

الواحد والآخر ۴۰ اور یہ ذکر ہے جہر البغی اور ثمن الکلب کا اور سیکو فرمایا

کہ خرچی اور کتے کی قیمت کا پیسا دونوں تجنس ہیں نسخہ ۱۱ ایک

بکرہیا ۴۰ یعنے تیرا پروردگار ان دونوں کو مکروہ جانتا ہے دیکھو ترجمہ

کا لفظ زیادہ ظالم ہو گیا ہے اور کہاں تجنس ہونا اور کہاں خدا کو مکروہ

معلوم ہونا خدا کو ہر معصیت مکروہ معلوم ہوتی ہے اور تجنس ہونیکا حکم

آدمیکے لیے ہے باب سی و سیوم درس ششم نسخہ ۶ ۱۲ کیا وہ تمہارا باپ

نہیں ہے نسخہ ۶ ۳۶ آیا اور پیر تو قیمت نسخہ ۱۱ ۸ الیس ہو نیکا

۴۰ یعنے کیا وہ تیرا پیدا کرنے والا نہیں ہے دیکھو یہہ حضرت موسیٰ نے

اللہ کی تعریف میں فرمایا ہے سو کہاں باپ اور کہاں خالق اس سے

معلوم ہوا کہ جو اللہ کو حضرت عیسیٰ باپ کہتے تھے انہیں معنوں پر کہتے

تھے اور اگر یہاں مترجم سے غلطی ہوئی ہے تو وہاں بھی غلطی ہے

درس نہم نسخہ ۱۱ ۸ آل یعقوب مقصود صاحبہ ۴۰ یعنے بنی اسرائیل

خدا کی بزرگی دیئے ہوئے اور اوسکے مخصوص لوگوں میں ہیں نسخہ

۱۸ ۲۵ یعقوب اوسکی میراث کی قسمت ہے دیکھو کہاں وہ کہاں یہہ

ایسی تبدیل سہو کے راہ سے نہیں ہوسکتی درس ہفتم نسخہ ۱۱ ۱۸

معبود ان لم یعرفوہا جدذات جاءت من قریب ولم یخشہا آباءکم ۴۰

"تلخيصها التي استكتبها رجال حزقيا ملك يهود" يعني يهہ اداب
سليمان کے ہين جسے ملخص کرکے لکھا ہے حذقيا بادشاہ کے دوستون نے
اور رسايل تواريخ سے جيسے اخبار الايام کي کتاب کہتے ہين ثابت ہے
کہ عہد سليمان سے دو سو اٹھائيس برس کے بعد حذقيا کو سلطنت
پہونچي تہي پس معلوم ہوا کہ اداب سليمان کي کتاب جو بايبل مين ہے منسوب
سليمان کي اور اونکے عہد کي لکہي ہوئي نہين ہے اور اوسي کتاب
کے باب سيم کا آغاز يون ہے نسخہ ۱۸۱۶ ياقيح کے بيٹے آجور کے الہامي
کلام جو اوسنے اتيئيل اور يوکال سے کہا نسخہ ۱۸۲۹ اين است کلمات
آجور بن يقہ يعني مقالات کہ وبراے اتيئيل بلکہ براے اتيئيل واوکال
بر زبان آورد ۱۸۴۴ ديکہو يہہ عبارت دلالت کرتي ہے اسبات پر کہ مابعد
اوسکے جو کلام ہے وہ حضرت سليمان کا نہين ہے سو واسطے رفع
الزام الحاق کے ۱۸۴۴ والے نے اوس جملے کو اپنے نسخے سے حذف
کر ديا بہتان سے بہي وہي بات بخوبي ثابت ہوتي کہ بايبل کے رسالے
جنکي طرف منسوب ہين يہہ ضرور نہين کہ اوسيکے يا اوسکے ہم عصر لوگون کے
تاليف ہون اور يہہ بہي ضرور نہين کہ صرف اوسيکا کلام اوسمين ہے
اور اشعيا کي کتاب کا باب سي و ششم اور سي و ہفتم صاف بتلا
ديتا ہے کہ وہ اشعيا کا کلام نہين ہے اب انجيلون کي نسبت کچھ لکہتا ہون

اس سے ثابت ہوا کہ خدا کی عادت یون جاری نہین ہے کہ تکلیفات شرعیہ یا
کہ محل امتحان کا ہے مخصوص ہو عوامگے صورت یا شخص ایسے کہہ دیا کرے
کہ ... اوس کلام کے ماننے والے کو زری ہی ہے شبہہ کی جگہہ نہ باقی رہے

انتہی انجیل کی اور تغیر و تبدیل اور کمی بیشی تہوڑی سی یا ... کے حال
بیان کرنے کے طور پر نمونہ یہہ بہت ہے مگر ایک تماشا یہین اور دیکھیے
ہمارا انجیل کے پانچوین باب کے ستر ہوین سے او نیسوین ورس تک
حضرت عیسی علیہ السلام کا مقولہ منقول ہے اور اسکے ترجمے عجیب طور کے
ہین ایک طرح کے لفظون سے ایک مطلب نکلتا ہے اور دوسرے طرح
کے لفظون سے دوسرا مطلب ظاہر ہوتا ہے تفصیل اس اجمال کی
یہہ ہے کہ میرے پاس انجیل کے نسخے ہین ایک نسخہ ۱۸۱۹ کا چھپا روم کا اور نسخہ ۱۸۱۱
انگلینڈ کا اور نسخہ ۱۸۱۶ کا جو انگریزون نے ہندوستان مین کیا ہے فارسی کا
نسخہ ۱۸۱۶ مارٹین صاحب کا جو ۱۸۲۶ مین پہر چہاپا گیا ہے اور اردو نسخہ ۱۸۱۴ کا
انگریزون نے ہندوستان مین کیا ہے اور اردو نسخہ ۱۸۳۹ جو ... مین
امریکانی پادری صاحبون سے مجھے ملا ہے ان ترجمون کی لفظین
اگر ایک دوسرے سے بدل ڈالین اور اسکا ترجمہ اپنے طور پر کرین
اور اپنی طرف سے کوئی مضمون نہ ملا دین تو حضرت عیسی کا ...
یہہ ہوتا ہے یہہ گمان مت کرو کہ مین توریت کے منسوخ

آیا ہوں تمہارے منسوخ کرنے کیلئے نہیں آیا ہوں کوئی حرف اور کوئی نقطہ
توریت کا موقوف نہیں ہو سکتا جبتک زمین اور آسمان مٹ نہ جاویں
اور جو کوئی ذری سی بات بھی توریت کی موقوف کریگا وہ ملکوت السموات
میں حقیر اور ذلیل گنا جائیگا اور جو کوئی اوسکو سکھاویگا اور عمل
کریگا ملکوت السموات میں بزرگ شمار کیا جائیگا اور اگر او نسخون میں
جیسے ایک نسخے کی بعض لفظیں انکا تکرار دوسری جگہہ دوسرے نسخے
اوسی جگہہ کی لفظیں رکھدیں اور اوسکا ترجمہ اپنے طور پر کریں
اور کوئی مضمون اپنی طرف سے ملا دیں اور ایک نسخے کی تقدیم
وتاخیر کو چھوڑکر دوسرے نسخے کی تقدیم وتاخیر مرعی رکھیں تو حضرت
عیسی کا یہ قول یہہ ٹھہرتا ہے یہہ خیال مت کرو کہ میں خدا کی راہ مٹانے
کے واسطے آیا ہوں تمہارے خدا کی راہ مٹانے کے واسطے نہیں آیا ہوں
بلکہ اسواسطے آیا ہوں کہ پیغمبروں کی خبروں کی تکمیل ہو جاوے اور سچ
کہتا ہوں کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہیں مگر جنہوں نے جو کچھ کہا
اوس میں سے ذری سی بات بھی نہیں ٹل سکتی یہانتک کہ پورا
ہووے اور جو کوئی ذری سی بات بھی راہ خدا کی مٹائیگا ملکوت السموات
میں ذلیل اور مختصر گنا جائیگا اور جو کوئی اوسے سیکھے اور سکھاوے
ملکوت السموات میں بزرگ اور جلیل القدر شمار کیا جاویگا

اب مین پوچھتا ہون کہ پہلا قول صحیح ہے یا دوسرا قول ہم کہتے ہین کہ دوسری
طرحکا مضمون تعین ہمارا مطلب ہے اور اوسکی صحت کا احتمال بھی یہان
کافی ہے اگرچہ ثبوت کو نہ پہونچے چہ جاے کہ بہت سے قرائن اور وجوہ ایسے
ہون کہ جنسے دوسرے مضمون کی واقعیت اور پہلے مضمون کی غیر واقعیت
ظاہر ہوتی ہو ۱ جہان یہہ مضمون ہے کہ انبیاؤن کی باتون سے ذرہ سی بھی
بات بھی ٹل نہین سکتی) وہان نسخہ ۱۸۱۶ مین یہہ جملہ ہے الی ان تقع
الاشیاء کلہا یعنی انبیاؤن کی باتون مین سے کوئی بات ہرگز نہین ٹل سکتی
یہان تک کہ سب باتین واقع ہوجائین دیکھو واقع ہوجانا زمانہ آیندہ
مین صرف اخبار کے نسبت بولتے ہین نہ کہ اوامر اور نواہی کے نسبت سواے
کہ وہ منجملہ انشا مین اونکے نسبت یہہ کہنا کہ واقع ہوجائینگے نہین صحیح ہے
اور جو کوئی کہے تو غلط ہے ۲ انجیلون مین بہرا پڑا ہے کہ جہان کہین حضرت
عیسیٰ کے کسی حال پر اگلے انبیاؤن کی پیشین گوئی کی تطبیق دی ہے وہان
یہی لکھا ہے کہ تا کامل اور پورا ہوجاے جو ارمیا نے کہا یا اشعیا نے یا کسی
نبی نے کہا چنانچہ دوسرے باب مین پہلی انجیل کے درس پانزدہم مین ہے
(اسیطرح وہ جو خداوند کے نبی کے معرفت سے کہا گیا تھا کہ مین نے
اپنے بیٹے کو مصر سے بلایا پورا ہوا) پس معلوم ہوا ایسیہی باتون کے
نسبت حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ توریت کی بات نہین ٹل سکتی یہان تک کہ واقع

آیا ہون تمہارے منسوخ کرنیکے لیے نہین آیا ہون کوئی حرف اور کوئی نقطہ
توریت کا محرف نہین ہوسکتا جبتک زمین اور آسمان مٹ نہ لیوے
اور جو کوئی ذری سی بات بہی توریت کی موقوف کریگا وہ ملکوت السموات
مین حقیر اور ذلیل گنا جائیگا اور جو کوئی اوسکو سکہاویگا اور عمل
کریگا ملکوت السموات مین بزرگ شمار کیا جائیگا اور اگر اونہیں نسخون
مین سے ایک نسخے کی بعضی لفظین نکالکر اوسکی جگہہ دوسرے نسخے سے
اوسی جگہہ کی لفظین رکہہ دین اور اوسکا ترجمہ اپنے طور پر کرین
اور کوئی مضمون اپنی طرف سے نہ ملا دین اور ایک نسخے کی تقدیم
وتاخیر کو چہوڑ کر دوسرے نسخے کی تقدیم وتاخیر مرعی رکہین تو حضرت
عیسی کا مقولہ یہہ ٹہرتا ہے یہہ خیال مت کرو کہ مین خدا کی راہ مٹانے
کے واسطے آیا ہون تمہارے خدا کی راہ مٹانیکے واسطے نہین آیا ہون
بلکہ اسواسطے آیا ہون کہ پیغمبرون کیے خبرون کی تکمیل ہو جاوے اور سچ
کہتا ہون کہ زمین و آسمان ٹل سکتے ہین مگر نبیون نے جو کچھ کہا
اوسمین سے ذری سی بات بہی نہین ٹل سکتی یہان تک کہ پورا ہو جاوے
اور جو کوئی ذری سی بات بہی راہ خدا کی مٹاویگا ملکوت السموات
مین ذلیل اور حقیر گنا جائیگا اور جو کوئی اوسے سیکہے اور سکہاوے
ملکوت السموات مین بزرگ اور جلیل القدر شمار کیا جاویگا

باتفاق بڑے بڑے علماے مسیحی کے نسخہ سو لہہ پچیس میں
لکھا ہے یا آپ لوگوں کے پاس کچھ اور عذر ہے تو یہہ عجب بات ہے کہ
ترجمونکی جن لفظوں سے ہمارا مطلب نکلتا ہے وہی لفظیں غلط اور جن
لفظوں سے آپکا مطلب نکلتا ہے صرف وہی صحیح ہوتی ہیں فقط

گیارہواں استفسار

انجیلوں کی نسبت عیسائیوں کے دو دعوے ہیں ایک یہہ کہ انجیلوں کے لکھنے
کرنے والوں نے جو روایتیں حضرت عیسی کے کلام کے ساتھ اگلے پچھلے
اور بیچ بیچ میں ملا کر سب اپنی دیکھی لکھی ہیں اور حضرت عیسی کا کلام جو اونہوں نے
لکھا ہے وہ بلا واسطہ انحضرت سے سنکر لکھا ہے دوسرا
یہہ کہ جو کچھ انہوں نے لکھا ہے سو وہی لکھا ہے جو روح القدس کہتا گیا جسکو
انبیا لوگ لکھتے ہیں اور ہم یہہ کہتے ہیں کہ غلط وہ اسبات سے کہ حضرت
عیسی کا اصل کلام باقی نہیں رہا بلکہ صرف اوسکا ترجمہ یونانی اصل قرار
پایا ہے اور غلط وہ اسبات سے کہ آپ کے اصول کے موافق جو کہ انبیا
بنی اسرائیل عمداً گناہ کبیرہ کرنے سے بعد نبوت کے بھی محفوظ نہیں ہیں
تو حواری جو کہ بطریق اولی قابلیت اسبات کی نہیں رکھتے کہ اونکے نقل
اعتبار کے لایق ہو اور کسی طرح کی ترجیح اوروں کے نقل اعتبار پر ہو اس مقام میں
جاننا چاہیے کہ تین مطالب ہیں پہلا یہہ کہ ان انجیلوں کے مولف نے جو کچھ لکھا ہے

سنا یا دیکھا ہوا یا حضرت عیسی سے بلا واسطہ سنا ہوا نہیں لکھا ہے غایۃ الامر
یہہ کہ کلام عیسوی کو شاید کسی حواری نے اصل زبان یعنی عبری میں لکھا ہو
مگر اوسکے ترجمے یونانی میں آگے پیچھے و بیچ بیچ میں جو باتیں ملی ہوئی ہیں
سو لکھنے والے نے اپنی سن دیکھی صرف سنی ہوئی لکھی ہیں دوسرا
یہہ کہ لکھنے والے نے ان باتوں کو جو حضرت عیسی کے کلام میں آگے پیچھے اور
بیچ میں ملا کر لکھا ہے سو از راہ نبوت بترجمانی روح القدس نہیں لکھا ہے
بلکہ اسی طرح لکھا ہے جیسے ہمارے یہاں ارباب سیر لکھتے ہیں تیسرا یہہ کہ
روح القدس سے مستفیض ہونا مستلزم اوس عصمت کو نہیں ہے
جو ہمارے یہاں انبیاؤں کے لئے واجب اور لازم اور بعد تسلیم نبوت
کے ضروری التسلیم ہوتی ہے اب میں پہلے اور دوسرے مطلب کی
سندیں لکھونگا

پچھلی سند

ن ارمیا او یحییا وغیرہ کی
کتابوں کے طرز سے ... ہے بلکہ حواریوں کے خطوط سے بھی صاف ظاہر ہے
کہ حضرت عیسی کے زمانے سے پیشتر بھی کتاب کی طرز تالیف ایسی ہی کچھہ
تھی جیسے اب ہے یعنی لکھنے والا کتاب کا اپنی دیکھی یا بلا واسطہ سنی ہوئی
جو بات جس کسیکی لکھتا ہے اوسکے اول یا آخر کہیں نہ کہیں اشارۃ دیکھنے
یا بلا واسطہ سننے کا ضرور کرتا ہے اور کہیں کہیں اپنے تئیں متکلم کرکے تعبیر
کرتا ہے اور ان چاروں انجیلوں میں سے کسی میں کسی جگہہ اسطرح کا

اشارہ بھی نہین ہے چہ جائیکہ تصریح خصوصاً ان نسخون مین جو انکے مترجم
ہوئے ہین آئندہ کی خبر خدا جانے بس ظاہر حال ان کتابونکا خود ہی
گواہی دیتا ہے کہ ان کتابون مین جو کچھہ لکھا ہے سو لکھنے والے کا دیکھا ہوا
یا حضرت عیسی سے بلا واسطہ سنا ہوا نہین لکھا ہے اور یہ بات جو بہر کیف
ظاہر حال سے بوجھی جاتی ہو اوسکے لئے کچھہ اور دلیل ثبوت [illegible] نہین اور
جو کوئی خلاف ظاہر دعوا کرے اوسکے ذمہ اثبات اوسکا لازم ہے جیسے یہ
لوگ کہین کہ اگرچہ ان کتابون مین کہین اول یا آخر یا بیچ مین موافق دستور
کے ایسا کچھہ نشان نہین ہے جس سے معلوم ہو کہ اپنی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ
سنی ہوئی لکھنے والا لکھتا ہے مگر واقع مین ایسے ہی کہ اپنی دیکھی اور
بلا واسطہ سنی لکھی ہے تو اسکا اثبات انہین لوگون کے ذمے واجب ہے دوسری
سند یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ یہ انجیلین نہ تو حضرت
عیسی کی تالیف ہین اور نہ حضرت مریم کی اور نہ اونکے شوہر مزعوم یوسف
کی اور اسپر بھی اتفاق ہے کہ یہ تالیف کی ہوئی نہین ہین مگر کسی [illegible]
اور کوئی آدمی عیسائی نہین ہوا مگر جبکہ حضرت عیسی نے دعوت کی اور
دعوت اونہون نے نہین کی مگر بعد تیس برس اور بعد اطلاع [illegible]
[illegible] شیطان کے تیس یوسف اور مریم کے خوابون کی اور مجوسیون کے آنے
اور اونکے سب [illegible] ابتدائی تارے کے ہونے اور حضرت عیسی کی زیادہ

اونکی ولادت کے وقت لڑکے جو بیت لحم کے تہے جان لی اور یوسف مریم اور
عیسی کو یہود دیس سے مصر مین لیجانے اور پہر لے آنے کی اور جنگل مین حضرت
عیسی کے نسبت شیطان کے امتحان کرنیکی — باتین جیسا عیسائی لکہتے ہین
یقینا سبہی کلبین اسواسطے کہ یوسف اور مریم کے خوابون مین کوئی معتبر
ہوئی نہین سکتا اور اون دنون ساتہ ساتہ تہا اونکے کسیکے پہرنے کی کوئی
وجہہ نہین معلوم ہوتی **تیسری سند** انجیل سیوم باب اول
مین یہہ لکہا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ورق آ اسے فاضل تہیوفلو جیسا کہ اونہون نے
جو پہلے سے دیکہنے والے اور کلام کے وعظ کرنے والے تہے بیان کیا ہے
ویسا ہی ہو چکا ہے اون باتونکو جو ہمارے نزدیک یقینی ہین لکہنے مین مشغول
ہوئے ہین اسلیے مناسب جانا گیا کہ مین بہی ابتدا سے ان سب باتونکو اچہی
طرح دریافت کرکے تیرے لیے ترتیب سے لکہون مطلب یہہ کہ وعظ عیسوی کے منادی کرنے
والون نے حضرت عیسی کے حالات جو بیان کیے اوسکے قلمبند کرنے مین بہت
لوگ مصروف ہوئے ہین مین بہی دریافت کرکے اون باتونکو لکہتا ہون
دیکہیے یہہ مضمون بالبداہت گواہی دیتا ہے کہ یہہ تیسری انجیل سنی سنائی لکہی
گئی ہے اور جسطرح یہہ سنی سنائی لکہی گئی اور بہی اسیطرح سنی سنائی لکہی گئی ہین
چوتہی سند کتاب اعمال کے پہلے باب مین یہہ ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ ورق
آ ای تہیوفلس مین پہلی کتاب مین بیان کر چکا اون سب کا ہون اور تصحیحہ

جو یسوع کرتا رہا تم اوس وقت تک کہ روح القدس سے اپنے برگزیدہ رسولونکو
حکم دیکے اوپر اوٹہایا گیا سو جنکے نزدیک اوسنے بعد اپنے مرنے کے اپنے
تئین بہت سی دلیلون سے زندہ ثابت کیا کہ وہ چالیس دن تک اونہیں
دکہائی دیکے خدا کی بادشاہت کی باتین کہتا رہا ۱۴ دیکہو تیسرا درس
صاف دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ جو شخص تہیوفلس سے خطاب کرتا ہے
وہ اون لوگونمین سے نہین ہے جن پر حضرت عیسیٰ بعد و انکے صلیب کے
ظاہر ہوئے کہ سب حواری بہی اون مین داخل نہی ہے جا کہ حواریون
مین سے ہو **پانچوین سند** جو یہی انجیل کے باب بیس یکم کے آخر مین
حکایت حضرت عیسیٰ کے ظہور کی اور صحبت پطرس حواری کی اونکے ساتھ
اسطرح کہ حضرت عیسیٰ اوس سے باتین کرتے چلے جاتے تہے لکہکر
ورس بستم مین لکہتا ہے نسخہ ۲۹ تب پطرس نے پہر کے اوس شاگرد کو
پیچہے آتے دیکہا جسے یسوع پیار کرتا تہا الی قولہ ورس ۲۴ یہہ وہ
شاگرد ہے جسنے اون کامونکی گواہی دی اور جسنے اون باتون کو لکہا اور ہمکو
یقین ہے کہ اوسکی گواہی سچ ہے ۲۵ دیکہو یہہ ورس ۲۴ کہلی گواہی
دیتا ہے کہ وہ انجیل جو حضرت عیسیٰ کے شاگرد نے لکہی وہ اور ہے
اور یہہ انجیل اوسکی باتین نکالکر تالیف کی گئی ہے جیسے کتابین بہیان
معراج نامہ اور مولود نامہ اور قیامت نامہ وغیرہ لکہا جاتا ہے۔

چوتھی بات سند جیسے ہمارے یہان حدیثکی کتابون کے بعضی اون
روایتون مین جو پیغمبر خدا سے بہ تواتر ثابت نہین ہین اور
اونہین ہماری اصطلاح مین احاد کہتی ہین جابجا اختلاف ہے اسیطرح
جن لوگون نے حضرت عیسیٰ کے کلام کے ساتھہ اور باتین آگے پیچھے اون
بیچ مین ملائی ہین اونمین بہی ایسہی اختلاف ہے اور ایک دو نہین
بلکہ بہت اور ساتھہ اسکے بعضی روایتین اور بعضے مضامین جہوٹہے
بہی ہین اگرچہ کر ہم سب لکہین تو کتاب بڑہ جاوے اور بہت دردسر
کرنا پڑے مگر تہوڑی نظر سرسری سے جو معلوم ہوئی ہین اونہین کا بیان ہو
اور یہہ بہی جان لیجیے کہ ہر طرح کے اختلاف کو مین نہین لکہتا ہون
مثلا اختصار اور تطویل یا بعضی مضمونون کی کمی بیشی کا کہ اوسکا
نقل کرنا اور چارون انجیلونکا نقل کرنا ایکہی بات ہے جسکا جی چاہے
اونہین ملا کر دیکہلے اب ہم بیان روایات مذکورہ

ازانجملہ

پہلی انجیل کے پہلے باب مین حضرت عیسیٰ کا پشت نامہ حضرت
سے یوسف حضرت مریم کے شوہر تک جو لکہا ہے اسکی چالیس پشتین
لکہی ہین اور تیسری انجیل کے تیسرے باب مین وہ پشت نامہ
یوسف مذکور سے حضرت آدم تک لکہا ہے اور حضرت ابراہیم تک
اوسمین چھپن پشتین لکہی ہین اور صرف حضرت داود سے

اور جب پانی سے نکل کر اوپر آئے اوسوقت خدا کی روح کو کبوتر کی
صورت حضرت عیسی نے اپنے اوپر آتے دیکھی اور چوتھی انجیل کے پہلے باب
مین ورس ۲۹ سے ۳۴ تک یون لکھا ہے کہ یحیی نے تو اوسے خوب پہچانا
مگر اس بات سے کہ اوسپر خدا کی روح اوترتے اوسنے دیکھی ۔ دیکھو
پہلی انجیل سے ظاہر ہے کہ قبل روح کے اوترنے کے حضرت یحیی نے حضرت
عیسی کو پہچان لیا کہ وہی شخص موعود ہے اور چوتھی انجیل سے معلوم
ہوتا ہے کہ بعد روح کے اوترنے کے پہچانا ۔ از انجملہ تیسری انجیل
تیسرے باب کے ورس نوزدہم مین یون ہے کہ ۱۹ ہیرود بادشاہ
اپنے بھائی فلپ کی جورو ہیرودیا کو رکھنے کے سبب اور اپنے تمام بد
کاموں کے سبب یحیی سے ملامت سنکے اون سب کاموں پر یہہ بھی کیا
کہ یحیی کو قید خانے مین بند کیا ۔ اور دوسری انجیل کے چھٹے باب مین
یون ہے ورس بستم ہیرود یحیی کو مرد نیک اور پاک جان کر ڈرتا
اور اوسکی پاس داری کرتا اور اوسکی نصیحت سنکر عمل کرتا اور
اوسکی باتین خوشی سے سنتا تھا ۔ دیکھو پہلی روایت سے معلوم ہوتا ہے
کہ صرف ہیرودیا کے کہنے سے یحیی پر ہیرود نے ظلم نہین کیا بلکہ
اپنی بدکاریون اور حضرت یحیی کی نصیحتون سے خود ہی ناخوش تھا
اور دوسری روایت سے یہہ ظاہر ہے کہ وہ خود تو حضرت یحیی سے

یون لکھا ہے آپ پھر عید نجات کے چھہ دن آگے یسوع بیت عنیا میں آئے
جہان العاذر تھا جسے اوسنے مرنے کے بعد جلایا تھا الی قولہ تب
مریم نے آدھ سیر جٹا ماسی کا بیش قیمت عطر لیکے یسوع کے پاؤن
پر ملا اور اپنے بالون سے اوسکے پاؤن پونچھے الی قولہ ۱۰ سردار کاہنون نے
مشورت کی کہ العاذر کو بھی جان سے ماریں ۔ دیکھو یہان تین
باتون مین اختلاف ہوا ایک یہہ کہ دوسری انجیل والا یہودیونکا
مشورہ کرنا دو روز پہلے عید نجات سے لکھتا ہے اور تیسری انجیل
والا چوتھی والے کی طرح دوسری یہہ کہ دوسری انجیل والا عورت
کا عطر ملنا [illegible] اور چوتھی انجیل والا پانون
پر [illegible] ملنا تیسری انجیل والا شمعون کوڑھی کا
مقام لکھتا اور چوتھی انجیل والا العاذر کا مقام لکھتا ہے ازانجملہ
دوسری انجیل والا پندرھوین باب مین حضرت عیسی کے
واسطے صلیب اوٹھوا لے چلنے کی حکایت مین یہہ نسبت
یون لکھتا ہے ایک شخص کورینی شمعون نام جو اسکندر اور
روفس کا باپ تھا دیہات سے آیا اور ادہر سے گذرتا تھا اونہون
نے اوسے صلیب اوٹھا لے چلنے کے لئے بیگار پکڑا ۲۲ اور وے
اوسکو مقام جلجتا مین یعنی کھوپڑی کی جگہہ مین لائے اور پہلی اور تیسری

کہا ای شیطان از عقب من دور شو کہ موجب صدمہ من ہے
متی ۱۶ ۲۳ اوسنے متوجہ ہوکر پطرس کو کہا ای شیطان میرے سامنے سے
دور ہو تو میرے لیے ٹھوکر کھلانے والا ہے ۔۔ دیکھو کہ پطرس کو
شیطان اور ٹھوکر کا سبب کہا اور اوسی انجیل کے چھبیسویں باب
مین ہے متی ۲۶ ۳۱ اوسوقت عیسی نے اونہین کہا تم سب
میری بابت آج کی رات ٹھوکر کھاوگے الی قولہ ۳۳ پطرس نے
جواب دیا کہ تیری بابت سب ٹھوکر کھاوین مین کبھی نہین ٹھوکر
کھاونگا ۳۴ عیسی نے اوسے کہا کہ تو آج کی رات مرغ کے
بانگ دینے سے پہلے تین بار میرا انکار کریگا ۳۵ پطرس نے کہا کہ اگر تیرے
ساتھ مرنا بھی ضرور ہو تو بھی تیرا انکار نکرونگا اور سب شاگردون
نے بھی کہا الی قولہ ۴۷ اور جسوقت یہہ کہہ رہا تھا دیکھو
یہودا جو اون بارہ مین سے ایک تھا لوگونکو لیے ہوے تلوار اور
سونٹے لیکر آیا الی قولہ ۵۰ آکر اوسے دھر لیا اور پکڑ
لیا الی قولہ ۵۶ سب شاگرد اوسے چھوڑ کر بھاگے ۵۷ اور جنھون
نے حضرت عیسی کو گرفتار کیا تھا اوسے سردار کاہن کے
پاس لے آئے ۵۸ اور پطرس اوسکے ساتھ سردار کاہن کے
دیوانخانے تک چلا گیا الی قولہ ۶۹ ایک سہیلی پطرس کے پاس

بھی ہاور بولی کہ عیسی کے ساتھ تو بھی تھا ۶۹ اوسنے سب کے آگے انکار
کیا اور کہا میں نہیں جانتا تو کیا کہتی ہے ۷۰ اور جب وہ دہلیز
سے باہر آیا ایک دوسری نے اوسکو دیکھکر کہا کہ یہ شخص بھی
عیسائی ناصری کے ساتھ تھا ۷۱ اوسنے پھر قسم کھا کے انکار کیا کہ
میں اوس شخص کو نہیں جانتا ۷۲ اور تھوڑی دیر پیچھے وے
جو وہاں کھڑے تھے اوس پاس آئے اور بولے کہ بیشک تو بھی
اونھیں میں سے ہے ۷۳ اوسوقت اوسنے لعنت کرکے اور
قسمیں کھا کر کہا کہ میں اوسے نہیں جانتا اور مرغ نے وہیں
بانگ دی ۷۴ اور پطرس کو عیسی کی بات یاد آئی تب وہ
باہر جاکر زار زار رویا [illegible] یہاں تین باتیں دیکھنا چاہیے اول یہہ
کہ سب نے حضرت عیسی کے باب میں جھوٹ کہا [illegible] یعنی ساتھ اونکے
رہ نسکے اور خلیفے بھی بھاگ گئے دویم ایک رکن ارکان
ثلثہ عدالت جسکا نام شجاعت ہے حضرت عیسی کی صحبت سے
حواریوں کو نہیں حاصل ہوا تھا پس تربیت حضرت عیسی کی
اثر وسے حکمت کے بہت [illegible] تین [illegible] دو سوم یہہ کہ باوجود
مستفید ہو چکنے کے پطرس نے حضرت عیسی کے خبر دینے کو
باور نکر کے معارضہ کیا کہ میں کبھی انکار کرونگا سب سے بہتر کہ جھوٹ بھی

روح القدس کی سبب ہر وقت ہوتی تو اب وہ کیا کہا اوسنے
پہر بارد ر پولوس اپنے نامہ موسومہ گلاتیان کے باب دوم
مین اپنی بابت یون لکھتا ہے آیت ۱۱ جب پطرس انطاکیہ
مین آیا تب مینے رو برو اوس سے مقابلہ کیا کہ وہ ملامت کرنیکے
سزاوار تھا آیت ۱۲ کیونکہ وہ پیشتر اس سے کہ یعقوب کی طرف سے کئی
شخص آوین غیر قومون کے ساتھہ کہایا کرتا تھا پر جب وے
آئے تب وہ مختونون سے ڈر کنارے ہٹا اور الگ ہوا آیت
۱۳ اور باقی یہودی بہی اوسکے سے مکر کرنے لگے یہانتک
کہ برنبا بہی اونکے مکر مین آگیا آیت ۱۴ جب مینے دیکہا کہ وے انجیل کے حقیقت
کے موافق راہ راست پر نہین چلتے تب مینے سبھون کے سامنے پطرس کو کہا
کہ جبکہ تو یہودی ہوکر غیر ملکیون کے طور پر نہ یہودیون کے طور پر
اوقات کاٹتا ہے پس تو کسواسطے غیر ملکیون کو یہودیون کے طور پر چلنے کی تکلیف
دیتا ہے الی قولہ آیت ۱۶ ہم یسوع مسیح پر ایمان لائے نہ شریعت
پر عمل کرنے سے نیک گنے جاوین کیونکہ کوئی آدمی شریعت پر عمل
کرنے سے نیک گنا نجائیگا بد دیکہو یہان کئی باتین نکلتی ہین ایک
یہہ کہ پولوس کے نزدیک پطرس اور برنبا اور اور یہودی
بالعموم موافق انجیل کے راہ پر نہین بلکہ ریاکار اور مکار تھے

فصل میں جو سورہ یسین کی آیہ اذ ارسلنا الیہم اثنین فکذبوہما
فعززنا بثالث کی تفسیر میں یہہ نکالا ہے کہ شاگردان عیسوی نبیا تھے
یہہ بات ہماری مضر نہیں ہے کیونکہ جسبت اولا اسلیے کہ قرآن میں
اوس مضمون مندرجہ تفسیر کا کچھہ اشارہ بھی نہیں ہے اور نہ وہ
مضمون باحادیث صحیحہ مشہورہ ثابت ہے اور ثانیا اسلیے کہ تفسیر میں
یہہ نہیں لکھا ہے کہ جنکی یہہ شان تھی انجیلیں انہیں کی تالیف ہیں
ثالثا یہہ بات تمہارے خود اصول کی خلاف ہے اسلیے کہ تم کہتے
کہ عیسی کے بعد کوئی سچا نبی بھی نہیں ہونے والا ہے پس یہہ بھی
کہنا اور حواریوں کو پیغمبر خدا کہنا یہہ دلیل بھی اضطراب
ہے جیسا صاحب میزان الحق کا سب منقح ہونے احکام کی
ہے فقط

١٣ بارہواں استفسار

یہہ بات تمام عقلا کے نزدیک تجربہ ثابت ہے اور جسکا جی چاہے
تجربہ کرلے کہ ہمنشین کا حال صحبت سے صاف معلوم ہو جاتا ہے
دیکھو شخص نیکوکار اور صاحب تمکین و وقار و باغیرت اور
سنجیدہ و درست گو ہوگا ایسے یا خام طبع اور تنگ ظرف بد مزاج
مزاج بیہودہ و بے غیرت سب مسخروں کو یہ وضع سے پہچانتے ہیں

اوس بات سے متصف ہونے کو ہم وثاقت کہتے ہین جسکو غلط العوام کے
طور پر لوگ ثقاہت بولا کرتے ہین اور دوسری قسم کو عدم وثاقت
اور جب وثاقت ہم نشینون کی ذہن نشین ہو جاتی ہے تو جس کسی
جس بات کو وہ اپنی دیکھی ہوئی یا اوس سے سنی ہوئی کہے
یا کہے تو وہ بمنزلہ اپنی دیکھی ہوئی یا بلا واسطہ سنی ہوئی کے جانی جاتی
ہے اور جس شخص کی وہ وثاقت یا عدم وثاقت بیان کرے تو
اوس دوسرے کی وہ صفت ویسی ہی ذہن مین جم جاتی ہے جیسے
ہم نشینون کی اور اگر ویسے کئی آدمی ویسی ہی بیان کرین تو ذری
بھی شک اور تردد نہین باقی رہتا اور یقین قطعی حاصل ہو جاتا
ہے اسی جگہ سے یہہ بات ہے کہ اکثر بازاریون کی زبان سے
پادشاہی دربار کی کوئی خبر سنتے ہین اور کہنے والے سے جو
پوچھتے ہین کہ تو نے یہہ بات کس سے سنی وہ کہتا ہے کہ ایسا انکا
چرچا ہے لوگ بازار کے کرتے ہین یہ نہین جانتا کہ یہہ خبر کہان سے
نکلی یا وہ کہتا ہے کہ پادشاہی ڈیوڑھی کے خاکروب آپس مین
کہتے چلے جاتے تھے یہہ نہین جانتا کہ وہ اپنی دیکھی یا سنی ہوئی
کہتے تھے یا اور کسی سے اسیطرح اونھون نے بھی سنی تھی تو ایسی
خبر سنی ہی خبر کہتے ہین اسطرح کی بات اکثر جھوٹ ہوتی ہے اور درست

تی ہین اور اونھون نے سینکڑون کتابین اس فن مین لکھین اور انکو
لکھا اون کتابونکا اپنا ثابت ہے جیسا اونکا ہونا اور اوس فن مین یہہ
بحث ہے کہ فلانی بات جو فلانے شخص کیطرف منسوب ہے اوسکا ناقل
کون ہے اوسکا مولد اور منشا کہان تھا اور وہ کیسا آدمی تھا اور
جسکی بات ہے اوس سے بلا واسطہ سنکر لکہا ہے یا بواسطہ اور اگر بواسطہ
ہے تو وہ واسطہ کون شخص تھا کہان رہتا تھا کب پیدا ہوا کب
مرا کیسا تہا فضول گو تھا یا راست گو مغلوب النسیان تہا یا حافظے والا
صاحب تفتیش تھا یا سطحیت والا اور اپنی بیان مین مضطرب
تہا یا مستقل اور اوسکے مذہب مین تمیز بین الحق و الباطل کی
جگہ تلبیس بین الحق و الباطل جایز تہا یا ممنوع اسی قاعدے
سے اگر یہہ ثابت ہوا کہ جسکی بات جسنے لکہی ہے اوسی سے بلا واسطہ
سنکر لکہی ہے اور اوسنے اکیلا آپ ہی نہین لکہی بلکہ متعدد ثقہ
لوگون نے جنہون نے خود آپ بہی بلا واسطہ اوس بات کو سنا تہا
ملکر لکہی اور کسی نے اون لوگون کے ہم عصرون مین سے ضد اوسکے
دوسری بات نہین لکہی بلکہ اوسیکی تعلیم دیتے رہے اور اونکے بعد
بہی کسینے اون لوگونکے مدعیان تقلید ہی مین سے اوسکے دوسری
بات کو اوسکے ہم وزن اور ہمرتبہ نہین گنا بلکہ برابر کہتے چلے آئے

متصور ہوتی ہے اور اگر ان دونو قیاسوں سے کوئی قیاس ثابت
اوس مین نہو تو دیکھا جائیگا کہ آیا تفصیل ہے اونمین قطعی یا تو کی
تو اوسکی بھی تصدیق کرتے ہین جیسے سخاوت اور صبر اور تحمل اور
زہد اور توکل کے فضایل اور بعضے معجزات حضرت پیغمبر خدا کے اور
اگر اون قطعیات کی تفصیل بھی نہین ہے بلکہ ایک بات علاوہ
اوسکے ہے تو اگر سب راوی اوسکے ثقہ ہین اور بیچ مین اونکے راویون
کے سلسلہ نہین منقطع ہوا ہے اور اوسکے معارض کوئی دوسری
روایت نہین ہے سو اگر عملیات مین سے ہے تو ظن غالب
واجب العمل ہوتی ہے جیسے اکثر مسئلے متعلق نماز روزے اور حج اور بیع
وغیرہ کی اور اگر منجملہ اعتقادات کے ہے تو ظن غالب اوسکا ثابت
بھی ہوتا ہے نہ بسبیل جزم و یقین اور اگر ایسی روایتین کئی
مختلف ہوتی ہین سو اگر منجملہ عملیات ہے تو احد ہا پر عمل کرنیکے
لیے ترجیح ظنی دیکھ لے جایا کرتی ہے اگر حاصل ہوئی تو
فبہا ورنہ جسپر چاہا عمل کیا اور اگر منجملہ نظریات ہے تو کسی
جانب پر عقیدہ نہین باندھا جاتا ہے بالجملہ جب یہ قاعدہ
نقلیہ نقلیات کی توثیق کے باب مین مقرر ہو لیا تو اب یہ بات پوچھتے ہین
کہ آپکی یہان اسکی سواے کوئی اور ضرور یہ قاعدہ وہیکہ

پوس کتاب کو دیکھہ کر بتایا اوسنے اوس قول کی تشریح یون کی کہ جیسی
ہندی منشی کی فارسی اور اصفہانی منشی کی فارسی [illegible] اون فقرات
مذکورہ کے نسبت لکہا ہے کہ یقیناً ہم نہیں کہہ سکتے کہ کب کے لکہے ہوے
ہین مگر بظن غالب یہہ معلوم ہوتا ہے کہ عزرا نبی نے اون
فقرون کو ملایا ہے اسلیے کہ عزرا کی کتاب کے نوین اور دسوین
باب اور نحمیا کی آٹھوین باب سے ایسا نکلتا ہے مین کہتا ہون ہر عاقل
جانتا ہے کہ بالتصوے قال الله کے سبہی داستان توریت کی جہپے ہیے
[illegible] کئی ہے یا جہان اشد ضرورت بیان شان نزول وغیرہ
کی ہوگی وہان کچہہ بڑہا یا گیا ہوگا نہ یہہ کہ صرف بابیر کے گانون کا نام
ملایا گیا دکر سبہی اصل حقیقت یہہ ہے کہ جو بابیر لعبد حضرت موسی
ہوا اسواسطے [illegible] بڑا کہ یہہ کلام بعد ملایا گیا
اور [illegible] عزرا کی کتاب سے اون بابونکو دیکہا تو اوسمین
صرف یہی لکہا ہے کہ عزرا نے سب لوگون کو جمع کرکے خدا کے
احکام کے تعمیل کی نصیحت کی [illegible] پہر اوسمین توریت کے پڑہنے
اور پڑہانے کا ذکر نہین ہے اور نحمیا کی کتاب کے آٹھوین باب
صرف اسیقدر ظاہر ہے کہ عزرا نے توریت پڑہ کر سبکو سنائی
[illegible] یہہ نہین لکہا ہے کہ عزرا نے توریت مین فقرون کو وغیرہ

تا لیف ہوئی چنانچہ اوپر میں لکھ آیا ہوں ما ورا اسکے نحمیا کی کتاب
کے نسخوں میں بھی اختلاف ہے از انجملہ دو نسخے جو میرے پاس ہیں اون
سے بھی اگر صرف اسمائے لفظوں کا اختلاف بیان کروں تو کتاب
بڑہ جاوے چہ جائکہ ساری کتاب کا اور اگر کئی نسخے بہم پہونچیں
اوس وقت دیکھنا چاہئے کیسا اختلاف ظاہر ہوتا ہے اور سوا اسکے
یہ بھی نہیں معلوم کہ نحمیا کیسا آدمی تھا اوسکے حال کی بھی سند
چاہئے اور کئی علما یہود نے سنا کہ صرف ایکہی ڈکسنری والا
لیا [illegible] کا ہونا بلکہ سبھی شارحین بیبل السہی لکھتے ہیں دوسری
وجہ صموئیل کی پہلی کتاب کے ابواب ۴ و ۵ و ۶ و ۷ سے
ظاہر ہے کہ جس صندوق کو حضرت موسی نے سونے سے مڑہ کر
طمطراق سے بموجب تصریحات توریت کے بنایا تھا اور جسکی
تجاورت کے احکام بیان کیے تھے اب اوسکا نشان اور پتا
بھی نہیں ملتا اور اوسی کو ہمارے یہاں جمہور علما تابوت
سکینہ کہتے ہیں اوسمیں حضرت موسی نے اپنی لکھی ہوئی
کتاب رکھی تھی فلسطانی کافروں نے اوس صندوق کو لوٹ
لیجا کر اپنے بتخانے میں رکہا اور بعد مدت بعد لڑائی کے لوگ
جمعہ میں اوسے لے آئے اور جب حضرت داؤد [illegible] ہوئی

سرحدون مین ہے بعضون نے اب سمجھا کہ ایوب
کی بابت جسکا ذکر تمام ابواب تاریخ کی کتاب کے پہلے باب مین ہے
یو علیص ابن اسحاق کا پوتا تہا مگر اور شرح والون نے اب ٹہرایا
ہے کہ یہہ ابراہیم کے وقت سے پیشتر تہا اور اوس زمانیکا
تہا جو ابراہیم اور نوح کے درمیان گذرا یقین ہے کہ
ایوب نے آپ ہی یہہ کتاب تصنیف کی ہو مگر جس صورت مین
آپ ہی اوسکی ترتیب موسے سے ہوئی شاید پیدایش کی کتاب سے
ایوب کی کتاب [illegible] سب کتابون سے قدیم ہو اس کلام سے
اسطرح یہہ بات ظاہر ہے کہ سند قطعی اس کتاب کی ایوب
سے لگا کر تیل کی شرح والون تک نہین پہنچی اسیطرح ایک
اور بات نکلتی ہے کہ اگر [illegible] خوب نہین سمجہنا چاہئے اگر ایوب کی
اوسکی ترتیب موسی سے ہوئی الخ اس سے ظاہر ایہہ پوچہا
جاتا ہے کہ یہہ ترتیب خاص ایوب کی کتاب کی موسی سے ہوئی
اور اونسمین بہی شاید سوا اسکے یہہ بہی معلوم ہوتا ہے
کہ سوا کتاب پیدایش کے باقی چارو کتابین پنٹیوک کی
اوس زمانے سے اتنی پیچہے تالیف ہوئی ہین جنکی نسبت پیدایش
کی کتاب قدیم کہلاتی ہے چنانچہ وس ڈکسنری والے نے

یہہ بھی لکھا ہے کہ بعضے کہتے ہین کہ پیدایش کی کتاب مین وہ کلام
الٰہی نہین ہے جو موسیٰ سے کہا گیا بلکہ موسیٰ نے اگلی کتابون سے لیکر
اوسے تالیف کیا ہے یہہ اختلاف بھی دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ
توریت کی کوئی سند مشہور شارحین مسیحی کے پاس نہین ہے
پانچوین وجہ بڑی یہہ ہے کہ ہمنے بعضے اسناد قرآن تفسیر
نقلے اپنے لگا کر بعضے حدیث اور بعضے اسماء الرجال
بخاری وغیرہ کی بعضے اہل علم عیسائی مذہب والونکے سامنے
پیش اور بیان کرکے پوچھا کہ اپکے یہان انجیل کے لیے ایسی
کی سندین قرن اول مسیحی حضرت مسیح تک ہین یا نہین
اونھون نے کہا کہ نہین چھٹوین وجہ انجیلونکی تالیف
کی تاریخون مین ایسا اختلاف فاحش ہے کہ بالبداہۃ دلالت کرتا
اسبات پر کہ اونکے لیے اسناد مشہور متصل نہین ہین
ورنہ اتنا اختلاف نہوتا چنانچہ ہارن صاحب کی شرح انجیل
مطبوعہ سنہ ۱۸۲۲ مین امریکہ مین زبان انگریزی چھپی لکھا ہے
کہ پہلی انجیل سنہ ۳۸ یا سنہ ۴۱ یا سنہ ۴۳ یا سنہ ۴۸ یا سنہ ۶۱ یا سنہ ۶۲
یا سنہ ۶۳ یا سنہ ۶۴ عیسوی مین اور دوسری انجیل سنہ ۵۶ یا سنہ ۶۵
اور تیسری انجیل سنہ ... یا سنہ ۶۳ اور چوتھی انجیل سنہ ۶۸

باب ۹۶ باب ۹۹ میں ہیں تالیف ہوئی ہیں ہرگاہ
مسلّم نہ پائی گئی تو صرف لکھا ہونا دستاویز
ثابت نہیں کرتا ورنہ ہر وقت ہر شخص بدلکر
پیر گواہ گذرین مقبول ہوجایا کرتا اور حاتم کی
حاتم کی تصنیف سمجھی جاتی اور داستان امیر حمزہ
لکھا ہوا ٹھہرتا اور الف لیلہ کی سب کہانیاں سچی
[illegible] کی جاتیں ❋

تیرہواں استفسار

ارشاد حضرت خاتم النبیین علیہ الصلوٰۃ والسلام
[illegible] ان لائے پر کہ حضرت موسی اور حضرت عیسی اور دوسرے
نبی اسرائیل سے بھی معجزے صادر ہوئے ہیں اور بدون
تصدیق آنحضرت کے کوئی سبیل ایمان لانے انبیائے بنی اسرائیل
کے معجزات پر نہیں ہے اسلئے کہ ان کی ایک بھی سند صحیح
موافق قاعدہ مصرحہ استفسار گذشتہ کے کوئی نہیں
بتاتا ہے پس وہ تو ایسے ہی ہیں جیسے حاتم کی ہفت سیر معہذا بعضی
[illegible] توریت کی اوسمین [illegible] اور معجزات کا انجام
بھی [illegible] از انجملہ پیدائش کے چھٹے باب کے

آگاه شو که هفتاد هفته بر قوم تو و بر شهر مقدس تو مقرر شد برای اتمام
خطا و برای انقضای گناهان و برای تکفیر شرارت و برای رسانیدن راستبازی
ابدانی و برای اختتام رویا و نبوت و برای مسح قدس المقدس

از انجمله اوسی کتاب کے بارہوین باب مین یون ہے ورس ۱۱
و از هنگامیکه قربانی دایمی موقوف شود و کریه ویرانی برپا شود
یکهزار و دو صد و نود روز خواهد بود ۱۲ خوشا حال آنکسیکه انتظار کشد
و تا یکهزار و سه صد و سی و پنج روز برسد ۱۳ بالاتفاق سب عیسائی
کہتے ہین کہ یہہ سب خبرین حضرت عیسی کے ظہور کی ہین حالانکہ بالاتفاق
ثابت ہے کہ حضرت عیسی ان میعادون مین سے کسی میعاد کے گذرنے پر
نہین ظاہر ہوئے بلکہ سیکڑون برس کے بعد ہوئے اور لطف یہہ ہے کہ یہان
ختم نبوت کا مضمون بہی بڑہا دیا گیا ہے حالانکہ ہر عاقل جانتا ہے کہ جبکہ
وے میعادین غلط ہوئین تو ختم نبوت بہی غلط ہوئی اور بڑی دلیل
الزامی اوسکی غلطی کی یہہ ہے کہ عیسائی لوگ بالاتفاق حواریون کو
بہی نبی اور معصوم عن الخطا و مفترض التسلیم مثل حضرت موسے
اور ہارون کے جانتے ہین اور دوسری بڑی دلیل اوس خبر کی غلطی
کی یہہ ہے کہ رویاے صادقہ کا بہی ختم اوسمین لکھا ہے حالانکہ وہ اب تک
ہوتی چلی جاتی ہے علاوہ ازین مسیح کی اطلاق سے عیسی مریم مراد ہون

عیسی کے کلام مین درج کیا ہے سہو فضل الله غلط ہو گیا اسلیے کہ خود ہی
اناجیل سے ظاہر ہے اور کسی عیسائی کو انکار نہین ہے کہ حضرت عیسی کو
آخر روز جمعہ کو صلیب دیکر دفن کیا اور یکشنبہ کو طلوع آفتاب سے
پیشتر اونکی لاش قبر سے غائب ہوئی پس صرف دو رات ایک
دن قبر مین رہے نہ کہ تین دن اور تین رات ازانجملہ اوسی انجیل
کے بیسوین باب کا ورس ۱۸ اور ۱۹ دیکھو ہم یورشلم کو جاتے ہین
اور ابن آدم سردار اماموں اور کاہنوں کے ہاتھ سے پکڑوایا جائیگا
اور وے اوسکو قتل کرنیکا حکم دینگے اور اوسے ٹھٹھولی مین اوڑانے
اور کوڑے مارنے اور صلیب پر کھینچنے کے لیے غیر ملکیون کے ہاتھ مین
سونپ دینگے لیکن وہ تیسرے دن جی اوٹھیگا انتہی حضرت عیسی سے
جیسی عداوت یہودیون کو تھی سو ظاہر ہے اور آنحضرت کا بیکس اور
تنہا ہونا بھی ظاہر ہے سو ایسے مواقع مین ایسی بات ہر دانشمند
کہکر سچا ہو سکتا ہے کچھ اسمین کراہت نہین ہے اور غیر ملکیون
یعنی رومیونکے سپرد کرنا اسمین بھی کراہت نہین اسلیے کہ حاکم
وہی لوگ تھے اور قبر سے جی اوٹھنا اونکا کسی عیسائی نے بھی نہین
دیکھا چہ جائیکہ اون لوگون نے جو معجزہ مانگتے تھے اور لاش کا قبر سے
مفقود ہونا مستلزم جی اوٹھنے کو نہین ہے اور یہودیون کو

نہیں ہے اور حواریونکو جو نظر آتا ہی مستلزم اسبات کو نہیں کہ
حضرت عیسی جی اوٹھے اسلیے کہ نفوس متفارقہ مین البتہ طاقت
ہوا کرتی ہے کہ دوسرے کو بشکل انسانی نظر آوین از انجملہ
اوسی انجیل کے چوبیسوین باب کا دوسرا ورس ۞ مین تمہیں
سچ کہتا ہون کہ یہان ایک پتھر دوسرے پتھر پر نہ رہیگا سب
گرایا جائیگا ۞ یہہ خبر اورشلیم اور ہیکل سلیمانی کی نسبت ہے سو
ایسی خبر اگلے انبیا بنی اسرائیل دے گئے تھے یعنے اوسکی پہلی
خرابی جو بخت نصر کے ہاتھ سے ہوئی اور دوسری آبادی
جو بادشاہ فارس کے ہاتھ سے ہوی اور دوسری خرابی جو طیطوس
رومی کے ہاتھ سے ہوی سب کی خبر اگلے انبیا دے گئے تھے ایسی
خبر تو ہم بہی دے سکتے ہین از انجملہ اوسی باب کا پانچوان ورس
۞ میرے نام سے بہتیرے آکے کہین گے مین مسیح ہون اور بہتیرونکو
گمراہ کرینگے ۞ یہہ بات ظاہر ہے کہ جب اگلا نبی کسی اچہے شخص
آنے کی خبر دیتا ہے تو بعضے مزد [illegible] دعوا کرنے لگتے ہین کہ ہین
اوس خبر کا مصداق ہون چنانچہ یہودی لوگ کہتے ہین عیسی مریم
کیطرح اور بہی لوگ پہلے اونسے گذرے کہ دعوا مسیحیت کا رکہتے
تہے اسیطرح بعد بہی اور بعضے لوگ اونکے دام مین پہنسے

میری گرفتاری کی تب ہے اور حواریون کو بھی کہا اٹہاکر بیٹہہ
دیکہتے ہوے کہ ہمین سو فرمایا کہ جب میری گرفتاری کیے واسطے لوگ
آوینگے تم یقیناً مجہے چہوڑ کر بہاگ جاؤگے سو ایسا ہی ہمنے بہی بہتیرے
واقعات و ناو کہتے اور اونکو سچا ہوتے دیکہا ہے از انجملہ
ایک یہہ بات ہے کہ اکثر پیشین گوئیان انبیاے بنی اسرائیل اور حواریون
کی ایسی ہین جیسے خواب اور مجذوبونکی بڑ اور تصدیق ہیر اس دعوی کی
خود اون کتابون سے اور بطور مشتے نمونہ جابجا اس کتاب سے بہی
ظاہر ہوتی ہے پس اگر ایسی باتونکا نام پیشین گوئی ہے تو ہر ایک
آدمی کی خواب اور ہر دیوانے کی بات کو ہم پیشین گوئی ٹہرا سکتے ہین یہہ
سب شبہے جو ہمنے انبیاؤنکی پیشین گوئیون پر کیے تو ہمنے اپنے دلسے نہین کیے
بلکہ مین ہزار دلسے بیزار ہون اسلیے کہ مین نہین جانتا ہون کہ اونہون
نے ایسا کہا ہے یا نہین اور اگر کہا ہے تو اونکا مطلب نہین معلوم
کیا ہوگا بلکہ یہ شبہے صرف پادریونکی تقریرون پر مبنی ہین یعنے جس
بنیاد پر وے ناحق شبہات بیان کرکرکے لوگونکو گمراہ کیا کرتے ہین اوسی
بنیاد پر یہ شبہے انبیاے بنی اسرائیل پر عائد ہوتے ہین ۔۔

چودہوان استفسار

ہمارے اصول مین داخل ہے کہ جسطرح ایک سچا پیغمبر ہو گیا ہے اور نہ

والے بہت سے ہونگے اور اس جگہ میں بیٹھے کہ جنکے لیے تھا اچھا
نبی ہوگا نہیں اور آسمان کا فرق ہے اور جھوٹے نبی جس طرح
حضرت عیسیٰ سے بہت پیشتر اور کچھ آگے ہوئے اوسی طرح اونکے
بعد اور قبل حضرت خاتم النبیین کے بھی ہوئے ہیں حضرت عیسیٰ سے
بہت پیشتر ہونا تو ارمیا کی کتاب سے ظاہر ہے اور کچھ آگے ہونا
اعمال کے رسالے کے پانچویں باب کے ورس ۳۶ سے لگا کر ورس
۳۷ تک سے ظاہر ہے اور اوس سے یہہ بھی نکلتا ہے کہ جھوٹھے نبی
ہمیشہ پائے ہوتے نہیں جیسے مسیلمہ کذاب کا حال گذرا اور بعد حضرت
عیسی اور قبل حضرت خاتم النبیین کے متنبی کا ہونا رسالہ اعمال کے
تیرھویں باب سے ظاہر ہے چنانکہ اوسمیں لکھا ہے نسخہ ۱۸۳۹ ورس
۶ اور اوس جزیرے میں تمام سیر کر کے پافی تک پہونچکر اونہوں
نے ایک یہودی جادوگر جھوٹھے نبی کو پایا جسکا نام بریسوع تھا
ہے اور حضرت خاتم النبیین کے بعد بھی نبوت کے جھوٹھے دعوے
کرنیوالے کئی ایک ہوئے ہیں اور دوسرا جملہ یعنی مسیح کے بعد
کوئی سچا نبی نہیں ہوگا کسی انجیل میں ہے اور نہ اعمال حواریوں
کے رسالے میں اور نہ کسی حواری کے خط میں بلکہ یہہ عیسائیوں کے
اوسکے بھی خلاف ہے کیونکہ وے حواریوں کو بھی نبی جانتے ہیں

کہ سمعیات کے ثبوت عقلی کے لیے وہی ضابطہ عقلیہ درکار ہے جو
ملک استفسار دوازدہم مین بیان کیا گیا یا کوئی اور ضابطہ عقلیہ ہے
ایسا کہ سمعیات کا ثبوت عقلی اوسپر منحصر ہو اگر کوئی اور ضابطہ
ویسا ہے تو بتائیے یا دیکہا جاے کہ آیا اوس ضابطے پر سمعیات کا ثبوت عقلی
منحصر ہے یا نہین اور اگر منحصر ہے تو دیکہا جاے کہ آنحضرت کے معجزات
اوس ضابطے کے موافق ثابت ہین یا نہین اور اگر کوئی اور ضابطہ
نہین ہے بلکہ وہی ضابطہ درکار ہے جو استفسار دوازدہم مین بیان
ہو گیا تو بندہ یہہ کہتا ہے کہ انبیاے حتی الوسع اپنے کسی نبی کے
کسی معجزے کے لیے خواہ قولی یعنی پیشین گوئی ہو یا فعلی یعنی غیر
پیشین گوئی ہو ایک بہی سند متصل مرفوع صحیح کے پاس نہین
یعنے کوئی ذی علم نہین جانتا کہ فلانے نبی کی طرف جو اعجاز کی
فلانی بات منسوب ہے اوسکو فلانے شخص نے جو کہ اوس نبی کے بذات
خود اوسکا ادراک کیا اور اوس ادراک کرنے والے نے فلانے
شخص سے کہا اور اوسنے فلانے سے یہان تک کہ وہ بات فلسفہ
ہو کر پہیل پڑی یا بلا واسطہ ادراک کرنے والے نے لکہا اور اوس سے
اوسکے لکہنے کو فلانے شخص نے پایا اور اوس سے فلانے نے یہان تک
کہ وہ لکہا ہوا پہیل پڑا یا جیسے ادراک کرنے والے نے بلا واسطہ

پایا واسطہ سننا اوسنے لکھا اسطرح پر کہ جیسے فلانے سے سنا اور اوسنے
فلانے شخص سے بلا واسطہ اور اک کرنے والے سے سنا اور اوسنے
لکھنے والے سے اوسکے لکھے کو فلانے نے پایا اور اوس سے فلانے شخص نے
یہانتک کہ وہ تالیف ہاتھ پڑی اور جتنے آدمی ہونگا اس
سلسلے میں ذکر ہوا اون سب کا مولد اور منشا اور زمانہ ولادت
اور وفات اور وثاقت یعنی کہ حسن روش اور نیکی و تقوی اور
راستگوئی اور غیوری اور تمکین و وقار اور علم و دانش
اور فہم اور حافظہ بھی اوسیطرح معلوم ہوا اور بیچ میں
کہیں سے سلسلہ منقطع نہوا اسیکو سند مرفوع متصل صحیح کہتے
ہیں اسطرح کی سند سے کسی نبی کا کوئی معجزہ نہیں ثابت ہے اور
اگر بالفرض محال دو ایک سندیں کسیکے اعجاز کی کسیکے پاس ایسی ہوویں
بھی تو بھی بجز گمان غالب مفید یقین نہیں ہوسکتیں ہاں اگر اسناد
متعددہ کثیرہ ہوں یعنی ہر طبقے میں ایک جماعت ثقات کی ہو تو البتہ
کہیں گے کہ اوس ضابطہ عقلیہ کے موافق فلانی بات ثابت ہے چاہے
کوئی مانے چاہے نہ مانے اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ
والسلام کے معجزات اسیطرح یعنی باسناد صحیحہ متصلہ تخمیناً
دو ہزار ثابت ہیں اور وے دو قسم ہیں ایک وہ کہ [illegible]

اوسیی زمانے مین شاہدین ما[illegible] سے کے ہاتھہ سے لکھا گیا اور اوسکے لکھے جانے
برابر سیکڑون گواہیان گذرتی آئین جیسے معجزات مخصوصہ قرآنیہ
دوسرے وہ کہ اگرچہ مختصر اونکی تفصیل وار اوس زمانے مین نہین
لکھا گیا مگر اونکی تصدیق اجمالی اوس مختصر مین ہندسج ہوئی اور
تفصیل اونکی مدرکین اور شاہدین اول سے زبانی لوگون سے
بیان کی اور اونکے بیان پر برابر گواہیان گذرتی چلی آئین یہانتک
کہ وے سب گواہیان قلمبند ہوئین اور اوس قلمبند ہونے پر اور
اوس قلمبند کرنے والے اور اوسکے اسناد کے سب راویون کی
ثقاہت پر بھی برابر بیسیون گواہیان گذرتی چلی آئین یہانتک
کہ سب تحریر مین پہلی پڑین اور ان سب گواہون مین بیسیون تو
ایسے ہین جنکے حالات حسنہ حضرت عیسی کے حواریونکے حالات
حسنہ سے زیادہ تر ثابت ہین پس اس طمطراق اور عظم شان
سے کسی نبی کی کوئی بات تفصیلی نہین ثابت ہے **دوسرا**
مغالطہ انجیلو نمین جس کثرت سے حضرت عیسی کے معجزات فعلی کا
ذکر ہے اوسطرح قرآن شریف مین [illegible] معجزات فعلیہ کا ذکر نہین
[illegible] معجزات عیسویہ کو ترجیح ہوئی **جوا**[illegible] [illegible] بعض کتب
اسلیے اخبار کے ثبوت کی ترجیح تعدد اسناد اور راویان ثقہ کی ثقا

پہنچے ہو انجیل کی ایک سند بھی نہیں ہے اور صرف لکھا ہونا کچھ کام نہیں آتا
ورنہ حاتم کی سخاوت سب سچ اور اوسکے مختصر قصے لکھی ہوئی مشہور ہیں
اور جو نوشتہ احد الطرفین معاند ہین واسطے الزام طرف ثانی کے
کافی نہیں اسلئے بلا وجہ ثبوت صرف اوس نوشتے کا لکھا ہونا کفایت
کرجاوے حالانکہ ایسا نہیں ہوتا مثلاً وہ ہیں اگر انجیلوں کی سندیں
بھی مثل اسناد قران شریف لاجرم متصل ہوں تو بھی وہ سخن بادریوں کا
صریح مغالطہ اور سفسطہ ہے اسلیے کہ بالاتفاق ثابت اور مسلم الثبوت
ہے کہ حضرت عیسی از راہ جسمیت خدا نتھے اور یہہ بھی بالاتفاق
مسلم الثبوت ہے کہ جسمیت کی راہ سے وے نبی تھے اور اونکا
جو کلام تھا سو ویسہی تھا جیسا انبیاء کا کلام ہوتا ہے نہ کہ جسطرح
خود خدا اپنے منہ سے کہے ورنہ چاہیے تھا کہ جتنے سابقین نبی سب
مثل موسی کے نبی ٹھہرتے اسلیے کہ مثل منہ خدا کے اونسے شریعت
کی باتیں کہیں اور جو بیسیوں جگہہ اپنے تئیں ابن آدم کہا ہے سو
سب لغو ہو جاوے اور یہہ بھی مسلم الثبوت ہے کہ انبیاء کا ہر طرحکے
کلام وحی الہی نہیں ہوتا مثلاً جیسے کہانا مانگنا یا غیبوار کہا یا
طلب کرنا یا مشورہ کرنا یا مثلاً جیسے حضرت عیسی نے دنیا کی
تنگی سے شکایت کی کہ لومڑیوں کے لیے گھر ہیں اور پرندوں کے لیے

[illegible] روح القدس اور صاحب کرامات اور خوارق عادات
تھی اونکو یقین کتب احادیث مصطفویہ ایسے نہ تھے جواب
یہہ و جب تشریح تب قابل تسلیم ہوتی جب کسی دلیل سے یہہ ثابت ہوتا
کہ اناجیل تالیف کی ہوئیں اون لوگونکی نہیں جن پیر روح القدس
اوترا اور جنکی کرامتین رسالہ اعمال میں لکھی ہیں حالانکہ یہہ ثبوت
ہے علاوہ برین روح القدس سے مستفیض ہونا مستلزم اون
عصمت کو نہیں جو ہمارے اصولکے موافق انبیا ونکے لیے
تا حواریون کی روایت کو ترجیح ہوا ورانکی روایت پر اور
اصحاب کا صاحب کرامات ہونا اور [illegible]
کچھہ بھی موجب اونکی بزرگی کا نہیں ہے چنانچہ ان سب مراتب کا
مذکور استفسار پانزدہم میں گذرا اور قطع نظر اسکے آپ تو صرف
مولفین اناجیل کو صاحب کرامات کہتے ہیں مگر اون کرامات کا
ثبوت سنداً نہیں ہے بخلاف [illegible] احادیث مصطفویہ
اور اونکے تسلیم کرنیوالوں کے کہ انہیں اتنے صاحب کرامات
گذرے ہیں کہ [illegible] نہیں آسکتے [illegible] ہونے جانے
ہیں جسکا جی چاہے اونکی [illegible] آوے اور دریافت کرے
مثل آفتاب آمد دلیل آفتاب گر دلیلے بایدت از وی رو متاب

چوتھا مغالطہ انجیل کی روایتیں جو کہ پہلے لکھنے والوں
نے لکھی تھیں اون میں بھول چوک کا احتمال نہیں ہے اور کتب معجزات
مصطفویہ بہت دنوں کے بعد تالیف ہوئی ہیں اونمیں بھول چوک کا
احتمال قوی ہے پس اس جہت سے معجزات عیسویہ کے ثبوت کو
ترجیح ہے **جواب** پھر وہی جھوٹھا دعوا بار بار پیش کرتے ہو
یہہ کہاں سے ثابت ہوا کہ یہہ انجیلیں اس حیثیت سے کہ ان میں یعنے
کلام عیسوی کے ساتھہ روایات معجزات عیسوی بھی مخلوط ہیں پہلے لکھنے
والوں کی تالیف ہیں علاوہ برین اگر پہلے لکھنے والوں کا تالیف کرنا
موافق تمہارے دعوے کے تسلیم بھی کیا جاوے تو در باب وقوع اور عدم
وقوع سہو و نسیان کے اوس وقت ترجیح ہوتی جبکہ یہہ ثابت ہوتا
کہ بمجرد دیکھنے کے اونہوں نے قلمبند کیا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ
تم کہتے ہو کہ سالہا سے دراز کے بعد انجیلیں تالیف ہوئی ہیں
چنانچہ استفسار دوازدہم میں گذرا پس سالہا دراز کے بعد
جیسا اخبار ماضیہ کے زبانی بیان کرنے میں احتمال بھول چوک کا
ہے ویسا ہی [illegible] لکھنے میں بھی ہے اور اگر یہہ کہیے کہ اچھا ہم نے
تسلیم کیا کہ بھول چوک کا احتمال دونو صورت میں برابر ہے لیکن
بعد قلمبند کر چکنے کے تو احتمال بھول چوک کا نہیں ہے جیسا کہ [illegible]

بہت سے جواب یہہ جو آپنے فرمایا کہ قران شریف مین مطلق پیشین
گوئیان نہین ہین یہہ تو محض جہوٹہہ ہے اور یہہ جہوٹہہ آپکا آگے چلکر کہلا
جاتا ہے اور یہہ جو آپ انجیل کی پیشین گوئیونکا ذکر کرکے قران پر اونکی
ترجیح کا ارادہ رکہتے ہین یہہ محض سفسطہ اور ملمع ہے اسلیے کہ ہمارے
سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کا کلام بموجب آیت
ما ینطق عن الہوی ان ہو الا وحی یوحی اگرچہ سبہی وحی الہی ہے مگر
اصول مین دو قسم پر منقسم ہے ایک وہ جسکا نام قران ہے اور دوسری
وہ جسے حدیث کہتے ہین اور قسم دوم درصورت ثبوت مفترض التسلیم
ہونے مین مثل قران شریف کے ہے مگر فرق اتنا ہی ہے کہ قران سے
آنحضرت نے بلغاے عرب کی تحدی کی یعنی انکو اوسکے معارضے مین عاجز
کردیا اور دوست باوجود عصبیت اور حمیت جان و مال اور آبرو کہونے کے اور
معارضہ نکرسکے اور قسم دوم ایسی نہین اور دوسرا فرق یہہ ہے
کہ قران شریف بالفاظہ حضرت سرور کائنات سے ماخوذ ہے اور
احادیث مین اکثر نقل بالمعنے ہوئی ہے یہہ دونو فرق تو اوس صورت
مین بہی ہین کہ احادیث قطعیہ ہون اور اکثر فرق بصورت باعتبار
تواتر و ضعف ثبوت کے ہے وہ یہہ کہ قران سے کسی جگہ کچہہ نسبت انکا
نسبت بہی نہین ہے کہ آیا پیغمبر خدا نے ایسا ہی فرمایا ہے یا نہین

حضرت سرور کائنات کی کتنی پیشین گوئیان ہین اور حضرت عیسی کی
کتنی ہین سچ کہتا ہون کہ توریت سے انجیل تک جتنی سب انبیاے بنی
اسرائیل کی پیشین گوئیان ہین اون سبکے مجموع سے زیادہ حضرت
سرور کائنات کی پیشین گوئیان ہین اور وے ایسی ہین کہ اونکا ثبوت
انحضرت سے اسطرحپر ہے کہ کوئی پیشین گوئی کسی نبی سے نہین ثابت ہے
اور انجیلون میں بحذف مکرر صرف سترہ پیشین گوئیان ہین
تیرہ تو ایسی ہین کہ اونکی پیشین گوئی ہونے مین کمال اشتباہ ہے چنانچہ
استفسار سیزدہم مین اونکا بیان گذرا باقی رہین چار وہ یہ ہین

۱۴ ۳۹

اول پہلی انجیل کے چوبیسوین باب کا چودھوان درس
بادشاہت کی یہہ خوشخبری تمام دنیا مین دیجائیگی تا کہ سارے ملک کے
لوگون پر گواہی ہو اور تب آخر وقت ہوگا ۔ چنانکہ بنی اسرائیل
کے جہت سے یہہ پیشین گوئی ظہور نہین آئی اور آپ لوگ جو اپنے تئین
مصداق اس پیشین گوئی کا سمجھتے ہین سو غلط ہے اسلیے کہ مسئلہ
تثلیث کا جو اصل الاصول آپکے مذہب کا ہے انجیل کے خلاف ہے
چنانکہ استفسار سیوم مین اوسکا بیان گذرا دوم چھبیسوین ۲۶
باب کا درس بستم چہارم یسوع نے اوس سے کہا مین سچ کہتا ہون
کہ تو آج مرغ کے بانگ دینے سے آگے تین بار میرا انکار کریگا چنانکہ اوسکی

تشبیہ کی ہے واحد واقع ہوا **سوم** دسوین باب کا ورس ۲۰۰
لیکن جب وہ تمہین پکڑوا دینگے فکر نکرنا کہ ہم کیونکر کہین یا کیا کہین
اسلیے کہ اوسی گہڑی وہ بات جو تم کہو گے تمہین دی جایگی یہ بہی
اوسکا ظہور رہین انا نہ انا انجیلو سے نہین معلوم ہوتا ہے **چہارم**
سترہوین باب کا ورس بست و ہفتم تو دریا پر جا کر بنسی ڈال
اور جو مچہلی پہلے نکلے اوسے لے اور اوسکا مونہہ کہول تو ایک رقم
پا دیگا وہ لیکر اونہین چار پیشین گوئیونکو حضرت سرور کائنات
کی پیشین گوئیونکے مقابلے مین رکہتے ہو کہان کوزہ اب کہان دریا۔
اٹھوان مغالطہ روایات احادیث مین بعضی ضعیف
بہی ہوتی ہین اور انجیل تو ایسے نہین ہیں بلکہ اوسکا ثبوت
حضرت عیسیٰ سے ایسا ہے جیسے قران کا حضرت مصطفیٰ سے
جواب انجیلونکی ثبوت کے نسبت جو دعوا آپنے کیا محض
بیدلیل بلکہ خلاف واقع ہے ہان اگر ہمارے استفسار دوازدہم
کا جواب سرانجام ہوجاے تو البتہ آپکا دعوا صحیح ہوسکتا ہے
ورنہ ان انجیلونکا رتبہ پایہ ثبوت مین مثل روایات ضعیفہ
مستخرجہ ائمہ حدیث بہی نہین ہوسکتا چہ جاکہ ہمرتبہ اونکے روایات
صحیحہ کے ہو اور قران کے برابر پایہ ثبوت مین پہنچیا تو مجملہ

محالات ہے اور حضرت سرور کائنات کی پیشین گوئیاں منحصر
صرف روایات ضعیفہ میں نہیں ہیں بلکہ روایات صحیحہ سے بھی ثابت
ہیں اور بعضی متواتر المعنی ہیں اور جو قرآن شریف میں ہیں
سو علاوہ ہیں اور جسقدر قرآن شریف میں ہیں وہی اتنی
ہیں کہ ہر ایک نبی اسرائیل کی پیشین گوئیوں سے زیادہ ہیں
مگر بعضی وقوع میں آچکیں اور بعضی ابھی نہیں واقع ہوئیں
اور افادہ اعجاز میں تو اکثر انبیائے بنی اسرائیل کی پیشین
گوئیوں سے زیادہ ہیں اور جیسی انجیل میں دو تین پیشین
گوئیاں ہیں جنکا ذکر استفسار سیزدہم میں گذرا ایسی پیشین
گوئیوں سے تو سارا قرآن بھرا ہوا ہے تو ان **مغالطہ**
روایات مستخرجہ ائمہ احادیث مصنفہ ایسے مختلف فیہ
ہیں کہ سنی شیعوں کی نہیں مانتے اور شیعی سنیوں کی نہیں مانتے
جواب شیعہ اور سنی روایات معجزات نقلیہ میں خلاف
نہیں رکھتے اور کسیقدر جو اختلاف ہے تو اسباب مخصوصہ
میں ہے نہ کہ متن روایت میں اور بہت پیشین گوئیاں واقع بھی
ہونیکی نسبت اتفاق رکھتے ہیں مگر بعضی پیشین گوئیوں میں
البتہ اختلاف رکھتے ہیں وہ دو قسم ہیں ایک تو وہ جنکے

واقع ہے اور عقل سے بھی استفادہ کیجئے اسلئے کہ عقلاً ماہی
خلاف کا کسی خبر پر زیادہ تر موجب وثوق و بیشتر ہوتا ہے
بالجملہ حضرت سرور کائنات علیہ الصلوٰۃ والتحیات کے اعجاز کا ثبوت
کئی وجہوں سے اعجاز عیسوی کے ثبوت سے عقلاً ترجیح رکھتا ہے
پہلی وجہ معجزات مصطفویہ کا ذکر اوس کلام میں بھی آیا ہے
جو ہمارے نزدیک بلفظ کلام الٰہی اور وہ بنفسہ معجزہ ہے
اور معجزات عیسویہ جس کلام میں مذکور ہیں وہ کلام عیسائیوں کے
نزدیک معجزہ نہیں ہے اور نہ عیسائیوں کے اصول کے مطابق
اوسکا بلفظ کلام الٰہی ہونا ثابت ہوتا ہے دوسری
وجہ معجزات مصطفویہ کا ذکر اوس کتاب میں ہے کہ جسکی
طرف وہ کتاب باعتبار ظہور کے منسوب ہے اور سب سے وہ ۱۵ سطر
ماخوذ ہے کہ جہاں میں کسی نبی کا کوئی کلام رسالت اوسطرح
ماخوذ نہیں بخلاف معجزات عیسویہ کے کہ وے ایسی کتاب میں
مذکور ہیں جسکے انتساب مزعوم کی صحت کے لیے ایک سند مرجوع
متصل صحیح کسیکے پاس نہیں ہے تیسری وجہ بدایا
متحد ائمہ حدیث کے رد سے معجزات مصطفویہ معجزات
عیسویہ سند بہ اعتبار جمیل سے باستثنا اور مبالغہ شاعرانہ سے

دہ چند زیادہ ثابت ہیں اور روایات مستخرجہ ائمہ حدیث
کو کئی وجہوں سے روایات مخلوطہ اناجیل پر رشتۂ ثبوت میں ترجیح
ہے موافقین اناجیل مجہول الحال ہیں نہیں معلوم کون
ہیں اور کیسے تھے بخلاف ائمہ احادیث مصطفویہ کہ اونکی ثقاہت
ورع اور جلالت شان علمی مثل سلطنت غزنویہ اور تیموریہ کے
ثابت ہے دوسری وجہ انجیلوں سے ظاہر ہے کہ جو اوس میں جو
روایتیں لکھی گئی ہیں سو دیکھنے والوں اور حضرت عیسی سے
بلا واسطہ سننے والوں نے نہیں لکھیں اور جب اونکی تہہ میں
تو معلوم ہوا کہ سمعی لکھی گئی ہیں علاوہ اونکے اسناد مذکور
نہیں ہیں تو روایات منقطع ٹھہریں اور مستخرجات مصطفویہ
یہ روایات متصلہ ثابت ہیں اور بموجب قاعدہ عقلیہ مسلمہ
مستفسار دوازدہم کے روایات متصلہ کو روایات منقطعہ
پر ترجیح ہے بلکہ متصل کے مقابلے میں منقطع کان لم یکن متصور ہے
تیسری وجہ انجیلوں کے تالیف ہو چکنے کے بعد اون میں
دخل و تصرف غیر مولفین کا ہونا ثابت ہے بلکہ اب تک اپنی اپنی سمجھ کے
ترمیم مشاہدہ کرتے ہیں پس نہیں معلوم کہ اصل میں کیا لکھا تھا
اور اب کیا ہو گیا ہے بخلاف روایات مستخرجات مصطفویہ کے

کیونکہ قران سرتا سر کلام الہی کی سندین سیکڑون میں موجود
ہین اور انا جیل مین جو معجزات عیسویہ بین ہے باعتبار الفاظ
ہم جنس روایات آیمہ احادیث ہین اور بعضے ہم جنس احادیث مطعونہ
ہین اور معہذا اونکے لیے ایک ہی سند صحیح مرفوع متصل کسیکے پاس
نہین ہے اور معلوم نہین کہ کسکے تالیف کیے ہوے ہین اور اونمین
تحریف بہی واقع ہوی ہے فشتان بینہما اور جسطرح زید فریقین
کے مقدمے مین مدعا علیہ جب اقبال دعوا داخل کریگے بعد وہ
وہی کام کرتا تو مدعی کا دعوا بجاے خود شرعًا اور عقلا ثابت سمجہا جاتا
اور کوئی حالت منتظرہ اوسکے ثبوت مین باقی نہین رہتی ویسا
یہ بہی قران مین مذکور ہونے سے معجزات عیسویہ ثابت نہین ہو
جا سکتے ہین اسلیے کہ نظیر مذکور مین دعوا مدعی کا از روی اقوال
مدعا علیہ سے کے جو ثابت ہوتا ہے سو اس جہت سے ہوتا ہے
کہ اقبال دعوی مین مدعا علیہ کا ضرر ہے اور اقرار ایسے امر کا جو
اقرار کے مضر ہو دلیل ہے اوسکے صداقت کی اوس امر خاص
مین کما ہو المشہور مین ان اقرار العقلاء مقبول علی انفسہم اور اس
سے یہ نہین ہوتا ہے کہ صاحب اقرار کی علی الاطلاق راست
گوی پہلے اوراونہون سے ثابت ہوئی ہے تب اوسکا اقرار

سے فقط کچھ ضرر عاید حال نہین ہوتا ہے تا کہ نوبت مزید مداخلت کی یہان کام آوے بالفرض اگر یہہ تقریر مغالطے کی موجب ترجیح ثبوت وصحت نبوۃ عیسویہ اور اسطرح کی ترجیح موجب تکذیب اوس نبی کی ہو جسکی خبرین اگلی پچھلی دو کتابون مین صراحۃ مذکور ہون تو چاہیے کہ نبوۃ موسویہ بہ نسبت نبوۃ عیسویہ کے صحیح اور ثابت اور انکار یہودیونکی نبوۃ عیسویہ سے حق بجانب اونکے ہو حالانکہ یہہ بالاتفاق باطل ہے اور حق صریح یہہ ہے کہ ہرگاہ تمام موسویہ بسبب امتداد زمانہ فترت اور دخل و تصرف اہل خیانت کے جیسے اشعیا اور ارمیا اور عیسی علیہم السلام کی گواہیان گذرین مندرس اور مختل ہوگئے سو بطفیل ثبوت نبوۃ عیسویہ از سر نو ثابت ہوے ہے تھے اسیطرح اب بسبب فقدان اسناد اور تبدیل تحریف بوجوہ عدیدہ جسکی خبر پطرس حواری نے دی تھی اور راہ اثار پولوس حواری نے اپنے ہی قرن کے عیسائیون میں شائع کیے تھے ثبوت نبوۃ عیسویہ اور موسویہ موقوف ہے حضرت خاتم النبیین کے نبوۃ کے ثبوت پر پس بفرض محال اگر نبوۃ مصطفوی معاذ اللہ ثابت نہ سمجھی جاوے تو کوئی بات کسی اگلے نبی کی ثابت نہین ہوسکتی اور پادری لوگ جو اگلے انبیاؤن کے معجزات

کو جنکا ذکر انجیل مین ہے حضرت عیسی کی حقیقت کے سچے
دلیل گردانتے ہین سو محض مغلطہ ہے اگلے نبیون کے معجزات
سے حضرت عیسی کے معجزات نہین ثابت ہوسکتے ہین
چنانکہ یہودی لوگ جو معاصرین حضرت عیسی کے تھے اونکی
اولاد بہ سلسلہ نسلی اور نسبی اب تک موجود ہے وے سب باوجود
تسلیم معجزات انبیای سابقین کے حضرت عیسی کے معجزات
کی روایتون کو جو انجیل مین مخلوط ہین محض جہوٹ ہر جانتے ہین
اسیطرح یہ مطلب استیعاب صرف اون معجزات
مصطفویہ کا اور اونکی امت کے مشہور اولیا اونکی صرف ان
کرامتونکا جو بضابطہ مندرجہ اسقدر روایات سے ثابت ہین میری
استطاعت علمی کی حد سے باہر ہے چہ جا کہ اوسکے ساتھہ ان
معجزون اور کرامتونکا بہی لکہنا جو ہمارے یہان کی تاریخون مین
بطور روایات مخلوطہ اناجیل اور رسالہ اعمال حواریون کے
لکہے ہین یعنے بلا ذکر اسناد اور محض غیر مستند علاوہ برین اونکا
لکہنا یہان مقصود بہی نہین کیونکہ اوسکے لیے بہت بڑی ضخیم کئی
کتابین بنانا چاہیے اور جن کرامتونکو مین نقل اور اک کیا اونکا لکہنا
بنظر میرے حال کے اس بحث مین مفید نہین لہذا منجملہ مستند

پیغمبر معجزات مصطفویہ اور کئی ایک ان میں سے بعضے
میں لکھتا ہوں کہ در باب اتمام حجت عقلاً و نقلاً [illegible]
کافی ہے وہ جس طرح پیغمبر خدا محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کا ہونا
ثابت ہے اسیطرح آنحضرت کے حق میں اللہ تعالی یہہ بھی ثابت
ہے شہدوا ان الرسول حق وجاءہم البینات یعنی حقیقت یہہ ہے
پیغمبر کے لوگوں نے گواہی دی اور کھلی نشانیاں ان کے پاس
پہونچیں فلما جاءہم بالبینات قالوا هذا سحر مبین یعنی ہر گاہ جو
نشانیاں لایا تو ان لوگوں نے کہا یہہ صریح جادو ہے اور اسکی
تو تفصیل یہہ ہے ابو نعیم اپنی کتاب دلائل النبوۃ میں
متصل صحیح نقل کرتا ہے کہ ابن عباس کہتے تھے کہ ایک بار رات کے
مکہ کے بت پرست لوگ سردار سردار جیسے ابو جہل ابن ہشام اور
عاص ابن وائل اور اسود ابن مطلب وغیرہ جمع ہوکر پیغمبر خدا کے
پاس آئے اور کہا کہ اگر تو سچا پیغمبر ہے تو چاند کو دو ٹکڑے کر ہمیں دکھا
پیغمبر خدا نے دعا مانگی چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے اور پھر مل گئے اور
اسی قصے کو بر سبیل اختصار محمد اسمعیل بخاری نے بسند صحیح
متصل بخاری میں اور ابو مسلم نیشاپوری نے دوسری سند
متصل سے اپنی کتاب صحیح مسلم میں لکھا کہ انس بن مالک کہتے

ہے کہ پیغمبر صاحب سے لوگوں نے [illegible] پیغمبری کا نشان چاہین

کہا [illegible] پیغمبر خدا نے چاند کو اشارہ سے دو ٹکڑے کر کے دکھایا

اور فرمایا کہ گواہ رہو اور بخاری اور مسلم عبد اللہ ابن مسعود سے

بسند متصل نقل کرتے ہین کہ پیغمبر خدا کے روبرو چاند دو ٹکڑے

ہو گیا اور احمد ابن [illegible] اپنی کتاب مین دو صحابیون یعنی عبد اللہ

ابن مسعود اور جبیر ابن مطعم سے باسناد متصل نقل کرتے ہین کہ پیغمبر

خدا کے [illegible] چاند کے دو ٹکڑے ہو گئے [illegible] ایک ٹکڑا ایک پہاڑ پر [illegible] ان

[illegible] کہنے لگے کہ اس شخص نے اگر جادو کیا ہے تو ہمارے ہی

اوپر کیا ہوگا نہ کہ سارے جہان پر پس باہر سے جو مسافر لوگ

آوین ان سے پوچھنا چاہیے پھر جب مسافر لوگ آئے انہون نے

اس واقعہ کے دیکھنے کی گواہی دی اور بیہقی نے بھی بسند

متصل اپنی کتاب مین مسافرونکی گواہی کا قصہ نقل کیا اور

جامع ترمذی نے بسند متصل عبد اللہ ابن عمر سے اور عبد الرزاق

نے بسند متصل عمر رضی اللہ عنہ سے نقل کیا کہ چاند پیغمبر خدا کے

روبرو دو ٹکڑے ہو گیا اور رافضی بیاضی محدث نے اپنی کتاب

مین لکھا ہے کہ معجزہ شق القمر کے دیکھنے کی علی ابن ابیطالب اور حذیفہ

ابن الیمان نے بھی گواہی دی ہے بالجملہ آٹھ صحابی جنکی [illegible]

قیامت ہے اگر تم اس جہت سے منکر ہوتے ہو کہ وہ مستلزم
اجرام علویہ کے خرابی کی ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ چاند پھٹ
چکا یعنی چاند کا پھٹنا لوگوں نے انکھوں سے دیکھا اب کوئی [illegible] باقی
نرہا اور اسی جگہ اس آیت کے ساتھ فرمایا و ان یروا آیۃ یعرضوا
و یقولوا سحر مستمر یعنی سے دینونکا یہہ حال ہے کہ اگر کوئی نشانی
دیکھتے ہیں تو ٹال جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ قدیم جادو ہے
فقط
پس یہہ نشانہ زیادہ تر قوی ہے اوس سے جو انجیل میں حضرت
عیسی نے اپنے بعضے معجزات کا پتا دیا اب رہے وہ استبعادات
ویسے جو عیسائی لوگ معجزہ شق القمر پہ کیا کرتے ہیں اوسکا جواب
تحقیقی اور الزامی اس میرے سوال سے جو لکھتا ہوں خود ہی
ظاہر ہو جائیگا اور جو فنڈر صاحب نے اعتراض کیا ہے
اوسکا جواب اونکی کتاب کے بحث میں مذکور ہوگا
سوال
بتلائیے کہ اسطرح کا ثبوت اوس ضابطہ عقلیہ کے موافق جو معیار
سے کے لیے درکار ہے یعنی سندوں سے ثابت ہونا اوس
معجزے کے لیے جو یوشع کی کتاب کے دسوین باب میں ورس
دوازدہم سے سیزدہم تک لکھا ہے آپ کے پاس ہے یا نہیں
اگر ہے تو اوسکی ایکہی سند حضرت یوشع سے لگا کر اون قرنوں

تک کہ وہ کتاب یہیل ... یہموسی کا
لکہہ دیکہیے اور وہ معجزہ یہہ ہے نسخہ ١٨٢٥ یہواہ سے
اموریون کو بنی اسرائیل کے قابو مین کر دیا اوس دن
یہواہ کے حضور بنی اسرائیل کے آگے یون کہا
تو جبعون پر ٹہر اور اے مہتاب ... یالون سے کے
مقابل تب آفتاب ٹہر گیا اور مہتاب کہڑا رہا یہانتک
تک کہ اون لوگون نے اپنے دشمنون سے انتقام لیا کیا یہہ یاشر کی
کتاب مین نہین لکہا کہ آفتاب آسمان کے بیچون بیچ ٹہرا رہا اور سارے دن
مغرب کے سمت مایل نہوا * دیکہو یہہ کیسی بات ہے
کہ آفتاب سارے دن مغرب کی طرف مایل نہوا سارا
دن نام ہے اوس زمانے کا جو آفتاب کے نکلنے سے
مغرب مین جانے تک ہوتا ہے پہر وہ کس طرف زمان کا
نام دن ہے جسمین آفتاب مغرب کے طرف نہ جہکا ظاہر
مطلب یہہ ہے کہ بقدر ایک روز کے وسط آسمان مین آفتاب
قایم رہا پس درحقیقت اٹہہ پہر کا دن ہوا جیسا کہ رسالہ تحقیق
دین حق کے چوتہے باب اور ١٠١ صفحے مین لکہا ہے اور
یہہ سمجہنے کی بات ہے کہ چاند کے ہٹنے کو سوای اون لوگون کے

تثمن تا ده ور حه کشیب ادم بود باز گردید اسپاطس جو پہلی
انجیل سے تیسری باب کے سولہوین ورس مین جو لکہا ہے اوسکی
سند مجہے لکہہ دیجیے اور وہ یہہ ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۴ یکایک اوسپر
آسمان کہل گیا اور اوسنے خدا کی روح کو کبوتر کے مانند
اوترتے اور اپنے اوپر آتے دیکہا سنہ ۱۸۴۱ ناگاہ اوسپر آسمان
دیوانے سے کہل گئے * باقی مطابق اگلے کے سنہ ۱۸۱۶ ناگاہ
آسمان از بہر وی شگافته شد و روح خدا را دید که مانند
کبوتری نزول نمایند و در وی حلول میکند اور اسپاطس
سند اوسکی لکہہ دیجیے جو تیسری انجیل سے جو تیسوین باب
مین واقعہ صلیبت کے ذکر مین یون ہے نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ ورس
۴۴ و ۴۵ ظلمت علی الارض کلہا و اظلمت الشمس * یعنی ساری
روی زمین پر اندہیرا چہا گیا اور آفتاب تاریک ہو گیا تہا کہ
تحقیق دین حق سے چوتہے باب کے صفحہ ۱۹۱ مین لکہا کہ دوپہر
تیسری پہر تک آفتاب تاریک رہا اور اسپاطس اوسکی سند
لکہہ دیجیے جو پہلی انجیل سے دوسری باب کے دوسری اور نوین
ورس مین لکہا ہے کہ مجوسیون نے عیسے کے پیدا ہونیکی
علامت کے تارے کو طلوع ہوتے دیکہا اور وہ اونکی روشنی کے

موافق اونکے ساتھ چلا یہان تک کہ اوس گھر پر کہ جہان حضرت
عیسی پیدا ہوے تھے آکر ٹہر گیا اور یہہ بات بتایئے کہ آفتاب
کے توقف یکروزہ کو وسط السما مین ہندؤن نے اپنی تاریخون
مین اور پارسیون اور چینیون نے کیون نہین لکھا اور اسیطرح
دس درجہ آفتاب کا پلٹ آنا بھی معجزہ شق القمر سے باعتبار ظہور
زیادہ ہے اوسکو کسی نے کیون نلکھا اسیطرح اسمان کا پھٹنا اور
تارے کا لوگونکے ساتھ چلنا اورون نے نلکھا جو حضرت عیسی کے
ہم وطن لوگ اور اونکا سلسلہ نسبی اور علمی انتک باقی ہے یعنی
یہودیون نے اپنی کتابون مین کیون نہین لکھا اور اگر لکھا ہو
بتا دیجیے اور جب تک ان خبرونکا نشان ہندؤن اور چینیون
اور یہودیون اور پارسیون کی کتابون سے نہ لکھے گا تو
مقتضای غیرت یہہ ہے کہ معجزہ شق القمر پر یہہ استبعاد نکرو اور
جہان کے مورخون نے سوای اہل اسلام کے کیون نہین
اسکو لکھا نکیا کیجیے اسواسطے کہ بڑی شرم کی بات ہے کہ اپنی
آنکھہ کا شہتیر نہ دیکھنا اور بیگانی آنکھہ کا تنکا دیکھنا اور یہہ اگر ہندو
اور چینی اور پارسی لوگ اعتراض اسیطرح کا ان سب معجزات
پر کرین تو اونکے لیے ہمارے پاس اور ہی جواب الزامی

ہے اور بہی کچھہ لکہنا یہان ضرور نہین ہے۔ امر ۔

صاحب مسلم نے عباس بن مطلب اور سلمہ بن الاکوع سے نقل کیا کہ غزوہ حنین مین جب بت پرست موذیون کا بہت اژدہام اور ہجوم ہوا اور مسلمانون پر سے ٹوٹ پڑے اور ہزارون ہی تہے تو پیغمبر خدا نے ایک مٹہی خاک لشکر کی طرف پہینک دی اور نہین ایسا باقی رہا کہ جسکی آنکہون مین خاک نہ بہر گئی ہوا اور اونہون نے ہزیمت فاش اٹہائی اور شکست کہائی اور قرآن شریف مین اوسکا بیان یون ہے ما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی یعنی جسوقت تو نے پہینکا تو تو نے نہین پہینک مارا یعنی تیرے نفس شخصی کی حد سے باہر بات تہی لیکن اللہ نے وہ پہینک مارا جیسے حضرت عیسی نے فرمایا مین آپ سے کچھہ نہین کرسکتا یہہ کام جو کرتا ہے سو باپ کرتا ہے اور قرآن شریف مین ہے ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثلہ الی قولہ تعالی ولن تفعلوا یعنی اے لوگو کہ زبان آوری مین تم اپنے مقابلے مین سارے جہان کو عجم یعنی گونگا کہتے ہو اگر اس کلام کے خدا کے طرف سے ہونے مین تمہین شک ہے تو تم بہی بقدر ایکسورۃ کے یعنی مثلاً دس

قدر کا ... سے آپس میں ایک دوسرے کے طرز انشا کی
بنے لیے فخر و ربیو تلے سے مثل اس کلام کے کہنے تو لاؤ
بنی ہیں سے معارضے کے لیے بغیر سرقہ مطلب شعرا کے
اور پر ظاہر ہے کہ بیان خال و خط اور قد و بالا اور ناز و ادا
اور شادی و غم اور ہجر و وصل اور شراب و کباب اور بزم و رزم
اور باغ و صحرا وغیرہ مضامین میں فصاحت اور بلاغت
بدایع معانی و بیان کی گنجایش بہت ہوا کرتی ہے
اسمیں نہیں ہے بلکہ یہہ مبدا اور معاد کے صفات اور حالات
اور قوانین عبادات اور معاملات اور تمدن اور سیاسات سراپا
حکمت کی باتوں کے بیان میں ہے اور معہذا معانی اور بیان
کے قواعد اور محسنات بدیع کے لطائف باحسن وجہ اسمیں
مرعی ہیں اور پھر فرمایا کہ قبل تمہارے ارادے کے میں
حکم ناطق دیتا ہوں کہ تمسے زنہار زنہار کبھی ایسا نہ کہا جائیگا
اور اگر نہ کہہ لاسیئے اور نہ بنا سکے تو میرا الزام تم پر تمام ہوا اور
میری تکذیب سے تمہیں بڑا حذر اور خوف کرنا چاہیے دیکھو
لن تفعلوا کا دعوا علانیہ کیا کہ اوسوقت کے لوگوں نے اوسکو
کتاب میں لکھا یہہ دلیل قاطع ہے اس بات پر کہ لن تفعلوا

ہے کہ مخاطبین نے اپنا جان و مال و آبرو برباد کرنا منظور کیا ہے کہ
حمیت کی راہ سے قبول کیا اور لن تفعلوا کے مضمون میں شبہہ
نڈال سکے اور ہمیشہ کہا کیے کہ لو نشاء لقلنا مثل ہذا اگر ہم چاہیں
تو ایسا ہم بھی کہہ دیں اور اس کہنے کو بھی اوسی زمانے کے
لوگوں نے لکھا ہے پس پیغمبر خدا کے معاصرین کا لن تفعلوا
اور ہمیشہ کے ساتھ کافروں کے قول کی حکایت کرنا یعنی یہہ بھی
لکھنا کہ وے سب کہا کرتے تھے کہ لو نشاء لقلنا مثل ہذا ثابت
کاملہ ہے اس بات کی کہ مخالفین آنحضرت کے اوسکا معارضہ نکر سکے
اور ہمیشہ یہی کہا کیے کہ اگر ہم چاہیں تو ہم بھی ایسا کہہ دیں یہہ بھی
کہنا ہے جیسے کسی کی مثل ہے کہ میری بکری شیر کو مار سکتی ہے
اگر اوسکے جی میں آوے اور اگر آپ لوگوں کو کہیں پہونچا ہو
کہ اوس وقت کے منکروں نے معارضہ فلانا کلام ایسا کہا ہے
تو مجھے بتا دیجیے اور بعضے پادری لوگ کہتے ہیں کہ یہہ تو اعجاز
صرف اوس زمانے کے عربوں کے لیے ہوا تھا کہ اوروں کے
لیے یہہ عجیب بات ہے انصاف کی آنکھہ بند کر لیا گیا ہے
اتنا نہیں سمجھتے کہ یہہ اعتراض تو جملہ معجزات موسویہ اور عیسویہ
پہ ہوتا ہے کہ وہ معجزات صرف اونہیں دیکھنے والوں کے

حق مین مفید نہین کہ اور وسکے پیٹے ہیں جو وہان جواب دیگے
وہی یہان سمجہو تو بالجملہ یہہ تین معجزے جو مین نے بیان کیے
تو اوس قسم کے ہین جسکی مثل ویسہی ہے جیسے ایک معاملہ ہو
کہ اوس معاملے کا اوسیکے زمانے مین ایک محضر لکہا جاے
اور اوسپر برابر گواہ گذرتے چلے آئے ہون اب
بعضے معجزے اور بیان کرتا ہون اس قسم کے کہ اگرچہ اونکا
محضر اونکے زمانے مین نہین لکہا گیا مگر اوسکے معاینہ کے
گواہونکا اظہار برابر تصدیق ہوتا چلا آیا یہان تک کہ بعضے
دوسرے اور بعضے تیسرے قرن مین قلم بند ہوگا اور اوس
قلم بند کرنیوالے کے قلم بند کرنے پر بہی اوس سے لگا کر اتنک
ہزارون گواہیان گذرین اور قلم بند ہوتی چلی جاتی ہین
ازانجملہ یہہ ہے کہ بخاری اور مسلم اور ترمذی اور دارمی اور
طبرانی اور ابو نعیم اور ابن ابی شیبہ اور بیہقی اور ابو یعلی اور
قاضی عیاض نے باسناد متصلہ اوسی ضابطہ عقلیہ کے موافق
جسکا ذکر کئی بار ہو چکا جابر ابن عبد اللہ اور انس ابن مالک
اور عبد الرحمن ابن بکر اور علی ابن ابیطالب اور سمرہ بن جندب
اور ابو ہریرہ اور عمر بن خطاب سے روایتین نقل کی ہین

کہ اون سبکا مضمون بقدر مشترک یہہ ہے کہ حضرت [illegible] نے
بوقت ضرورت بمقتضاے شان حاجت روائی
کے بہت تہوڑی سی کہانے کی چیز کو یعنی ایک دو آدمیون
یا تین چار آدمیون کے خوراک کے موافق چیز کو بعضے دفعہ بیسیون
اور بعضے دفعہ سیکڑون اور بعضے دفعہ ہزار سے اوپر اور
کبہی [illegible] آدمیون کو کہانے کے واسطے دی اور کبہی اپنے
ساتہہ بٹہلا کر کہلائی اور سب نے سیر اور آسودہ ہو کر کہائی اور
وہ چیز جتنی تہی اوتنی ہی باقی رہی اور جن صحابیون نے ان قصون کو
نقل کیا اپنے سامنے کا ماجرا دیکہا ہوا بیان کیا اسیطرح پر کہ ہمنے
دیکہا اور کہا یا نہ یہہ کہ اناجیل والون کی طرح کہ کچہہ معلوم نہین
ہوتا کہ انہون نے کس سے سنا اور ویسے ماجرے کسنے دیکہے
اور بخاری اور بیہقی اور احمد ابن حنبل اور ترمذی اور مسلم
اور نسائی اور دارمی اور ابو نعیم اور طبرانی اور ابن شاہین
اور ابن اسود نے جابر ابن عبد اللہ اور ابن مسعود اور انس
ابن مالک اور عبد اللہ ابن عباس اور ابو لیلی انصاری اور
مسور ابن مخرمہ اور براء ابن عازب اور سلمہ ابن الاکوع اور
ابو قتادہ اور عمران ابن حصین صحابیون سے باسناد متصلہ

خبرین نقل کین که اون سبکا مضمون بقدر مشترک یه هے
که کبهی حضرت نے بهت دفعه ضرورت کے وقت بمقتضاے
شان دست گیری کی تهوڑے سے پانی یعنی کبهی ایک ڈونگی پانی
اور کبهی ایک مشکیزه پانی اور کبهی ایک آبخورے پانی سے
کبهی سیکڑون آدمیون اور جانورون اور کبهی کبهی هزار
آدمی اور جانورون اور کبهی بے گنتی آدمیون کو سیر
اور وه برتن ویسهی پانی سے بهرا رها اور کبهی اند سے کوے
[illegible] چشمے سے سیکڑون آدمی اور جانورنکو سیراب
کیا اور پهر ویسیکو ویسا اور چشمے جاری رهے اور ترمذی
اور حاکم اور دارمی اور احمد بن حنبل اور ابو نعیم اور بزار اور
بغوی اور بیهقی اور بخاری اور ابن عساکر اور ابن سعد اور ابن جریر
طبرانی اور خرائطی نے اسی طرح باسناد متصله ابو هریره
ابو سعید خدری اور عبد الله بن عمر اور انس بن مالک اور
جابر بن عبد الله اور علی ابن ابیطالب اور عبد الله بن مسعود اور
عمر بن خطاب اور جبیر ابن مطعم اور مازن طائی اور عباس ابن
مرداس صحابیون نے خبرین نقل کین که اون سبکا مضمون بقدر
مشترک یه هے که کبهی کبهی درخت اپنے جگه سے چلکر اور کبهی

بعضے بہتیرے گویا یہی آومیانہ علی الاعلان پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی تصدیق
نبوت کے گواہ ہوئے * اور ان روایتون مین سے جو انکی قصے
کی دونین روایتین ہین اگر کہین کچھ اونمین تہوڑا سا راویون کے
بیان مین اختلاف ہے سو وہ اختلاف اوس اختلاف سے زیادہ
نہین جو انجیلون کے تالیف کرنے والونکی روایتون مین ہے
اور بعضے قصونکی تطویل اور اختصار مین جو اختلاف ہے سو وہ
اونکی بیشی ہے جو انجیلونکے تالیف کرنیوالونکے روایتون
مین ہے بہت کم ہے جسکا جی چاہے اون کتابون کو جنہونے
نقل کیا اور اکثر دستیاب ہوتی ہین منگا کر بمقابلہ اناجیل
دیکہہ لے الغرض ایک سند بہی حضرت موسی اور حضرت
عیسی کے کسی معجزے کی اسطرح پر جسطرح مین نے معجزات مصطفوی
کی سند مین بیان کین اگر مجہے لکہہ دیجیے تو بااللہ العظیم مین آپکا
بڑا احسان مند ہونگا اور جانونگا کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
کی تصدیق سے علاوہ بہی حضرت موسی اور حضرت عیسی کے نبوت
کی تصدیق کی راہ باقی ہے اور صرف کتاب مین لکہا ہونا اگر
کافی ہو تو حاتم کی ہفت سیر کو بہی ہم کہہ سکتے ہین کہ حاتم کے
دیکہنے والون نے لکہی ہے یا اب ہم ایک کتاب بنا دین اور کہین

کہ حضرت موسی یا حضرت عیسی کی ہی کتاب ہے ابلہم
ہیں ان پیشین گوئی ہر چند بیبل کے پڑھنے والون پر یہہ بات پوشیدہ
نہین ہے کہ بہوتیرے نبی گذرے ہین کہ ان ہون نے ایک پیشین
گوئی بہی نہین کی اس سے یہہ ثابت ہوا کہ پیشین گوئی لوازم ضروریۂ
نبوۃ سے نہین ہے معہذا قران شریف مین اتنی پیشین گوئیان
ہین کہ شمار مین کسی نبی اسرائیلی کی صاف صاف پیشین گوئیون
سے کم نہین ہین اور بعضے نبیون کی پیشین گوئیون سے زیادہ
ہین اور کیفیت اعجاز مین اکثر پیشین گوئیون سے جو انبیاے بنی
اسرائیل سے منقول ہین اور خصوصا حضرت عیسی سے کہین بہت زیادہ
ہین گو کہ بعضی واقع ہو چکی ہین اور بعضی ابہی نہین واقع ہوئین
اور جاننا چاہیے کہ قران شریف کا یہہ حال نہین ہے کہ چند پیشین
گوئیون کو بار بار ذکر کر کے کلام کو بڑہایا ہو جیسا کہ اشعیا نبی کی کتاب
کا حال ہے بلکہ اوسمین پیشین گوئیان اشعیا کی پیشین گوئیون سے
زیادہ ہین مگر بار بار اونکا ذکر نہین کیا اور بار بار جو ذکر کیا ہے
تو صفات اور افعال حضرت مبدء جل وعلی اور حالات معاد اور
احکام شرعی کا ذکر کیا ہے بالجملہ چند پیشین گوئیان قران شریف
کی جو مجہے بصر دست یاد ہین اور افادہ اعجاز مین حضرت عیسی کی

جسا بادشاہ کرد یگا چنند ... ہونکو بادشاہ کیا اور کیا دیگا اون

دین کو جیسے اوسنے پسند کیا مقبول کیا اور خواہ مخواہ بدل دیگا اونکو

خوف کی جگہ امن و امان کو ۔ اور اسکا تتمہ یہ ہے کہ بخاری

نے بسند خباب ابن الارت صحابی سے اسکے استخراج بروایت

کیا کہ وے کہتے تھے کہ میں ایکدن پیغمبر خدا کے حضور میں حاضر

تھا کہ کسی نے بت پرستوں کی ایذا اون کا ...

شکایت کی آپ کا چہرہ مبارک سرخ ہو گیا اور مجھے صبر کی

تلقین کرنے لگے اور اگلے مظلوموں اور انکی صبروں کی

حکایتیں بیان کرنے لگے اور فرمایا واللہ لیتمن ہذا الامر حتی یسیر

الراکب من صنعا الی حضرموت لا یخاف الا اللہ ولکنکم تستعجلون

خدا کی قسم یہہ امر یعنی دین اسلام جسکی جہت سے تکو ایذائیں

ہورہی ہیں مقرر اچھی طرح پورا انجام پانے والا ہے یہاں

تک کہ صنعا سے حضرموت تک مسلمان آدمی سفر کریگا

اور سوائی خدا کے کسی کا ڈر اوسے نہو گا لیکن تم جلدی کرتے ہو

مطلب یہہ کہ میری اور میرے ساتہیوں کی بیکسی اور

مظلومی اور بیدینوں موذیوں کی نہایت اور جبروت پر دہیان

نکرو ایک دن ایسا آنیوالا ہے کہ کوہ و دشت میں تمہیں کسیکا

ڈر ہو گا چہ جا کہ وطن میں اور ترمذی کے صحیح میں ہے جو بخاری
سے بنسبت قلیل عدی بن حاتم طائی صحابی سے روایت کی ہے کہ عدی
کہتے ہیں کہ میں پیغمبر خدا کے حضور میں بیٹھا تھا کہ ایک شخص نے
آکر تنگدستی کی شکایت کی اسلام کے جہت سے اور پھر ایک
دوسرا شخص آیا اوسنے شکایت کی سفر کی راہیں بند ہو جانے کی
یعنی کہ اونہیں سودا کرنا بازار میں اور خرید و فروخت کرنا اور
سفر کرنا تجارت کے لیے اور راستہ چلنا سبیلے دینوں کے ظلم سے
مشکل ہو گیا ہے آپ نے فرمایا کہ اگر تیری زندگی باقی ہے
تو ایکدن تو دیکھے گا کہ عورت محمل نشین نے تن تنہا حیرہ سے
کوچ کیا اور کعبے میں باطمینان پہونچکر طواف کیا یعنی اب اگرچہ
کافرون کے ظلم میں ہم گرفتار ہیں تو کیا ہوا ایکدن ایسا بھی آنے
والا ہے کہ ہمارے لوگوں میں سے اگر ایک عورت بھی منزلون
تک سفر کریگی تو اسکے حال سے بھی کوئی متعرض نہو سکیگا
اور اوسی روایت میں ہے کہ عدی ابن حاتم کہتے ہیں کہ
میں نے دیکھی یہہ بات کہ ایک عورت تنہا حیرہ سے کعبے تک
باطمینان آئی یعنی ہو گئی کافر ایسے مغلوب ہو گئے کہ مسلمہ
مسافرہ سے بھی اونکو تعرض کرنیکی دستگاہ باقی نہیں رہی

پہ چند مردون سے یہان پہلے کئی باتون پر غور کرنا چاہیے اول
پیغمبر خدا کا فقر اور اونکے مسلمانونکی یہ حالت کہ سوای نان جوین اور
گزینہ چادر کے جسم پر نہ تہا اور اونکی بے سروسامانی کہ لڑائی کے ہتہیار بہی بہت
پاس نہ تہے اور اونکی امیت اور ناواقفیت قواعد حرب اور ضوابط جہانگیری سے
اور اونکی قلت کہ صرف عرب کے کافرون کے مقابلے مین لاکہون حصہ نہی
دوسرے مخالفونکی کثرت اور اونکی دولت اور اہل وحشم اور ارادہ کی جاہ
وحشمت اور علم وحکمت اور قواعد حرب اور جہانگیری کی مہارت تیسرے
یہہ بات کہ بدون اسکے کہ پہلے بحیلہ سوداگری یا مستاجری یا نوکری
اہل مدار المہامی کسی سرکار ذی اقتدار مین مداخلت کی ہو یا کوئی سازش
مجمع اور فریب لی ہو لڑائیان سب سے شروع کردین اور صرف
مذہب کے لیے اور علانیہ مذہب ہی کے تعرض پر لڑائیون کی بنا
باندہی چوتہے اوس بغض وعداوت کو خیال کیجیے جو علانیہ
مذہب کے تعرض سے پیدا ہوتا ہے کہ ایک چماری بہی جان دینے کو
اور گہربار لوٹا دینے کو موجود ہوجاتی ہے چہ جا کہ ملوک اور شجعہ بعد
اسکے دیکہیے کہ با اینہمہ پیشین گوئیان کس طرح جلوہ ظہور مین آئین
کہ بائیس برس کے اندر عرض مین وسط بارہ درجے سے کہین تینتالیس
چوالیس درجے تک جیسے باب المندب سے بلاد یونان اور حدود ملک اندلس

اور کہین پچاس درجے تک جیسے [illegible] کے حدود شمالی
تک اور طول مین نصف النہار [illegible] مین [illegible]
لیکن کہین ستر درجے تک جیسے حدود شرقیہ فارس [illegible] اور
کہین بیاسی درجے تک جیسے حدود شرقیہ ترکستان تک تو اسقدر
اقتدار مین خلفاے راشدین سے اسطرح آگیا کہ اگلی حکومتون کا
[illegible] ان بہی باقی نرہا اور باوجود لا اکراہ فی الدین کے
تمام توحید کا مذہب پہیل گیا دیکہو ان چار پانچ [illegible]
تیس بتیس برس سے مدت کو اور سیکڑون برس کے پائدار
تسلط کو لحاظ کرو ایسا تو بخت نصر کے وقت سے
پہلے نہین ہوا اور بخت نصر سے آگے تو صحیح تواریخون کے
روسے کسیکے لیے ریاست عظیمہ کا ہونا معلوم ہی نہین ہوا
چنانکہ یہی لوگون کی تاریخ اور جغرافیہ سے یہ سب باتین
دریافت کین اب جو قال اللہ تعالی ہو الذی ارسل [illegible]
بالہدی و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ ولو کرہ المشرکون
خداوند تعالی نے اپنے پیغمبر کو راہ راست اور [illegible]
کو بہیجا تا کہ بالادست کر دیوے سچے دین کو سب [illegible]
مشرکون کو ناگوار ہو اور [illegible]

خدا اور رسول [illegible] سے [illegible] ہے جنکی صحابیت مسلم الثبوت
ہے [illegible] اج کیا کہ یہ کہتے ہین کہ پیغمبر خدا صلی اللہ
علیہ وسلم فرماتے ہین زویت لی الارض مشارقها ومغاربها و
سیبلغ ملک امتی ما زوی لی یعنی اکٹھا کرد کہلا دی گئین مجھے
زمین کی پورب کی طرفین اور پچھم کی اور پہونچیگی حکومت میرے
امتیون کی جہان تک کہ وہ دکہلائی گئی یعنی پورب پچھم
[illegible] ہین اونہین چارو بانون کو پھر دھیان کرو اور
اوسکا دھیان کرو اسبات کو کہ ملک فاس اور اندلس بلکہ
جزائر خالدات ہے کہ ربع مسکون کی حد غربی یہی ہے تا جزائر
[illegible] چین کہ یہہ ربع مسکون کی حد شرقی ہے طول مین اور
[illegible] جنوبیہ افریقیہ اور جزایر جنوبیہ ہندوستان سے لیکر
کہین ۴۵ اور کہین ۵۰ اور کہین ۵۵ اور کہین ۶۰ درجے تک بلکہ
بعضی جگہہ کچھہ اوپر تک جیسے دیار بلغار عرض شمالی مین کمتر
[illegible] صوبون کے موافق وہ ملک جو خوب آباد ہین باقی رہا
ہوگا جہان ہزار گیارہ سو برس کے اندر تک مسلمانون کی
حکومت نہین ہوئی ہے اور ایسی نہین جیسی نادر شاہ اور بونا پارٹ
کی بلکہ کمتر کوئی مقام ہوگا جہان مسلمانون نے سو برس سے کم

حکومت کی ہوگئی کہ بعض شعائر [illegible] جاری کیے ہوں اور بعض
صرف جنبہ ہی اکتفا کی ہو جیسے اکثر ولایت فرنگ میں چنانچہ یہ
بات بھی آپ ہی لوگوں کی تواریخ خصوصاً ڈاکٹر جنیار صاحب کی تاریخ
اور آپ ہی کی جغرافیہ سے سینے دریافت کی اور ایک بات
یہان اور غور کرنے کے قابل ہے کہ جتنے مذہب والے ہیں سب اپنے
اپنے اپنے دین کو سچا کہتے ہیں مگر برہان عقلی کے رو سے جس طرح
لا الہ الا اللہ کا مضمون سچا ٹھہرتا ہے اوس طرح نہ ثنویت کا ٹھہرتا
ہے اور نہ تثلیث کا اور نہ سنگن اوپاسنے کا بلکہ برہان عقلی کی
رو سے یہہ تینوں مسئلہ باطل ٹھہرتے ہیں سو شروع ہی سے ہر
ہے ثنویت زردشتیوں کے یہاں اور سگن اوپاسنا ہندوؤن اور
جینیوں کے یہاں اور تثلیث عیسائیوں کے یہاں شروع ہی سے
التزامیہ ملت میں داخل ہے سو وہ سچی بات بجز فرادانی نوع
انسانی ہے اتنک کسیکے عہد میں دنیا میں مشرق سے مغرب
تک اس کیفیت اور کمیت کے ساتھ نہیں پھیلی جیسے کہ دین
محمدی علی صاحبہ الصلوٰۃ والسلام میں پھیلی اور اگر یقین نہیں
تو تبا دیجیے اور لطیفہ یہہ ہے کہ جس وقت ہمارے پیغمبر خدا کا
ظہور ہوا اوس وقت ان تینوں اصول والے سوا اور کوئی

ربع مسکون میں اُنکا صاحب حکومت نہ تھا اور رومیوں کو بھی دین
نصرانیت ہے تب پس کوئی حکومت ان تینوں مذہب والونکی حکومتوں میں سے
نہیں باقی رہی جس سے مسلمان لوگ غالب آگئے ہوں مگر بعضی جگہ
صرف جزیہ اور زر تعلقہ داری سے لینے پر قناعت کی ہو جیسا کہ تمہاری
تاریخیں اور جغرافیہ شاہد ہیں اور جب حضرت عیسیٰ پھر آوینگے
تو بادشاہت آسمانی کی رواج کی تکمیل ہو جاویگی ایضاً قال الله
تعالیٰ غلبت الروم فی ادنی الارض وهم من بعد غلبهم سیغلبون ؛ فی
بضع سنین یعنی حدود ملحقہ عرب میں فرنگی مغلوب ہو گئے ہیں حالانکہ
[illegible] آوینگے تھوڑے برسوں میں یعنی کہ تین برس کے
بعد سے دس برس کے اندر تک پارسیوں اور فرنگیوں میں
ایکبار لڑائی ہوئی تھی مسلمان لوگ اسمیں خوش تھے کہ فرنگی غالب
آوینگے اسواسطے کہ انبیا ہی بنی اسرائیل پر ایمان لاتے ہیں جیسے ہم
ہم مذہب اور حق پرست تھے اور بت پرست لوگ مکے کے خوش تھے
اسمیں کہ پارسی غالب آوین اسواسطے کہ انبیا ہی بنی اسرائیل کی تکذیب
اور بت پرستی میں شریک تھے ناگاہ خبر آئی کہ فرنگی مغلوب ہوئے
بت پرستوں کو بڑی خوشی اور مسلمانوں کو بڑا رنج ہوا پیغمبر خدا نے
بموجب وحی الٰہی کے فرمایا کہ بالفعل فرنگی مغلوب ہو گئے ہیں

قاعدہ تھا جسوقت عرب اون کا کبہی ولایتون پر کوئی بادشاہ
تسلط رکھتا تھا تو اون ولایتونکو اوسی بادشاہ کی ولایت سے
طرف منسوب کیا کرتے تے جسوقت جبکہ اون ولایتونکے حدود
آپس مین ملحق اور اوضاع اور اطوار اونکے متشابہ اور متقارب
ہون اسلیے سارے فرنگستان کو عرب لوگ روم کہتے تے اور
مسلم نے بسند متصل مستورد صحابی سے کہ اونکی صحابیت بہی مسلم
ہے استخراج کیا کہ فرماتے تہے کہ مینے پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم
سے سنا کہ قیامت نہین آویگی مگر یہہ کہ اہل روم سب آدمیونسے
زیادہ ہو جاوینگے اور مسلم نے بسند متصل ابوہریرہ سے ایک
حدیث کا استخراج کیا کہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت
عیسی کے پہر آنیکے زمانے مین قسطنطنیہ فرنگیون کے پاس ہوگا
آن دونون پیشین گوئیون کی تکمیل اور ظہور ابتک نہین ہوا مگر بیشک
اسواسطے اونکو نقل کیا کہ آثار اونکے انگلیسیون اور روسیون
کی حکومت سے ظاہر ہین شاید انہین سے یے دونون پیشین
گوئیان پوری ہون یا فرنگستان کے اور دوسرے قوم سے
اور احمد ابن حنبل اور بزار اور طبرانی اور ابو نعیم اور حاکم نے
باسناد صحیحہ منجملہ عبداللہ ابن مسعود اور ابی بکرہ اور بریدہ اسلمی سے

پہنچا نو گے اور سب انجیلون مین کہہ جگہہ فرمایا کہ اگر تمہارا عقیدہ صحیح

ہوا اور ایمان کامل ہو تو پہاڑ کو اپنی جگہ سے ہٹا دو اور وہ دریا مین پڑا ہو

چلے جاؤ اور ڈوبو بہوت کو ڈانٹ کر نکال دو موافق اسیکے امت محمدیہ

سے کے کامل ایمان والونکے حالات بحد او رسینہ پاپایان ہین مگر وے

کتابین جنمین بعضے اون حالتون کو لوگون نے اپنے چشم دیدہ

لکہا ہے میرے پاس نہین اور نہ تفصیل وار مجہے یاد ہین مگر دو تین

باتین مجہے یاد ہین او نہین لکہتا ہون از انجملہ محی الدین

ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ ہے کہ اونکی ثقاہت شان سارے

جہان کے نزدیک مسلم الثبوت ہے اپنی کتاب میں جسکا نام

فتوحات ہے اور اوسکی تالیف اونسے ثابت ہے جیسے اونکا

اور اوس کتاب کا ہونا اپنی چشم دیدہ بہت سے معجزات اولیا

محمدیہ کے لکہے ہین مگر کتاب میرے پاس نہین ہے لیکن اونمین

سے ایک مجہے یاد ہے شیخ لکہتے ہین کہ ایکدن ایک شخص

وہین سے نے کہا کہ یہہ جو قرآن مین لکہا ہے کہ ابراہیم کو آگ نے نہ جلایا

یہہ عقل کے رو سے غلط معلوم ہوتا ہے اسواسطے کہ جلانا آگ کے

لوازم ذاتی مین سے ہے شاید اوس آگ سے آتش غضب نمرودی

مراد ہوگی شیخ فرماتے ہین کہ ایک درویش نے میرے سامنے

اوس نے یون جواب کہا کہ آگ خدا کی تابعدار ہے جب وہ جلانے
کو کہتا ہے جلاتی ہے اور نہین تو نہین جلاتی ہے اور خدا کے بندے
اب بہی ایسے ہین کہ اونکے سے خدا آگ کو جلانے سے باز رکہہ
سکتا ہے مین کہتا ہون کہ اس انگیٹھی مین آگ رکہہ رہی ہے اپنے
ہاتہہ سے اوٹہا لے خدا اوسے جلانے نہ دیگا اوسنے انگیٹھی کیطرف
طرف ہاتہہ بڑہا کر انگارہ اوٹہا لیا اور دیر تک اپنے ہاتہہ مین اور
اپنے کپڑون پر رکہا اور کچہہ صدمہ نہ پہونچا یہان تک کہ پہر انگیٹھی
مین انگاریکو ڈالدیا بعد اوسکے اوس درویش نے کہا کہ پہر
تو اوٹہا اوسنے پہر ارادہ کیا وہین سے ہاتہہ پر آگ کی گرمی پہونچی
ہرگز اوٹہا نہ گیا ازانجملہ شیخ سعدی رح نے کہ اونکی وفات
بہی تمام عالم پر روشن ہے اپنی بوستان مین کہ اوسکی تالیف
بہی اونہی سے ثابت ہے جیسے اوسکا ہونا لکہتے ہین کہ میرے
ساتہہ فاریاب کا ایک پیرمرد ایک دریا پر پہونچا ملاحون نے مجہہ
مزدوری پاکر بٹھایے تو کشتی پر بٹہا لیا مگر اوس پیرمرد پاس کچہہ
کوڑی پیسا نتہا اوسے نہ بٹہایا وہ پیرمرد پانی پر بے تکلف چلا یہان
تک کہ میرے سامنے پار ہوا مین بڑی حیرت مین رہا کہ یہہ خواب تہا
یا بیداری کا معاملہ ہے اوس پیرمرد نے میری حیرت کو دیکہکر

[illegible] زیادہ وانستہ حدیث کو اسکی [illegible]
اسپر بہو سہین مگر یہہ تو بیشک ثابت ہوتا ہے کہ کہیں کبہی تو ایسا
کیا ہے کہ سایہ پیغمبر خدا کا دہوپ وغیرہ مین نہین پڑا اسواسطے
حضرت کے ادنی امتی سے ایسی کرامت ظاہر ہوئی اور
احیاے میت کا معجزہ حضرت عیسی سے انجیلون کے تفصیلی ذکر اون
سے کہ بخوبی ہے صرف دو ہی دفعہ ثابت ہوتا ہے ایک تو جس
لڑکی کا جینا جسکے آپ سے فرمایا تہا کہ مری نہین بلکہ سوتی ہے
اور [illegible] اوسکی جان نکلی تہی کچہہ دیر بہی نہین گذری
تہی اور دوسرے [illegible] سے دن خدا کے حضور مین بہت
[illegible] اری اور تضرع کرکے [illegible] سے پہر جلا تا جسطرح سلاطین کی
[illegible] کتاب کے سترہوین باب مین الیاس کا معجزہ احیای میت کا دعا
مانگنے سے لکہا ہے سو ہمارے پیغمبر خدا سے احیای میت کا
معجزہ بہی کئی دفعہ ہوا ہے ظاہر وہی ہے ایکبار ایک بکری ذبح ہوئی
اور اوسکا گوشت کہا لیا گیا مگر ہڈیان اوسکی پہینکی نہین آنحضرت نے
اون ہڈیون کو جمع کرکے اوسے زندہ کیا اور ایکدفعہ ایک شخص
کی ایک لڑکی مر گئی اوس شخص کے کہنے پر آنحضرت اوسکے [illegible]
[illegible] تشریف فرما ہوے [illegible] پکارکے کہا کہ مجہے اوسی عالم مین [illegible]

سولہوان استفسار

آگے آپ لوگون کے رسالون مین حضرت خاتم النبیین علیہ الصلواۃ
والسلام کے نسبت یہہ اعتراض لکہا دیکہا ہے کہ حضرت کا
ذکر اگلے انبیاؤن نے نہین کیا سو پہلے مین پوچہتا ہون کہ حضرت عیسیٰ کے
کا ذکر کس کتاب مین ہے جو اونسے پہلے کی ہو آپ ہی لوگون کے
اظہار سے ثابت ہے کہ موسیٰ سے پہلے کی کوئی کتاب دنیا مین
نہین ہے پہر یہہ کہتا ہون کہ دوسرے نبی کی نبوت کے ثبوت کے
لیئے پہلے نبی کا یہہ جتانا کس برہان عقلی کے رو سے ضرور سمجہا جاتا ہے
اگر کوئی اوسکی ضرورت کی دلیل ہو تو بیان کیجیے بلکہ برہان
تطبیق اس امکان کو باطل ٹہراتی ہے اسلیے کہ اسمین تسلسل لازم
آتا ہے بعد اوسکے مین کہتا ہون کہ پہلے نبی کو دوسرے نبی کی خبر
دینا کس طرح سے چاہیے آیا اسطرح کہ تمام خصوصیات دوسرے نبی کے
بیان کرے جسطرح قبالجات وغیرہ اور چہرہ نویسی مین لوگون سے لکہا
جاتا ہے یا اسطرح کہ فہمیدہ آدمی اپنی الفت اور عادت سے کہتا ہے
ہو کر جب غور کریے تو مطابق پاوے پس اگر پہلی طرح کا خبر دینا
مراد ہے تو تمہارا یہہ سوال ہے کہ حضرت عیسیٰ وغیرہ انبیا کے لیے
ایسی خبرین اگر کہین سے نکلتی ہون تو ہمین بتا دیجے اور اگر

نام یہوداہ [illegible] کے نام کی تبدیل اور اوسکا ترجمہ اور باب
۳۱ ورس ۲۰ سنہ ۱۷۰۶ افکتم یعقوب امرہ عن حمیہ سنہ ۱۸۲۵ ایعقوب فی
ارمنی لابان سی دغا کی * حضرت یعقوب کے خسر کا نام لابان
تہا سنہ ۱۸۲۵ والے نے خسر کو حم کر کے ترجمہ کیا حالانکہ حم کہتے ہین
عورت کے رشتہ دار کو جو خاوند کے طرف سے ہو جیسے دیور اور
جیٹھہ اور اوسکے ساتہہ اوس نام کو بالکل اوڑا ہی دیا اور
باب ۴۹ ورس ۱۰ سنہ ۱۸۲۵ یہودا سے ریاست کی چھڑی
جدا نہوگی اور نہ حاکم اوسکی نسل سے جاتا رہیگا جب تک کہ شیلا
نہ آوے اور قومین اوسکے پاس جمع ہوون سنہ ۱۸۲۶ فلا یزول القضیب
من یہودا والمدبر من فخذہ حتی یجی الذی لہ الکل وایاہ تنتظر الامم
یعنی یہودا سے چھڑی نجائیگی اور نہ حاکم اوسکے ران کا یہانتک
کہ آوے وہ شخص جسکے واسطے سب کچھہ ہے اور قومین اوسکی انتظار
کرینگی سنہ ۱۸۱۱ فلا یزول القضیب من یہودا والرسم من تحت امرہ الی
ان یجی الذی ہو لہ والیہ تجتمع الشعوب یعنی چھڑی یہودا سے جدا
نہوگی اور نہ حکومت کا رسوم اوس سے باہر ہوگی یہانتک کہ وہ
شخص جسکے واسطے وہ حکومت ہے آوے اور قومین اوسکے پاس
جمع ہوون دیکہو یہہ حضرت یعقوب کی پیشین گوئی ہے اپنے ایک

ہے کے بارہوین باب کے پندرہوین درس مین لفظ تفسیر اور غیر
ظاہر کی کمی بیشی جو ہم استفسار دوم مین لکہہ چکے ہین اوسے پہر
دیکہو اور باب بیسے وچہارم درس ۶ نسخہ ۱۸۲۵ افمات ہناک موسے
عبد الرب نسخہ ۱۸۱۱ افمات ہناک موسیٰ رسول اللہ اگر محمد رسول
اللہ ہے کی جگہ ایک بندہ خدا کر دین تو کچہہ تعجب نہین اور کتاب اشعیا
کی باب ششم کے درس ششم مین جو الحاق تفسیر کا ہوا ہے اوسے
استفسار پنجم مین دیکہو اور باب نہم درس ۱۳ نسخہ ۱۸۲۵ اشعیا کی

مستقیم مین نہین لکہا ہے نسخہ ۱۸۱۱ الیس ہو مکتوب فی سفر المستقیم
کہان صاحب تحریر کا نام اور کہان کتاب کا نام اور اوسکا
ترجمہ نہ کہ اصل نام اور اشعیا کی کتاب باب ہشتم درس ۱ نسخہ ۱۸۲۵
پہر ہوا وہ نے مجہسے کہا کہ ایک بڑی تختی لے اور کاریگر کے قلم سے اوسپر
لکہہ کہ مہر شلل حش بز نسخہ ۱۸۳۹ و خداوند مرا فرمود کہ لوحی بزرگ بگیر
و از قلم کند کار در باب مہر شالال حاش بز بنویس نسخہ ۱۸۱۱ و قال لی الرب
خذ لک مدرجا صحیحا صحیفۃ جدیدۃ کبیرۃ واکتب فیہا بکتابۃ انسان
عاد لیصنع نہب الغنایم لانہ حضر مہر شالال حاش بز کسی کا نام ہے اوسکا
ترجمہ انسان حاد لیصنع نہب الغنایم لکہا یا اور اوس تبدیل علم
سوا عربی نسخے مین اور لفظین کیسی بڑہائی ہین اور درس ۳ نسخہ ۱۸۲۵ ا

اوسکا نام مہر شلل حشبز رکہا ۱۸۳۹ اور اسکا اول حشبز نام ہند ۱۱ ۱

اور ع اسمہ الخضر یسبہ یتنذ و انہہو بجد * دیکہو نام کا بدلنا اگر محمد یا احمد کی

لفظ کو بدل ڈالا تو کیا بڑی بات کی اور باب چہل سیوم درس ۲۹

۱۸۳۹ یعقوب پر لعنت کی اور اسرائیل پر تف اور لعن کیا *

سب نسخوں میں ایسہی ہے یہاں نبی مراد اگرچہ نبی یعقوب اور نبی

اسرائیل نہیں مگر خدانخواستہ اگر ایسی لفظ اوس شخص کے نام

کے ساتہہ ہوتی جسکی بزرگی تمنا ... ہے ... ون کو بڑی

دستاویز ہاتہہ لگتی اور باب شصت و دوم درس ۴ نسخہ ۱۸۳۹

تو حفظیبا کہلائیگا یعنی میری خوشی ... بیع ... زمین بیعلا

ہوگی یعنی خاوندوالی نسخہ ۱۸۱۱ لاتک ... دعین ارادتی وارضک

مسکونۃ * دیکہو نام کی تفسیر اور اوسکی کمی بیشی اور زبور دوم درس ۱۲ ۱۸۱۱

الزموا الادب لئلا یغضب الرب علیکم نسخہ ۱۸۲۲ بیٹے کو چونتا ہو وے جیسے

کہ وہ تجہسے بیزار ہو نسخہ ۱۸۳۹ اسکے موافق * کہتے ہیں ...

مرادعیسیٰ ہیں دیکہو کتنی تبدیل ہوئی سچ کہتا ہوں کہ سیکڑوں

جگہہ بیبل میں اسی طرحکی تبدیل اور کمی بیشی واقع ہوئی مگر سبکو

ملاکر دیکہنے اور لکہنے کی فرصت کسکو ہے آمدم برسر اناجیل وغیرہ

پہلی انجیل پہلا باب درس ۲۱ نسخہ ۱۸۱۷ اور اوسکا نام عیسیٰ رکہنا

اسواسیطے کہ وہ اپنی امت کو اونکے گناہوں سے بچا دیگا * سب نسخے
اسیکے موافق ہین سنہ ۱۸۳۹ تو اوسکا نام یسوع یعنی نجات دینے والا
رکھنا اسواسیطے کہ وہ اپنے لوگونکو اونکی گناہوں سے نجات دیگا * دیکھو
سیکڑون برس کے بعد یہہ عبارت نئی ملائی گئی یعنی نجات دینے والا
اسیطرح فارقلیط کی تفسیر سیکڑون برس پہلے موافق اپنے فہم
کے ملائی گئی ہے اور باب دہم درس ۲۵ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ اگر خداوند
خانہ را بعلزبول [illegible] خواندند * سب نسخے اسیکے موافق ہین
سنہ ۱۸۳۹ جب انہون نے صاحب خانہ کا نام بعلزبوب یعنی
[illegible] دیکھو [illegible] اسمین بعلزبول یا بعلزبوب کی تفسیر
کا الحاق سیکڑون برس کے بعد ہوا اور باب یازدہم درس
۱۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ قال ان اردتم ان تقبلوہ فہو ایلیا المزمع ان یاتی
سنہ ۱۸۱۶ فان اردتم ان تقبلوہ فہذا ہو المزمع بالاتیان * دیکھو ایلیا
[illegible] درس سے شاید حضرت یحیی ہین کیسا کم ہو گیا یا بڑہا دیا
گیا ہے اور باب شانزدہم درس ۱۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ گفتند کہ بعضے
یحیی التعمید دہندہ و بعضے الیاس و بعضے ارمیا نسخہ سنہ ۱۸۱۴ انہون
نے کہا بعضے کہتے ہین کہ تو یحیی اصطباغی ہے اور بعضے الیاس
اور بعضے ارمیا کا بیٹا * دیکھو ارمیا کا نام کیسا بدل گیا اور باب ہفدہم

ورس ۲۳ نسخہ ۱۸۱۴ ایک جسپر اوسکے دس ہزار توڑے
قرض تہے اوسکے سامنے لایا نسخہ ۱۸۱۹ سنہ ۱۸۴۴ زابنرم بہی آورد
کہ مبلغ دہ ہزار قنطار بدہ کار بود سنہ ۱۸۱۶ اتی الیہ بمدیون بعشرۃ الاف
قنطار نسخہ ۱۸۳۹ ایک کو جسپر اوسکے دس ہزار یعنی قریب ۳۴
لاکھ روپیے کے قرض تہے لایا گیا * سوای اور اختلافات کے دیکھو
کہ سیکڑون برس کے بعد یہ تفسیر یعنی ۳۴ لاکھ روپیے بڑہا دی گئی
اسیطرح سیکڑون برس پہلے فارقلیط کی تفسیر بڑہا دی گئی چونکہ بہت
دونون سے ایک سبب نسخون میں پہیل گئی اور عداوت اونکا
یہی تہم درمیان میں تہا خلاف اوس روپیہ کی تفسیر کہ بڑہادی
سال ہوئے بڑہائے ہوئے بہت پہیلی ہین اور جو حسد اور عداوت
کی بات نہین ہے شاید نہ تہی پہلے اور باب بست و ہفتم درس
۴۶ آنسخہ سنہ ۱۸۱۱ قائلا ایلی ایلی لما شبقتانی الذی تفسیرہ الہی الہی
لماذا ترکتنی سنہ ۱۸۳۹ بلند آواز سے چلا کر کہا ایلی ایلی لما سبقتنی یعنی
اے میرے خدا اے میرے خدا کیون تو نے مجھے چہوڑ دیا * ہم الوئی
کو ایلی سے اور صافختانی کو سبقتنی سے بدلنے کو تحریف نہین کہتے ہین
اسواسطے کہ شاید دونون عبری لغت ہون مگر ظاہر ہے کہ پہانسی
پانیکے وقت جو شخص اضطراب کا کلمہ اپنی زبان میں کہیگا

تو دوسری زبان مین [illegible] تفسیر نہین کریگا خصوصاً خدا سے
سنا جاوے کر بیٹے مین پس یہہ تفسیر [illegible] بڑہائی ہے مگر یونانی مترجم نے
سو سیطرح اوسی نے شاید یہہ ترجمہ کر کے لفظ احمد کے بہ فارقلیط
اوسکی تفسیر موافق اپنے فہم ناقص کے یا کسی اور سبب از روی
عداوت کے محض غلط بڑہا دی ہے اور دیکھو یہانسے ثابت
ہوا کہ حضرت عیسی اور اونکے وقت والے عبری بولتے تھے نہ
کہ یونانی اور معلوم ہوا کہ حضرت عیسی معاذ الله مرتے وقت بہو
لے یعنی اگر خدا تھے تو الہی الہی کر کے کسکو پکارا اور اگر پیغمبر تھے
[illegible] راہ مین اپنا جان دی تو شہادت کے وقت اپنی
تئین متروک الہی کیون کہا وہ تو کمال مقبولیت کا وقت تہا اور
لطف یہہ ہے کہ تیسری انجیل والا باب بست سیوم کے درس
چہیالیسوین ۴۶ مین عیسی مصلوب کے صلیب پانے کے وقت یہہ جملہ
نقل کرتا ہے نسخہ سنہ ۱۸۳۹ یسوع بلند آواز سے چلا کر بولا اے باپ
مین اپنی روح تیرے ہاتھہ مین سونپتا ہون یہہ کہکے جان دی*
پس دونون انجیل والون مین سے ایک نے بیشک غلط کہا
خواہ عمداً خواہ نسیاناً روح القدس عمداً یا نسیاناً غلطی نہین کرتا ہے
بالاتفاق اور انجیل دوم باب سیوم درس ۲۸ نسخہ سنہ ۱۸۱۴

جو کوئی کسی ... آپکے معنی ورس سے خطاب کرتا ہے
تو اوسکا ترجمہ دوسری زبان میں نہیں کرنا چاہیے یہہ ترجمہ
نہیں بڑہایا گیا ہے اور یہان سے ہی عبری بولنا حضرت عیسی کا
ثابت ہوا اور باب ہفتم ورس ۳۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۴ وہان ایک
بہرے کو جسکی زبان مین لکنت تہی اوس پاس لائے الی قولہ
۳۴ آسمان پر نظر کرکے ایک آہ کی اور اوس سے کہا افتح یعنی
کہل جا* ایسہی نسخہ فارسی اور دوسرے اردو نسخے مین
ہی ہے نسخہ ... ورس ۳۴ و نظر الی السماء وتاوہ وقال
افتاہ ای انفتح سنہ ۱۸۱ ونظر الی السماء وتنہد وقال افاتا الذی ہو انفتح*
دیکہو افتاہ یا افاتا کا ترجمہ پیچہے سے زیادہ کیا گیا اور یہان سے بہی
عبری بولنا حضرت عیسی کا ثابت ہوا اور باب پانزدہم
ورس ۴۲ نسخہ رومیہ منطبعہ سنہ یکہزار وششصد وہفتاد ویک
اذ کان المساء لانہا کانت الاستعداد یوم الجمعۃ التی ہی قبل السبت
نسخہ سنہ ۱۸۳۱ اب جب سبت کے آگے تیاری کرنیکے دن کی شام
ہوئی* باقی سب نسخے اسی نسخہ اردو کے موافق ہین دیکہو جمعہ
کا نام کیسا گہٹایا بڑہایا گیا اسی جگہہ سے نکلتا ہے کہ جمعہ کے روز
حضرت عیسی کو صلیب دی اور اوسیدن شام کو دفن کیا اور

سب انجیلون سیکے اواخر ابواب سے [illegible] کہ اتوار کے دن صبح سے لاش قبر سے غایب تھی [illegible] صرف ایکدن اور دو رات حضرت عیسی قبر مین رہے حالانکہ انجیلون مین قول آپکا یون نقل کیا کہ شخص مصلوب تین دن اور تین رات برابر قبر مین رہیگا یہہ پیشین گوئی غلط ہو گئی اور انجیل چہارم باب اول [illegible] ۳۸ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ فقالوا له ربی الذي تاویله یا معلم نسخہ ۱۸۳۹ انہون نے اوسسے کہا اے ربی یعنی اے استاد * ایسہی سب نسخون مین ہے پس ظاہر ہے کہ خطاب کرنے مین [illegible] کوئی جو کلمہ تعظیم کا کہتا ہے اوسیکے ساتھ اوسکا ترجمہ دوسرا [illegible] نہین کرتا ہے یہہ ترجمہ راوی نے ملایا ہے اور درس ۴۱ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ قد وجدنا مسیا الذي تاویله المسیح سنہ ۱۸۱۶ ما مسیح را کہ ترجمہ ان کرسطوس ہست یافتیم سنہ ۱۸۱۹ ہمنے مسیح کو جسکا ترجمہ کرسطوس ہے پایا سنہ ۱۸۳۹ ہمنے خرستہ یعنے مسیح کو پایا * دیکھو ایک نسخے مین اصل نام مسیا کہا اور ترجمہ اوسکا مسیح سو یہہ ترجمہ تو بہلا قریب اصل لفظ کے معلوم ہوتا ہے اور دو نسخون مین اصل نام مسیح کہا اور ترجمہ اوسکا کرسطوس کیا اور ایک نسخے مین اصل نام خرستہ کہا کہ شاید معنی کرسطوس ہوا اور ترجمہ اوسکا مسیح کیا اور اردو

لغت یونانی ہے بالاتفاق ثابت ہے کہ کرسطوس معبود حقیقی یعنے
خدا کو کہتے ہین اور مسیح کا ترجمہ اسی زبان مین اللہ نہین ہے اور
نہ کرسطوس ہے معنے یونانی مین مسیح ہین پس محض موافق اپنے
عقیدے کے یہہ ترجمہ بطور تفسیر کے بالکل جہوٹہہ پیچہے سے بڑہا
دیا ہے یہان سے صاف ثابت ہوگیا کہ انجیلون مین علاوہ
از ترجمہ تفسیر ابہی لفظ ملاتے رہے ہین اور وہ تفسیر غلط بہی ہوتی رہی
ہے اسی پر قیاس کرنا چاہیے کہ احمد کا یونانی زبان مین ترجمہ
فارقلیط کیا اور پیچہے سے اسکی تفسیر غلط یعنی روح القدس کرکے بڑہا دی
متصل اور یوحنا ۱ باب ۴۲ آیت نسخہ ۱۸۱۱ء انت تدعی پطرس الذی تاویلہ
الصخرۃ ۱۸۱۶ء انت تسمی انت تا بصفا المفسر بطرس ۱۸۱۶ء انت کیفاس
کہ ترجمہ اں سنگ است انتخواہند کرد ۱۸۴۴ء تو یونا کا بیٹا شمعون ہے
تو کیفا کہلاویگا جسکا ترجمہ پتہر ۱۸۳۹ء تو یونا کا بیٹا شمعون ہے تو کیفا
یا پتر یعنے پتہر کہلائیگا * یہان اصل نام اور اصل خطاب اور اوسکے
ترجمے کا اختلاف اور ترجمے کی زیادتی تماشا کرنیکے قابل ہے نہین
معلوم ہوتا کہ اصل نام کیا تہا اور خطاب کیا دیا گیا اور ظاہر ہے
کہ خطاب کے ساتہہ اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین کوئی نہین ملا
دیتا ہے اور باب چہارم درس ۲۵ نسخہ ۱۸۱۱ء انا علم ان مسیح ۱۸۱۶ء

نہیں طابیثہا نام جسکا ترجمہ ہرنکا ہے یعنے ہرنی نسخہ سنہ ۱۸۱۶ اسمہا
طابیثہا التي ترجمتہ غزالہ * باقی نسخے اسیکے موافق ہین دیکہو کیسے
نام کے ساتہہ اوسکا ترجمہ دوسری زبان مین نہین لگا ہوتا ہے اور
ایک نسخے مین ترجمہ در ترجمہ اب بڑہایا گیا ہے اور باب سیزدہم
ورس ۸ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ الیماس ان جادوگر کہ ہمین است ترجمہ اسم
ان سنہ ۱۸۱۴ الماس یعنے جسکا ترجمہ حکیم ہے سنہ ۱۸۳۹ الماء جسکا ترجمہ
جادوگر ہے * دیکہو یہان اصل نام کی تبدیل بہی ہے اور الحاق
ترجمہ بہی اور باب اول پولوس بنام اہل قرنتس باب شانزدہم
ورس ۲۲ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ الا من لا یحب ربنا المسیح فلیکن ملعونا مارن
آثا سنہ ۱۸۱۴ اگر کسی ... خداوند را دوست ندارد محروم باد
ماران آثا سنہ ۱۸۱۴ اگر کوئی خداوند مسیح کو دوست نہین رکہتا ہے
وہ ملعون مرن آثی ہوا سنہ ۱۸۲۱ امن لا یحب الرب یسوع المسیح فلیکن
مفروزا مارن آثا اي الرب قد جاء سنہ ۱۸۳۹ اگر خداوند یسوع مسیح کو
پیار نہین کرتا تو وہ ملعون ہو خداوند آتا ہے * دیکہو مارن اثا
کا ترجمہ پیچہے سے ملایا گیا ہے * دیکہیے ملانا تفاسیر اور تراجم کا ناموں
اور عبری لفظون کے ساتہہ یونانی مترجم کا ثابت ہوا پس اب کیا
شبہہ باقی رہا اسبات مین کہ احمد کے لفظ کو بہی اوسنے ترجمہ

کر ڈالا اور اوسنے یا اوسکے بعد کسی نے تفسیر اوسکی اپنی طبیعت سے
یعنی روح القدس کی سے بڑہا دی یا دیکھنے پڑہا دینا تو یقین ہے ثابت
ہوا اور غلطی اوسکی ہم آگے چل کر انشاء اللہ تعالی ثابت کرینگے میں جانتا
ہوں کہ ایسی الحاق سے پردہ پوشی کے لیے اور جگہوں میں کردیا ہوا
ہوگا یہہ معلوم ہوتا ہے یا موسیکے ترجمے اور تفسیرین ملادی گئی ہیں
تا حسد اور عداوت پر پردہ پڑا رہے فمن اظلم ممن افتری علی اللہ
کذبا۔ **دوسرا مطلب** حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ
والسلام کے حق میں جو خبریں توریت اور انجیل سے اس کتاب
میں نقل کیجاتی ہیں تو لوگ جو میل کے طرفدار ہیں گو کہ وہ سے مطلع
نہیں ہیں از راہ ناواقفیت اور جو مطلع ہیں وہ ناواقفوں کے
سامنے ہٹ دہرمی سے کہا کرتے ہیں کہ دیکھو اگر انکی نبوت کی
خبر دینا منظور ہوتا تو جملہ خصوصیات شخصیہ جیسے قبائلیات اور
حلیہ نویسی میں لکھے جاتے ہیں شخص موعود کے حق میں بیان کیجاتی
لہذا مجھے ضرور ہوا کہ پہلے حضرت عیسی کے حق والی خبریں نقل
کروں تا معلوم ہوجاے کہ آیا خصوصیات شخصیہ عیسویہ ان خبروں
سے اچھی طرح ظاہر ہوتی ہیں یا ان خبروں سے جو میں حضرت
خاتم النبیین کے حق میں نقل کرتا ہوں خصوصیات شخصیہ آنحضرت کے

بخوبی ظاہر ہوسکتے ہین اور دونون طرح کی خبرون سے کہ جنکے
خصوصیات ذاتیہ واضح ہین اور کسیکے غیر واضح ہین یہین جانا
کہ حضرت عیسیٰ کے حق مین جو خبرین عیسائی لوگ اگلی کتابون سے
بیان کرتے ہین وہ دو قسم کی ہین ایک تو وہ جو انجیلون سے
نکلتی ہین یعنی مولفین اناجیل نے اون خبرون کیطرف اشارہ کیا ہے
دوسرے وہ کہ علاوہ اوسکے اور عیسائی لوگ نکالتے
ہین سو مین اختصاراً صرف وہی جو پہلی انجیل والے نے
طرف اشارہ کیا ہے یہان بیان کرتا ہون اوس پر اورون کو
بہی قیاس کر لینا چاہیے اسلیے کہ اوس سے زیادہ قوی تر اونکے
مطالب ہین اور پہر اونکے کوئی خبر نہین ہے باقی انجیلون مین تو وہی
خبرین مکرر ہین اور اونکے سوا جو پادری لوگ نکالا کرتے ہین سو اونکی
تو کچہہ حقیقت ہی نہین ہے ازانجملہ پہلی انجیل نسخہ ۱۸۲۹ باب دوم
ورس ششم * نبی کی معرفت سے یون لکہا گیا ہے کہ اے بیت لحم یہودیہ
کی زمین بیت لحم تو یہودیہ کے بڑے شہرون مین ہرگز چہوٹا
نہین ہے کیونکہ تجہہ مین سے ایک بادشاہ نکلیگا جو میرے اسرائیل
لوگون کو پرورش کریگا * یہہ اشارہ ہے میخانبی اور ارمیانبی کی
کتابون کیطرف اسلیے کہ میخانبی کی کتاب کے پانچوین باب مین لکہا ہے

دوم نسخہ ۱۸۳۹ اما تو ای بیت لحم افراتہ باوجود آنکہ در میان ہزاران یہودا
کوچکی لیکن از تو آنکسی برای من خواہد بر آمد کہ در اسرائیل حکومت ورزد
دیکھیے بیت لحم کے نسبت میخا فرماتے ہین کہ تو اگرچہ ہزارون شہرون
سے چھوٹا ہے اور مولف انجیل اوسکی تحریف کرتا ہے کہ نبی نے
کہا ہے کہ تو بڑے شہرون مین ہرگز چھوٹا نہین ہے اور یہ دیکھیے
کہ شخص موعود کے صرف دو وصف ایسے بتائے کہ بیت لحم سے ہر
پر صادق نہین آئے ایک بادشاہت اور دوسرے حکومت کہنا تو
حضرت عیسی پر بظاہر ان دونون باتون مین سے ایک بات بھی
صادق نہین آئی اور باطنی بادشاہت اور واعظانہ حکومت تو
ولیون کے لیے بھی ہوتی ہے پس جائز ہے کہ کسی بڑے ولی کے
پیدا ہونیکی خبر دی ہو یا کسی حاکم کی غرضکہ خصوصیات
عیسویہ کچھ بھی یہان نہین مذکور ہین ظاہرا حق بجانب یہودیون
کے ہے جو عیسائیون کی تطبیق کو صحیح نہین جانتے اور ارمیا
نبی کی کتاب کے باب بست و سوم مین ہے نسخہ ۱۸۳۱ ورس ۵
اینک ایامی میرسد خداوند میفرماید کہ برای داؤد شاخی برصدق
را بوجود می آرم و بادشاہی جلوس نمودہ بختیار خواہد گردید و عدالت
وانصاف بر زمین بظہور خواہد آمد ۶ در روزگار وی یہودا نجات

خواهد یافت و اسرائیل بسلامت خواهد زیست و نامی که بدان مسمی خواهد گردید این است که خداوند نیکوکاری ما * دیکھیے کیا ایسیہی خبر حضرت سلیمان کے حق مین بھی بئیبل مین اور کسی جگہہ مذکور ہے چنانکہ پہلی کتاب مین اخبار الایام کے بائیسوین باب مین حضرت داؤد کے نسبت خطاب خداوندی یون نقل کیا ہے نسخہ ۱۸۳۹ ء درس 4 اینک پسری برای تو بوجود خواهد آمد که او صاحب رحمت خواهد بود و من او را از تمامی دشمنان رحمت خواهم بخشید چه نام وی سلیمان خواهد بود الی قوله تخت سلطنتش را بر بنی اسرائیل تا ابد الاباد پایدار خواهم کرد * اول دیکھیے کہ یہہ پیشین گوئی بظاہر غلط ہوگئی اسلیے کہ نہ حضرت سلیمان کی سلطنت قایم رہی اور نہ اونکی اولاد کی ... دیکھیے کہ جسطرح یہان شخص موعود مسمی بہ سلیمان کے لیے سلطنت کا وعدہ ہے اوسیطرح کی سلطنت کا ارمیاہ کے قول مین شخص موعود غیر مسمی کے لیے وعدہ کیا ہے پس ظاہر مضمون مقتضی ہے کہ ویسیہی یعنے حضرت سلیمان بہا آدمی مصداق اوس خبر کا ہو جو ارمیاہ نبی نے دی نہ کہ حضرت عیسی سا کہ وے سلیمان کی سی تو کیا کچہہ بہی کسیطرح کی ظاہری سلطنت کا لازمہ نہین رکہتے تہے اور نہ اونکے لشکر بدو

بنی اسرائیل کو کچھ آرام و چین ملا بلکہ ایسی ایسی مصیبتیں پڑیں کہ
کبھی ویسی مصیبتیں کسی پر نہیں پڑی تھیں چنانچہ سیر القدسین میں فلانے عیسائی
مورخ نے لکھا ہے اور مصداق اوس قول عیسوی کا کہ آسمان
سے تارے گر پڑینگے اور بہتیرے نور ہو جاینگے اونہیں مصیبتوں کو
گردانا ہے اور یہہ مصیبتیں صرف منکرین حضرت عیسے پر نہیں پڑیں
مومنین عیسے پر بھی پڑیں اور دیکھیے کہ حضرت عیسے کا نام
حضرت مریم نے یسوع رکھا تھا اور یسوع کے معنی کسدی زبان
مین خداوند ہمکو کاری ماننے ہیں پس ظاہرا یہہ معلوم ہوتا ہے
کہ غالباً حضرت ارمیا اس مقام پر حضرت سلیمان کی تعریف کرتے
ہیں اور جن لوگوں کو حضرت سلیمان کے نسبت بیہودہ شبہے
اوسیے کہتے ہیں کہ یہہ وہی شخص ہے جسکے بیٹے کو مار ڈالا تھا کر
برای داؤد و شاخ تر صداقت بوجود می آرم الے آخرہ بالجملہ
عیسی کی ذات خاص کا کوئی پتا یہان نہیں ہے بلکہ وہ مضمون
جس سے اوسکا ہونا مصداق اس خبر کا ظاہر ہوتا ہے اور
دیکھیے کہ ارمیا نبی اوس شخص کو خدا کا موجود ساختہ فرماتے ہیں اور
تم کہتے ہو کہ خدا نے خود ہی مریم کے پیٹ میں جسم پکڑا اور موافق
انجیل بھی اوسکی تصدیق کرتا ہے یعنی مجسم ہونا خدا کا مریم کے

پیشین یہان سے قطعاً غلط ہوگیا از انجیل متی درس ۱۴ اور
۱۵ آیات و انجیل مرقس* تب وہ اوٹھکر لڑکے کو اور اوسکی ماکو
ساتھہ لیکے راتون رات مصر کو چلا گیا اور ہیرود وسکے مرنے تک وہان
رہا اسیطرح وہ جو خداوند کے نبی کی معرفت سے کہا گیا تہا کہ مین
نے اپنے بیٹے کو مصر سے بولایا پورا ہوا* یہہ اشارہ ہے ہوشیع نبی
کی کتاب کی طرف کہ اوسکے گیارہوین باب مین یون ہے نسخہ
۱۸۱۱ عیسوی درس ۱ ان اسرائیل منذ کان طفلا انا احببتہ ومن مصر دعو
اولادہ* یعنی اسرائیل جب لڑکا تہا تب سے مین اوسے پیار کرتا
ہون اور مصر سے اوسکی اولاد کو بیٹے بولایا دیکہو صریح ظاہر ہے
کہ حضرت ہوشیع اوس احسان الہی کا ذکر کرتے ہین جو حضرت موسی
کے وقت مین بنی اسرائیل کے نسبت اللہ نے کیا تہا حضرت عیسی سے
کچہہ علاقہ نہین ہے مولف انجیل محض بیجا اس خبر کو حضرت عیسی پر جماتا
مگر نسخہ ۱۸۳۱ عیسوی نے البتہ اس جگہہ ہوشیع کی کتاب مین تحریف کی
فی الجملہ مولف انجیل کی بات بہی اوس سے درست ہوسکتی ہے یعنی
وہ لکہتا ہے* چون اسرائیل طفل بود اورا دوست داشتم و
فرزند خود را از مصر طلبیدم* دیکہو دو طرح کی تحریف سے مولف
انجیل کی بات بہی ٹہیک لگ سکتا ہے ایک یہہ کہ جمع کو مفرد سے

بدل ڈالا دوسرے یہہ کہ ضمیر کو حذف کر دیا چاہئے کہ [illegible] ترجمہ
کرنا کہ فرزندانش از مصر طلبیدم مگر ہوشا ای انّ اللہ لا [illegible]
جسطرح بعضی وسناوہ بیدون کی بعضے لفظون کی تعبیت [illegible]
اردیکے اور لفظون سے ظاہر ہو جاتی ہے اسیطرح دوسرے ترجم
*
اوسی نسخے کی یہہ تحریف کہل جاتی ہے چنانکہ وہ یون ہے
بوقت طلبیدن ایشان ہمچنین از پیش دیگر روگردان شدند و برا
بتعلیم ذبایح کذرانیدند و برای اشکال تراشیده لوبان سوختند*
دیکہو یہان ضمیر غایب کی جمع واقع ہوئی ہے اوسکے افراد سے
مترجم کو غفلت ہوگئی اور بعد اوسکے دیکہیے کہ باتفاق
علیسائیہ ثابت ہے کہ بنی اسرائیل اگرچہ بعد حضرت موسیٰ
مرتد اور بت پرست ہو ہوگئے اور بعل کی پرستش کرنے لگے [illegible] حضرت
عیسے کے زمانے سے کئی سو برس پہلے جو بت پرستی سے وے
تائب ہوئے تو پہر اوسمین نہین مبتلا ہوئے پس حضرت ہوشیع
اونہین اسرائیلیونکا حال بیان کرتے این کچہہ آئندہ کی خبر نہین دیتے
این مگر چونکہ مولف انجیل یعنی ملانے والا روایات کا انجیل عیسوی
کے پہلے طبقے والا وہ ظاہرا نقلہ علمای حقانی ہی نہین تہے بلکہ
اسی قسم کے لوگون مین معلوم ہوتا ہے جیسے ہمارے یہان کہتہ ملا

... ہوئے ... ہیے کچھ آگے پیچھے آیا خبر نہیں جس مضمون کو چاہا لکھدیا
کہہ ... کے حق میں ہے کہ روح القدس ایسی غلط بات
لکھنے کو نہیں کہتا ہے انہ الجملہ ... کے اوسی دوسرے
... کا ورس سترہواں یہہ ہے * تب وہ جو یرمیاہ نبی نے کہا تھا
پورا ہوا کہ راماہ مین زاری اور رونے اور پیٹنے کی ایک آواز سنی گئی
ہے کہ راحیل اپنے لڑکے کے واسطے روتی ہے اور تسلی نہین پاتی
اس لئے کہ وے نہین ہین * حضرت مریم موافق اپنی خواب کے
حضرت عیسی کو لیکر مصر مین چلی گئی نہین اسلئے کہ ہیرودوس
بادشاہ ظالم فرعون کے طرح اطفال نوزائیدہ کو قتل کرتا تھا سو
مولف انجیل ارمیاہ کی خبر کو اسی واقعہ پر جانتا ہے حالانکہ یہہ اوسکا
سمجھنا محض غلط ہے کیونکہ ارمیاہ کی کتاب کے اکتیسوین باب کے پندرہوین
درس مین جو لکھا ہے اسطرح پر نسخہ ۱۸۳۹ء آواز ہے در رامہ شنیدہ شد
زاری وگریہ سوزناک بود کہ راحیل بر فرزندان خود می گریست
و از تسلی دربارہ فرزندان کنارہ می جست چرا کہ ناپدید شدہ بودند
اوسی زمانے یعنی ارمیاہ نبی کے زمانے کا واقعہ ہے کہ بخت نصر
نے ... بنی اسرائیل کو کہ اکثر اونمین حضرت راحیل زوجہ یعقوب
کی اولاد سے تہے بدون قتل کرتا تہا کچھ آئندہ واقع ہونیوالا نہ تہا

اشارہ بہی نہین ہے مولف اکہا ایجہی سمجہا سو یہ فہمی اور کم علمی کے سبب سے
اس خبر کو واقعہ ہیرودوس پر بتاتا ہے اور ایک فایدہ یہان یہہ ظاہر
ارمیا کے کلام اور ہدایت انجیل سے کے تصدیق سے ظاہر ہوا کہ اموات
کو اپنی اولاد کا حال معلوم ہوا کرتا ہے اور اوس سے لیے متاثر
ہوا کرتے ہین حالانکہ اس زمانے کے عیسائی لوگ اس بات سے
منکر ہین جیسے ہمارے یہان کے دہابیہ اور انجیل وہی انجیل کی
باب دوسری آیت ۲۳ اور ایک شہر مین جسکا نام ناصرہ تہا آکے رہا اسیطرح
جو نبیون کی معرفت کہا گیا تہا کہ وہ ناصری کہلا ئیگا پورا ہو
بہت سے یہہ مضمون یعنی کسی شخص موعود کا ناصری کہلایا جانا
پہلے کسی رسالے مین نہین پایا اور یہودی عالم سے یہہ مسئلہ
مشہور ہوا ہے اور کوئی عیسائی جس سے مین نے پوچھا نہ بتا سکا
سبحان اللہ روح القدس کیا جہوٹی باتین بتایا کرتی ہے اور اگر یہہ
کہیے کہ شاید کسی نے زبانی کہا ہو تو ہم یہہ کہتے ہین کہ تمہارے لوگ
جو کہتے ہین کہ انجیل مین اسطرح کی خبرونکا نشان جو لکہا گیا ہے تو
صرف مخالفین کے الزام کے لیے لکہا گیا پس ہرگاہ کہ اوسکا کہین
پتا نہین چلتا تو الزام کیونکر ہوگا اور ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ شاید
جیسے تہارے واسطے کہہ گئے ہین کہ فلانا شخص جو بات کہے اوسے

مسیح جانتے نہیں چاہیے کہ ہم سے اونکی سند نہ پوچھو اسلیے کہ احتمال ہے
کہ ہم سچے ہوں بلکہ یہ صرف احتمال سے کچھ کام نہیں نکلتا اثبات میں
سند درکار ہے **از انجملہ** اوس انجیل کے باب سیوم میں حضرت
یحیی علیہ السلام کا ذکر اور اونکا خبر دینا حضرت عیسی کی حقیقت کا بیان
کرکے حضرت یحیی کے طرف اشارہ کرکے لکھتا ہے ورس ۳
یہہ وہ شخص ہے جسکا ذکر اشعیا نبی نے کیا کہ بیابان میں ایک پکارنے
والے کی آواز ہے کہ تم خدا کی راہ بناؤ اور اوسکی سڑکیں سیدھی کرو
یعنی کہ وہ خدا کی راہ یہی عیسی کی شریعت ہے سو یہہ جملہ
یعنی بیابان میں الی آخرہ بیشک حضرت اشعیا کی کتاب کے
چالیسویں باب کا تیسرا ورس ہے مگر اسکو انجیل والا محض بے وجہ
حضرت یحیی کے حق میں قرار دیتا ہے اشعیا کی کتاب میں اس مقام
پر کچھ ذرہ بھی اشارہ ایسا نہیں ہے جس سے حضرت یحیی بوجھے
جاتے ہوویں ہرگز بلکہ اونکی ذات خاص کا پتا نہیں ہے تو ہم کہتے
ہیں کہ اشعیا نبی کی یہہ خبر حضرت عیسی کے نسبت ہے کہ وہ ہمارے
پیغمبر یا خبر سبکو سنانے تھے اور بیابان میں وہ منادی دینا انہیں کا
مراد ہے **از انجملہ** وہی انجیل باب چہارم ورس ۱۲ تا ۱۶ از آنجا
جو اشعیا نبی کی معرفت سے کہا گیا تھا پورا ہو کہ زبولون اور نفتالی

نہیں صادق آتا ہے اور حضرت اشعیا کے زمانے سے ہے اتنک
ہمیشہ ہوتے رہے اور آپ ہی انبیا مثل زکریا وغیرہ کے صاحب شفاعت
ہوتے رہے ہیں پس پیغمبر اشبہ یہ ہے کہ یہ کلام عیسائیوں کے
قبول کے لائق نہیں ہے حضرت عیسی پر کسیطرح صادق نہیں آتا
اسواسطے کہ اوسمیں ہے کہ خداوند بدل شکنی او راضی شد واو را
مبتلا ساخت اور عیسائی لوگ کہتے ہیں کہ خدا خود ہی اپنے بندوں کے
واسطے ملعون ہوا اور تین دن دوزخ میں رہا اور اوسمیں ہے
کہ خادم نیکوکار ہے یہ بات بھی حضرت عیسی پر صادق نہیں آتی
اسواسطے کہ وہ تو خود ہی خدا ہے مجسم ہے اور حضرت اشعیا کے خادم
نہیں ہے اور اوسمیں لکھا ہے کہ خداوند نخست ہمگی ما را بر او نہاد
اور عیسائی کہتے ہیں کہ خدا خود ہی ہمارے لوگوں کے گناہ اوٹھانے
کے لیے مجسم ہوکر ملعون ہوا از انجملہ انجیل متی کے بارہویں
باب کے ورس ۱۷ میں جو اشعیا نبی کے کلام کی طرف اشارہ
کیا وہ کلام حضرت عیسی پر ہرگز صادق نہیں آتا بلکہ صرف ہمارے
نبی پر صادق آتا ہے اسطرح پر کہ صاحب انصاف کو چارہ
نہیں ہے اوسکے تسلیم سے چنانکہ آگے ہم تحریر کرینگے از انجملہ
باب سیزدہم ورس ۳۵ و ۳۴ متی اوس میں ہے وہ باتیں جو شروع سے معرفت

کہی گئی کہ مین تمثیلون مین بات کہونگا اور باتون چہپی [illegible]

پوشیدہ مین ظاہر کرونگا [illegible] * یہہ اشارہ ہے حضرت

داؤد کے کلام کے طرف جو زبور ہفتاد و ہشتم مین ہے آیت ۱ و ۲ اور یہ

ای قوم من شریعت مرا بشنوید و سخنان دہانم را گوش دہید دہن

خود را بہ تمثیل خواہم کشاد و معماہای قدیم را بر زبان خواہم آورد *

دیکہو اس کلام کو حضرت عیسے سے کیا علاقہ ہے [illegible] حضرت

داؤد اپنے حق مین کہتے ہین اور نہین تو [illegible]

ہوتا ہے صادق آئیگا بلکہ ہمارے پیغمبر صلعم پر زیادہ اسلیے کہ بہت

سی باتین جو موندی چلی آئی تہین وے آپکے عہد مین کہلین

حضرت مولوی روم کہ جنکی جلالت شان کا ثبوت محتاج بیان

کی جلالت شان کے ثبوت سے ازروی قاعدہ ثبوت سمعیات اور

تجربیات کے زیادہ ہے فرماتے ہین سو قفلہا کہ انبیا بگذاشتند

آن بدین احمدی بر داشتند قفلہای ناکشودہ ماندہ بود [illegible]

از کف انا فتحنا بر کشود * از انجملہ وہی انجیل کے ۲۱ وین باب مین

حضرت عیسی کا اورشلیم مین داخل ہونا بسواری [illegible]

کر کہتا ہے تم جو نبی [illegible] کے معرفت کہا گیا سو پورا ہوا * یہہ اشارہ

شعیا کے کلام کے طرف اور وہ یہہ ہے باب ۶۲ درس ۱۱ نسخہ

دختر [illegible] صیہون را بگوئید کہ اینک [illegible] نجات دہندہ تو میرسد اینک
جزای او با وی و مکافات او پیش وی است [illegible] و ایشان قوم
مقدس و بازخریدہ خداوند خواندہ خواہند شد [illegible] مطلوبہ و شہر نا متروکہ
[illegible] خواہی گشت * دختر صیہون سے بالاتفاق اورشلیم کی ہیکل
[illegible] حضرت سلیمان نے بنایا تہا یعنی بیت المقدس مراد ہے دیکہو
اوس ہیکل کی [illegible] حضرت عیسی کے تہوڑے دنون کے بعد قیصر کے
ہاتہ سے [illegible] عیسائیت پہیلنے سے ہوئی اور عیسائیون نے
اوس ہیکل کو بالکل متروک کیا اور حضرت عیسی [illegible] وسے کو سیں
گئے تہیں اوسکے نسبت تو کسیطرح یہہ بات صادق نہین آتی کہ
اسکے جہت سے وہ نامتروکہ ہوگئی ہو پس یہہ خبر آنحضرت
پر کیونکر منطبق ہو گی بلکہ اوسپر ہو گی جسکے وقت سے پہر اوس مقام
کی کچہہ خرابی نہوئی بلکہ سارے جہان مین اوسکی تعظیم اور بزرگی
مشہور ہوئی اور اسیطرح ذکریا کی کتاب کے نوین باب مین بلاد
اسرائیلہ کی خرابی اور فلسطینیون کی سربلندی کے محو ہونے کی خبر
دیکر کہتا ہے ورس ۹ ۱۸۳۹ اے دختر صیہون بسیار خوشحال
شو اے دختر اورشلیم نعرہ زن اینک بادشاہ تو نزد تو می آید عادل
و نجات دہندہ فروتن بر الاغ بلکہ بر کرہ الاغ سوار شدہ * دیکہو

ساری باب بلا واسطہ اشعیاہ نبی کی پیشین گوئی ہے کے بیان ہیں جو پیشین گوئی ہم
اوس شخص کے حق میں ہے جسکے وقت میں ملک مغلوب ہوا اور وہ
شخص بادشاہ بھی ہوا اور عین بادشاہی میں کمال فروتنی سے پیش آتا
یہہ باتین جیسی کہ حضرت عمر خلیفہ ثانی پر صادق آتی ہین حضرت عیسے پر
صادق نہین آتین نہ اور کسی پر اسواسطے کہ حضرت عیسے بادشاہ
وہانکی نہین ہوئے تھے اور باطنی بادشاہت تو ذکر اور یحیی سب کو
بھی تھی اور قیاصرہ وغیرہ اوس زمانے مین جب پر حکومت تھے نہ یہود کی
نہ عیسائیون اور روم ساری بت پرست تھے سو یہ لیکن جب وہ نصرانی ہوئے تو
فروتن نہین تھے بلکہ اوسی تجمل بادشاہانہ کے ساتھہ رہا کرتے تھے
بخلاف حضرت عمر کے کہ شام اور بیت المقدس اونکے ہاتون سے مغلوب بھی ہوا اور
اورشلیم اونہین کے جانے پر فتح ہوا اور آپ بادشاہ بھی تھے
اور بادشاہت کے زمانے مین آنحضرت کی گذران درویشانہ اور
فروتنی سے ایسی ثابت ہے کہ آپکے دشمن لوگ بھی قایل ہین

ازانجملہ باب بست ہفتم مین یہودا حواری کا ارتداد اور گرفتار
کروا کر حضرت عیسی کو تیس روپئے کا لینا اور اوسکے بعد ان روپئے کو
پھینک کر مر جانا اور اون روپیون کا کمہار سے ایک قطعہ زمین
بنی اسرائیل کا مول لینا لکھہ کر ورس نہم مین جو یرمیا نبی کی کتاب سے

طرف اشارہ ہے دہ اوسمین ہی نہین یہہ غلطی سیکڑون برس سے
برابر چلی آتی ہے تا ان مگر وہ بات ذکریا کی ۱۱ باب کی بارہوین بات مین
ہے اسطرح پر ۱۲۳ ورس ۱۳ و اینشا غرا گفتم کہ اگر شمار ا پسند آید قیمت
مرا بمن بدہید والا خیر پس قیمت من سی پارہ نقرہ سنجیدند ۱۳ وخداوند مرا
فرمود کہ انرا پیش کوزہ گر بافگن ان بہای گران کہ نسبت بمن مقرر کردند
وسی پارہ نقرہ را گرفتہ در خانہ خداوند پیش کوزہ گر انداختم * دیکہو تہا
کچہہ ہی پتا حضرت عیسیٰ کا نہین نکلتا اور نہ یہہ خبر واقعہ ہوئی کی
مطابق ہوتی ہے اسلیئے کہ نہین معلوم کہ یہہ کون کہتا ہے کہ خداوند
مرا فرمود کہ انرا پیش کوزہ گر بافگن الی قولہ پیش کوزہ گر انداختم
ظاہرا یہہ معلوم ہوتا ہے کہ اوس روپئے کے لینے والے بزرگ لوگ
ہون نہ کہ کفار **ازانجملہ** پہلی انجیل کے پہلے باب مین ہے ۲۲ سے
ورس ۲۳ تک اسطرح کہ یہہ سب اسلیئے ہوا کہ جو کچہہ خداوند نے نبی کی معرفت سے کہا تہا پورا
ہووے ۲۳ دیکہو ایک کنواری حاملہ ہوگی اور ایک بیٹا جنیگی اور
اوسکا نام عمانوئیل رکہا جائیگا جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ ہمارے ساتہہ
ہے خدا * یہہ اشارہ اشعیا نبی کی کتاب کے ساتوین باب کے درس
دوازدہم کی طرف ہے حالانکہ اوس کتاب مین جو لفظ جسکا ترجمہ
عذرا یا کنواری ہے اوسکے معنی مطلق جوان عورت کے ہین اور بیزرا

کرکے ترجمہ محض جہوٹہہ ہے ایک مرتبہ ایک عالم یہودی نے ایک عیسائی
کے ساتہہ گفتگو مین یہ سنا وہ کہتا تہا کہ وہ لفظ جسکے معنی
اپنی طرف سے عزرا یعنی کنواری ٹہرا لیے ہین وہ اور جگہہ بہی بایبل
مین واقع ہے وہان تو کنواری کے معنی تمہارے نزدیک بہی نہین
ہین مگر مین اوس کے پیچہے کو بہول گیا اتنا یاد ہے کہ عیسائی نے اوس
جواب مین کہا تہا کہ اوس مقام مین اگرچہ کنواری کے معنی نہین ہین مگر
یہان بیشک کنواری کے معنی ہین ورنہ پیشین گوئی نہ ٹہرے یہودی نے
کہا اوس لفظ کے ہرگاہ لغت مین یہہ معنی نہین ہین بلکہ وہ الفاظ عام ہے
کنواری اور غیر کنواری اور عفیفہ اور غیر عفیفہ سے تو کیا وجہ کہ ہم اوسکے معنی
کنواری کے لین مگر بنظر اسکے کہ حضرت اشعیا نے کسی کے حق مین یہہ حکم
ناطق دیا ہے سو وہ معجزہ گنا جاتا ہے اسواسطے کہ جو تیری عورتین نہین
جنتی ہین یا جنتی ہین تو بیٹی جنتی ہین نہ بیٹا غرض اس گفتگو سے اتنا معلوم
ہوا کہ اوس لفظ کی تعمیم کو بنظر لغوی معنون کے اوس عیسائی نے بہی
قبول کیا اور اگر وہ جہوٹہا ترجمہ بہی مانا جاے تو بہی آپ لوگون کے
روایتونکی بہت سے حضرت مسیح پر صادق نہین
ہین ایک یہہ کہ پہلی انجیل کے پہلے باب مین یون لکہا ہے ۱۸ و ۳۹ اور
یسوع مسیح کی پیدائش اسطرح ہوئی کہ جب اوسکی ماں مریم یوسف سے

منسوب ہوئی اس سے پہلے کہ وے ہم بستر ہوویں وہ روح
القدس سے حاملہ پائی گئی * اگر منسوب سے اس زمانے کی
رسم کے موافق منگنی مراد ہے تو چاہئے تھا کہ راوی یوں کہتا کہ
قبل اوسکے کہ اونہیں انعقاد نکاح کا ہووے روح القدس سے حاملہ پائی
گئی ہم بستری یا دفع وصل قبل نکاح کے یعنی چہ اور اگر نکاح مراد ہے تو
کنوارپن [illegible] کے معنے میں بالکل شبہہ پڑ گیا دوسرے یہہ کہ درس نوزدہم
میں ہے * تب اوسکے شوہر یوسف نے جو نیک مرد تھا اوسکی رسوائی
نہ چاہ کر ارادہ کیا کہ اوسے چھوڑ دیوے * قبل نکاح کے چھوڑ دینے
کے کیا معنی ہیں اور وہ شوہر کیوں کہلایا تیسرے یہہ کہ اوسکے
بعد بدون ذکر نکاح کے لکھا ہے کہ یوسف مریم کو ساتھ لیے پھرا
کیا اگر صرف منگنی تھی تو نامحرم کے ساتھ زن و شوہر کی طرح
پھرنا یعنی چوتھے یہہ کہ اوس زمانے سے اب تک یہودی لوگ کہتے
چلے آتے ہیں کہ حضرت عیسے یوسف نجار سے پیدا ہوئے چنانچہ پہلی
انجیل کے مولف نے باب سیزدہم درس پنجاہ و پنجم میں قول یہودیوں کا
نقل کیا ہے پانچویں یہہ کہ حضرت عیسے کا نام کسی قوم کے نزدیک
عمانوئیل نہیں ہے چنانچہ یہودی سابق الذکر منجملہ اپنی حجتوں کے
یہہ بھی کہتا تھا پنجتیں یہہ کہ خدا ابا ما است یہہ تو حضرت عیسی نے

کسی نام کا ترجمہ نہیں ہے اور دیکھو کہ یوحنا نبی سے ہی نام کا ترجمہ کرنا ثابت
ہوا سو اسلیے کہ جو کوئی کسیے کا کچھہ نام رکھتا ہے تو اوسکے ساتھہ
اوسی نام میں ترجمہ داخل نہیں کرتا سو تو یہہ کہ حضرت عیسے
نے کہیں یہہ دعوا نہیں کیا کہ میں بن باپ پیدا ہوا ہوں اور نہ یہہ
کہ میرا نام عمانوئیل بھی ہے پس بوجوہ سبعہ مذکورہ یہہ خبر کسیطرح
حضرت عیسے پر صادق نہیں آتی اور سوای اسکے ہم یہہ کہتے ہیں کہ
یہہ خبر ایسی قابل نہیں ہے کہ تم دوسروں کو اوسپر استدلال کرنیکے الزام
دینے سکو سو اسواسطے کہ بڑی بزرگی اس خبر سے شخص موعود کی یہہ ثابت ہوتی
ہے کہ وہ شخص عذرا سے پیدا ہوگا اور عذرائیت عذرا کی امر مخفی اور پوشیدہ
غیر محسوس ہے تجھ بنسبت دشمنوں کے اور سوای عذرا
عذرا کے اور کوئی یا حضرت عیسے کی ذات خاص کا اس خبر
میں ابتک تو نہیں لکھا گیا

آمدم برسر مطلب

جس طرحکی خبر انکو انجیل کے تالیف کرنے والوں نے بیچ حضرت
عیسے کے کلام کے آگے پیچھے بیچ میں اگلی کتابوں سے نکال نکال کر
لکھیں ہیں اور اوسکا پتا دیا ہے اگر ہم حضرت خاتم النبیین کے
واسطے نکالیں تو ساری بیبل کی اچھی باتوں کو حضرت خاتم النبیین
پر ہم جما سکتے ہیں بلکہ انجیل کی روایتوں سے بہ اعتبار مطلب میں توجیہ

ہمارے سب لیے بیبل مین موجود ہین اگر ہم سبکو لکھین تو کتاب بڑہ جاوے
اوسکا نمونہ چاہیے تو براہین ساباطیہ اور صولت الضیغم اور کتاب
مرغوب مین دیکھہ لیجے مگر سات خبرین لکھتا ہون ایسی کہ انجیل کے
تالیف کرنے والون کی روایتون سے دربابِ اونکے صادق آنیکے
حضرت عیسے پر بمراتب زیادہ دلالت واضحہ رکھتی ہین حضرت
خاتم النبیین کی حقیت پر پس امیدوار انصاف کا ہون کہ جسطرح
بعضے ایک کیا حکام عدالت کے متخاصمین کی تقریرون کو میزان عقل
مین تولتے ہین اور بعد ہر قانون اور عقل کی راہ سے تنقیح پاتے
ہین اوسکے موافق حکم دیتے ہین اوسی طرح عقل کی ہی میزان میں ایکطرف
ا[illegible] خبرونکو جو انجیل والون نے حضرت عیسے پر لگائی ہین
اور دوسرے طرف اون کو جو میں حضرت خاتم النبیین کے
حق مین بیان کرتا ہون رکھہ کر تول لیوے دیکھیے کس کا پلہ بھاری
ہے سے آشنا نہ کو شانہ نے ہلا دیکھہ قدمین ہمین کچھہ بلند ہو نگے

قد قال اللہ تعالی اَوَلَم تَاتِہِم بَیِّنَۃُ مَا فِی الصُّحُفِ الاُولی و ایضاً قال جل شانہ
یجدونہ مکتوباً عندہم فی التوریۃ والانجیل

خبر اول

کتاب استثنا کی دسوین باب کے بارہوین ورس سے حضرت
موسی کا خطاب یون نقل کیا ہے ۴۵ ۱۵ اور س ۱۳ اے بنی اسرائیل

یہوواہ تیرا خدا تجھہ سے کیا چاہتا ہے فقط یہی کہ تو یہوواہ اپنے خدا سے
ترسان رہے اور اوسکی سب راہون پر چلے * بعد اوسکے حضرت
موسی کا کلام اسرائیل سے یعنی بنی اسرائیل سے ساتھہ درباب
بیان احکام الہی جو اگے ہو چکے تہے اور پند و وعظ نقل کیا ہے یہان
تک کہ اٹھارہوین باب مین لکھا ہے کہ حضرت موسی نے خدا کا کلام
یون نقل کیا ہے باب ۱۸ درس ۱۷ اور یہوواہ نے مجھے کہا کہ انہون نے
جو کچھہ کہا سو اچھا کہا ۱۸ مین اونکے لیے اونکے بھائیون مین سے تجھہ سا
ایک نبی قایم کرونگا اور اپنا کلام اوسکے موہہ مین ڈالونگا اور جو کچھہ
مین اوسے فرماونگا وہ وہی کہیگا ۱۹ اور ایسا ہوگا کہ جو کوئی
میری ان باتون کو جو وہ میرا نام لیکر کہیگا نہ سنیگا تو مین اوس سے
مطالبہ کرونگا ۲۰ لیکن وہ نبی جو ایسی گستاخی کرے کہ
جو بات کہنے کا مین نے اوسے حکم نہین دیا میرے نام سے کہے یا اور معبودون کے
نام سے کہے تو وہ نبی قتل کیا جاے نسخہ قدیمہ باب ۱۸ درس ۱۸
سوف اقیم لہم نبیا مثلک من بین اخوتہم واجعل کلامی فی فیہ الخ
* یاد رکہو کہ یہہ سخن قال اللہ مین داخل ہے یعنی قال وحی کے
یہودی لوگ کہتے ہین کہ جتنے انبیا بعد حضرت موسی علیہ السلام
کے گذر چکے ہین بنی اسرائیل مین اونمین سے کوئی نبی مصداق

اس خبر کا نہین ہے اس لیے مشکل ہوئی ہے کوئی نہین ہے اور
موسی سے افضل ہے اور آپ لوگونکا نظر چوتھی انجیل کے
پانچوین باب کے اخیر کی عبارت کے یہہ دعوا ہے کہ یہہ خبر حضرت عیسے
علیہ السلام کے حق مین ہے اور بنظر آیہ کریمہ یجدونہ مکتوبا عندہم
فی التوریتہ کے ہم لوگون کا یہہ دعوی ہے کہ یہہ خبر محمد مصطفے صلی اللہ
علیہ وسلم کے حق مین ہے سو مین آپ اپنے دعوی کی وجہ ثبوت
گذرانتا ہون اگر آپ کے پاس ہو کوئی وجہ ثبوت اپنے دعوی کی
ایسی جو ہمارے وجہ ثبوت سے افادہ مطلب مین بڑہکر ہو تو گذرانئے
قولہ بیان اون وجوہات کے پہلے اپنے دعوی کرنیکا وجہ یہہ
بیان کرتا ہون یجدونہ مکتوبا عندہم فی التوریتہ کا حضرت
خاتم النبیین کے زبان مبارک سے نکلنا اور دوسری اوس ضابطہ
عقلیہ کے جو سمعیات مین درکار ہے ایسا ثابت ہے کہ کسی مخالف
کو بہی انکار کی جگہہ نہین ہے اور چوتھی انجیل کے پانچوین باب کے
اخیر کے ورسس مین جو لکہا ہے اوسکے اوس طرحکے ثبوت مین
شک وہ حضرت عیسے کا قول ہے بنظر استفسارات سابقہ کی جو
انجیل کی رواتیون کے حال مین ہم لکہہ آئے ہین بالکل شک ہے
یہہ تو ہمارے اصول کے موافق وجہ ترجیح کی ہوئی اور آپکے

اصول کے موافق تو بالکل ہمارے ہی دعوی کو یہان ترجیح ہے اسواسطے

کہ یہہ جو کہا ہے و نہ تکتو یا عند ہم فی التورت سو صاحب معجزات نے

خدا کے کلام کی تبلیغ کی ہے الابہ جو ہے انجیل کے پانچوین باب کے

آخر والے دو رسون مین حضرت عیسی کا یہہ اظہار نہین لکہا کہ انہون

نے کہا ہو کہ خدا یون فرماتا ہے کہ تیری خبر موسی نے دی ہے

بلکہ اتنا ہی کہا کہ میرے واسطے موسی نے کہا ہے تو بموجب

آپ کے اوس اصول کے جس اصول کی راہ سے حضرت ہارون

کی نسبت گوسالہ کو خدا کہنا درست سمجہا گیا ہے جایز ہے کہ

حضرت عیسی نے بہی اپنے تئین مصداق خبر موسوی ناحق فرمایا

العیاذ باللہ لیکن ذلک متعہد اہم کہتے ہین کہ اگر حضرت نے کہا ہو

تو اور کسی نبی کا نام کہا ہو کا موسی کا لفظ کاتبون کی سہو سے

لکہا گیا یا یہہ مراد ہو گی موسی نے زبانی کہا ہے یہہ تو وجہ ترجیح

حقیت کی ہمارے دعوی کے لیے ہوئی اب ادسکی وجہ ثبوت کی

لیجیے **وجہ اول** کتاب پیدایش کے سولہوین باب مین خدا

کا خطاب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے بنی اسمعیل کے

حق مین یون لکہا ہے آیت ۱۲ وہ اپنے سب بہائیون کے سامنے

بودوباش کریگا آیت ۱۱ حضرت جمیع اخوندیسکن * اور اوس خبر کی

تصدیق ہوتی ہے اوسی کتاب کے پچیسوین باب کے اٹھارہوین
درس مین بنی اسمعیل کے حق مین لکھا ہے ۱۸ اقام بحضرة
جمیع اخوتہ ۲۵ ۱۸ اسکو ذلت سب بہائیون کے سامنے مرگیا
* بلفظ اخوۃ اور بہائیون سے اس جگہہ بالاتفاق بنی عیص اور بنی اسرائیل
مراد ہین لیس اسہ گاہ توریت مین دو جگہہ بنی اسمعیل کے بہائیون
بنو [illegible] اور بنی اسرائیل مراد ہوئے سو اوسی پر جس جگہہ بنی
اسرائیل کے ساتھ بہائیون کا لفظ بولا گیا ہے وہان بنی
عیص اور بنی اسمعیل مراد ہونگے چنانچہ ظاہر کلام اسپر [illegible]
دلالت کرتا ہے اور جو کوئی خلاف ظاہر دعوی کرے اوسکا [illegible]
اوسکے ذمے ہے جب یہہ بات ٹہر چکی تب ہم کہتے ہین کہ بلفظ
[illegible] بہائیون کے جو حضرت اسحق نے اپنے آخر وقت اپنے دونون
بیٹون اپنی عیص اور اسرائیل کے حق مین کی اور بہی از روے
تواریخ کے بالاتفاق موسائیون اور عیسائیون اور محمدیون کے
ثابت ہے کہ خالص بنی عیص مین کوئی صاحب نبوت نہین ہوا
رہ گئے بنی اسماعیل اونمین بطور اجماع مرکب مصداق اس
خبر کا کوئی نہین مگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر بنی
اسرائیل مراد ہون تو حضرت عیسی کی خصوصیت نہ رہیگی

کہ بعد حضرت موسی کے بہتیرے انبیا بنی اسرائیل مین گذرے ہین

وجہ دوم انبیاء بنی اسرائیل بیشک کہ حضرت موسی کے بعد
اونکے سب کے اجداد حضرت موسی کے لشکر مین موجود تھے اور ضمیر ہم
جو ورس ہیجدہم مین واقع ہے یعنی ہم یا اونکی وہ راجع ہے
سب کی طرف اور یہ سبکے سب اوس ضمیر کے مرجع واقع ہوئے
ہین سو اگر خدا کو کسی اسرائیلی نبی کی خبر دینی منظور ہوتی تو منہم یا منا
ولہم یعنی اونمین سے یا اونکی اولاد مین سے فرماتا نہ یہ کہ ایک لفظ
بیچ سے بڑھا یا یعنی اخوتہم کا کہ وہ لفظ باواز بلند پکارتا ہے
کہ اوس نبی موعود کو علاقہ صلبی یا بطنی اون لوگوں سے جو ساتھ تھے نہیں
جمع غایب کے مرجع واقع مین نہوگا ورنہ وہ لفظ بیکار اور لغو ہوا
جاتا ہے چنانچہ اسی وجہ کے ضعیف کرنے کے لیے
بعضے لیشے ترجمہ مین من بین اخوتہم کی جگہ جو نسخہ قدیمہ ارمانوسیہ مین
واقع ہے من بعض اخوتک لکھ دیا ہے اور سترہ ورس ہفتدہم سے پیشتر
اوسی باب مین جو حضرت موسی کا قول بنی اسرائیل کے خطاب
مین نقل کیا ہے سو یون لکھا ورس ۱۵ خدا تیرے ہی درمیان
تیرے ہی بھائیون مین سے تیرے مانند ایک پیغمبر قایم کریگا *
دیکھو تیرے ہی درمیان سے کا لفظ بیچ سے بڑھا دیا گیا ہے

[illegible] اوسکے پیچھے سے بڑھا دینے کی تین دلیلین ہین ایک یہہ کہ دوستون
سے کے تیرہوین درس سے نکلا جہان کلمہ خطاب کا حضرت موسی سے
ا بالاتفاق از روی تفسیر سموی یہہ کہ بنی اسرائیل مراد ہین اور مخاطب
اون خطابات کا سارا گروہ بنی اسرائیل کا ہے بالاتفاق نہ ایک
وہ شخص مخصوص پس ہرگاہ تیرے ہی درمیان سے کے مخاطب مجموع قوم
اسرائیل ہی ہوئی تو پھر تیرے ہی بھائیون مین سے کی عبارت محض
لغو اور [illegible] اور بے معنی ہو جائیگی حالانکہ تیرے ہی بھائیون سے
کا لفظ اوس جگہہ بہی ہے سو وہی صحیح ہے اور تیرے درمیان سے
کا لفظ پیچھے سے بڑھا دیا گیا ہے اور دوسری دلیل یہہ ہے کہ
جو خود حضرت موسی نے اپنے اوس قول کے استدلال مین خدا
[illegible] نقل کیا اوسمین تیرے ہی درمیان سے کا لفظ نہین ہے جو
قال اللہ کے قال موسی تم کہو تو کہو ہم نہین کہہ سکتے ہین اور تیسری
دلیل یہہ ہے کہ حوارئین عیسی نے جہان اس کلام کو نقل کیا ہے
وہان یہہ جملہ یعنی کہ تیرے ہی درمیان سے نہین ہے چنانکہ آگے بیان
کرینگے اور اگر کہیے کہ ملانے والے نے بالکل کیون نہ بدل ڈالا یہہ
بات تو جتنی باتین حذف اور تبدیل کی ہم اوپر لکھ آئے ہین سب مین
لگ سکتی ہے حالانکہ وہانکی تبدیلین ہم ثابت کر چکے اصل حقیقت

کیا جاویگا اگر اس مواخذے سے مواخذہ انکو یعنی انکا جہنم مین جانا
یا دنیا مین عقوبت میں گرفتار ہونا مراد لیا جاوے تو وہی قباحت
لازم آویگی جو آنکہ نبی خاص کے حق مین گو ربے ہونے کی صفت
لگانے مین لازم آتی ہے اسلیے کہ بالاتفاق ثابت ہے کہ
جس پیغمبر خدا کی بات جو کوئی نہ سنیگا اوس سے مواخذہ انکو نہیں
کیا جاویگا خواہ دنیا مین خواہ آخرت مین خواہ دونو جگہہ اور جب
ایک نبی خاص کی صفت مین ایسا لفظ کہا تو معلوم ہوا کہ معاذ اللہ
اور انبیاؤن کا سخن چاہیے کوئی سنے چاہے نسنے کچھہ اوس کا
مواخذہ نہوگا حالانکہ یہہ بالاتفاق باطل ہے سو ایسا کلام جو کہ مفید
امر باطل ہو عموماً عقلا کے کلام مین نہین ہوتا ہے چہ جاےکہ حکما کے
کلام مین ایسا سخن ہونا محال ہے پس ہرگاہ مواخذہ انکو نہین مراد
نہین ہو سکتا تو مراد نہوگا مگر مواخذہ شرعی یعنی اوس نبی کی
شریعت مین یہہ ہی ہوگا کہ جو شریعت کی باتون سے انحراف
اور سرکشی کرےگا تو اوسکو قاضی سزا دیگا اور حدود و قصاص جاری
کریگا اور یہہ بات حضرت عیسیٰ پر صادق نہین آتی بلکہ اونہین کے
کلام سے یہہ بات نکلتی ہے کہ یہہ منصب نبی آخر الزمان کا ہے
چنانکہ چوتہی انجیل کے بارہوین باب مین قول آنحضرت کا یہہ ہے:

۳۹ سنا اور میں نے ۴۷ اور اگر کوئی شخص میری باتین سنے اور ایمان نہ لاوے
تو مین اوسپر سزا کا حکم نہین دیتا کیونکہ مین دنیا پر سزا کا حکم دینے نہین
آیا ہون ۴۸ جو مجھے حقیر جانتا ہے اور میری باتونکو نہین سنتا ہے
اوسپر سزا کا حکم دینے والا ایک ہے یعنی جو بات مینے کہی اوسی نے
اخیر روز مین اوسکی سزا کا حکم ہوگا * ہم کہتے ہین کہ وہ ایک
وہی ہے جسکے حق مین خدا نے موسے سے کہا کہ جو اوسکی بات
نہ سنیگا اوس سے مواخذہ کا حکم کیا جاویگا اور بعد
مراد کوئی نہین سوای محمد رسول اللہ کے اور یعنی کرکے جو
والون نے حضرت عیسے کے کلام مین بڑہائی وہ محض بے معنی
کلام ہے اور اگر کچھ تاویل کیجاے تو ہمارے مطلب کے منافی
نہین ہوسکتا **وجہ چہارم** مشکٰوۃ اور مجمع البحار کے لفظ پر لحاظ
کیجیے کہ باواز بلند گواہی دیتا ہے کہ نبی موعود کو حضرت موسیٰ
سے تامہ مماثلت ہوگی سو لحاظ کیجیے کہ باعتبار احکام نبوت وغیرہ
حضرت عیسے کو حضرت موسیٰ سے مماثلت زیادہ ہے یا احمد
صلی اللہ علیہ وسلم کو مثلاً حضرت عیسے کو صرف اتنی ہی مماثلت
ہے کہ وے بھی بنی اسرائیل مین سے ہین اس مماثلت مین
سبھی انبیای بنی اسرائیل شریک ہین کچھ حضرت عیسے کی خصوصیت

نہین ہے اور [illegible] کی دہوتے [illegible] غائب سے جدا

والدین ہونا ۲ صاحب زن و فرزند ہونا ۳ صاحب سیاسات مدنیہ

ہونا ۴ صاحب جہاد ہونا ۵ عبادت کے وقت وضو کرنیکا حکم دینا

۶ جنابت اور حیض اور نفاس سے غسل کا واجب کرنا ۷ زنا

کارون کی سزا تجویز کرنا ۸ بدن اور کپڑیکو بول براز سے پاک

رکھنیکا حکم کرنا ۹ جان آفرین کے نام پر جو جانور بلا تکلف ذبح نہ کیا

جاوے بلکہ اور طرح سے مارا جاوے اوسکے کہانے سے منع کرنا

۱۰ عبادات اور ریاضات بدنی کا مقرر کرنا ۱۱ فصل خصومات کے

لیے قاضی مقرر کرنا ۱۲ بڑے کامون مین مشورہ کی شریعت جاری

کرنا ۱۳ سود کہانے سے منع کرنا ۱۴ اپنی چیزون یعنی حادثات

کو معبود ٹہرانے پر معجزات دکہلانے والے کو سچا جاننے سے منع کرنا

۱۵ [illegible] سے اکیلے مخفی نہونا بلکہ یارون کو بہی بچانا

۱۶ خدا کی عبادتگاہ مقرر کرنا ۱۷ بیماری سے مرنا ۱۸ دار العمل سے

وفات پاکر پہر دار العمل مین نہ آنا ۱۹ آدمیون کے نجات کے لیے

نہ ملعون مشہور ہونا اور نہ تین دن دوزخ مین رہنیکا اقرار پانا

۲۰ اپنی امت مین عبد اللہ و رسولہ کہلانا نہ کہ اللہ و ابن اللہ * دیکہو

بیس باتون مین مماثلت موسوی کیسے صاف ثابت ہے پہر تو ہمارے

اصول سے گئے بعض ہو انکی اور توراۃ اور انجیل کی رو سے مماثلت ہوتی

اور آپ لوگوں کے اصول پر تو حضرت عیسیٰ کو حضرت موسیٰ سے

کچھہ مناسبت ہی نتھی اس لیے کہ موسیٰ عیسیٰ کا بندہ اور عیسیٰ موسیٰ

کا خدا تھا اور موسیٰ بندہ مجسم اور عیسیٰ خدای مجسم موسیٰ بندوں کی

شفاعت کے لیے نہ ملعون ہوا اور نہ کوئی دن دوزخ میں رہا

بخلاف عیسیٰ کے اور موسیٰ امت کے لیے فدیہ نہیں ہوا بخلاف عیسیٰ

کے اسیو لیے ہمارے حضرت کی نسبت فرمایا انا ارسلنا الیکم رسولا

شاہدا علیکم کما ارسلنا الی فرعون رسولا کما کا لفظ تشبیہ کے مضمون

کو ادا کرتا ہے **وجہ** بیسویں درس میں فرمایا کہ وہ

نبی اگر مجھہ پر جھوٹھہ باندھے تو مار ڈالا جایگا * اگر یہہ مطلق

حق میں ہو تو معاذ اللہ حضرت زکریا اور حضرت یحییٰ جھوٹے نبی ٹھہرے

ہیں اور حضرت عیسیٰ بھی کیونکہ باعتبار استطاعت بشری

وہ بھی شہادت کے مرتبے کو پہونچے اور دشمنوں نے آپ کو

اوس استطاعت کے موافق جسپر ادنکا لیف شرعیہ کا ہے

بیشک مار ڈالا اور خون آپکا اپنی گردن پر لیا پس معلوم ہوا کہ یہہ حکم

اوسی نبی خاص کے لیے ہے جسکے لیے فرمایا لو تقول علینا بعض

الاقاویل لاخذنا منہ بالیمین ثم لقطعنا منہ الوتین یعنی خدا فرماتا ہے کہ پیغمبر

اگر کوئی بات ہم پر باندھ کر کہے تو لستسلا الاجابت آن بہیں ریگا
فرمایا واللہ یعصمک من الناس یعنی خداوند تعالی تجھے بچاویگا آدمیون
سے اور آپکے اصول کے موافق تو حقیقۃً حضرت عیسی مارے
ہی گئے تو یہودیون کا اعتراض درست ہو جاویگا وجہ ششم
حضرت عیسی کا قول پہلی انجیل کے پندرہوین باب کے درس ۲۴
مین یون ہے نسخہ ۱۸۱۶ لم ارسل الا الی غنم بیت اسرائیل الضالۃ
یعنی مین بھیجا نہین گیا ہون مگر اسرائیلیون پر اور آپکے اصول
موضوعہ کے موافق خدا مجسم ہو کر مریم کے پیٹ سے جو پیدا ہوا تو
سب بندونکی نجات کے لیے پیدا ہوا یہ نہین ہے کہ پہلے
بنی اسرائیل کے واسطے اپنی تئین مجسم کیا اور بعد اوسکے اپنی
سارے جہان کی نجات کے لیے مقرر کیا ہرگاہ یہ بات ٹھہرچکی
یعنی حضرت عیسی صرف بنی اسرائیل کے لیے آئے یا سبکی
نجات کے لیے آئے تو پہلے ہی سے آئے تھے تو اب دیکھیے کہ
رسالہ اعمال کے تیسری باب مین بعضے حواریون کی تقریر وعظ
کی یون لکھی ہے نسخہ ۱۸۱۶ ورس ۱۹ آیت پس توبہ نمائید و بازگشت
کنید تا کہ گناہان شما محو شود و تا کہ زمان تازہ گی از حضور خداوند
بیاید ۲۰ و عیسی مسیح را کہ ابتدا بشما بشود باز فرستد ۲۱ زیرا کہ

باید که آسمان [illegible] نگاه دارد تا وقت نبوت آنچه خداوند

پیغمبران مقدس خود از ایام قدیم فرموده است که موسی به پدران

ما گفت که خدای شما پیغمبری را مثل من از برای شما از میان برادران

شما مبعوث خواهد کرد و هرچه او بشما گوید شما راست که اطاعت [illegible]

الی قوله ۲۶ پس نخستین خدا پسر خود عیسی را خیزانیده [illegible]

یہ تینون عربی کے اسکے مطابق ہین پس خدا کے [illegible]

انصاف کرو اور تعصب اور زایف و عداوت مور دو [illegible]

ہوکر دیکھو کہ یہ تقریر حواری کی کفایت کرتی ہے واسطے [illegible]

محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اسلیے کہ حواری کہتے

کہ آسمان پر ٹھہرا رہنا اوسکا اوس دم تک ضرور ہے جس دم تک وہ

جو خدا نے اپنے پیغمبروں کی زبانی فرمائی ہے ثابت ہو جاوے اور

بعد اوسکے اوس بات کا بیان کرتا ہے کہ پیغمبروں نے کہا ہے

کہ موسی نے ہمارے باپ دادوں سے کہ [illegible] ہو موسی میں

مجھسے تمہے فرمایا ہے کہ ایک نبی مجھسا بنی اسرائیل کے بھائیوں

میں سے مبعوث کریگا پس اس بات کا پورا ہونا ضرور ہے اور او

ظہور ہونا [illegible] تھا حضرت عیسی کے چلے جانے پر چنانکہ خود

[illegible]

دوسری خبر زبور چہل و پنجم نسخہ ۱۸۴۵ ورس ۲ تو حسن مین
سب بنی آدم سے کہین زیادہ ہے تیرے ہونٹھون مین نعمت
بہائی گئی ہے اسلیے خدا نے تجھے ابد تک مبارک کیا * اس کلام
داؤدی کو سب اہل کتاب بالاتفاق کہتے ہین کہ کسی نبی آیندہ کی
خبر ہے اور یہودی لوگ جتنے انبیا حضرت داؤد کے بعد اب تک آئے ہین
اونمین سے کسیکو اس خبر کا مصداق نہین جانتے کیونکہ بعد موسی کے
ابتک کوئی نبی ایسا نہین ہوا جو سارے بنی آدم سے افضل ہو
ہان مگر عیسائی اونکا دعوا ہے کہ یہہ خبر حضرت عیسے کے حق مین ہے
اور ہم کہتے ہین کہ حضرت خاتم النبیین کے حق مین ہے اسلیے کہ
حضرت داؤد آگے فرماتے ہین ورس ۳ اے تو جاہ و جلال سے
اپنی تلوار حمایل کر کے اپنی ران پر لٹکا ورس ۴ راستی بازی اور حلم
اور عدالت پر اپنی بزرگواری اور اقبال مندی سے سوار ہو کہ تیرا
داہنا ہاتھ تجھے ہیبت ناک کام دکھاویگا ورس ۵ بادشاہون کے دلون
مین تیرے تیر تیزی کرتے ہین لوگ تیرے سامنے گر جاتے ہین
الی قولہ ورس ۹ بادشاہون کی بیٹیان تیری عزت والی عورتون
مین داخل ہوتی ہین الی قولہ ورس ۱۲ قوم کے دولتمند لوگ
ہدیہ لیکر تیرے پاس حاضر ہونگے * یہہ جو ہین سے ورس ۳ و ۵ تک

۳۶ و ۳۷ و ۳۸ چهوڑ دیا صرف اختصار کے سبب چهوڑ دیا نہ اس سبب سے
که یہ ہمارے خلاف اور عیسائیون کے مؤید تہا جسکا جی چاہے اس مسودہ کو
دیکهے کو بس ہے جتنے نقل کیا دیکهہ لے اب تحری الانصاف
کہ اس تحریر کو حضرت عیسے کے حق مین ٹہرانا اون کو رات اور رات
کو دن کہنا ہے کہ نہین اسلیے کہ بہت ناک کام دیکہانا جیسا
مادہ ... اذ رمیت ولاکن الله رمی کے معجزے پر صادق آتا
اوسطرح کسی معجزہ عیسوی پر نہین صادق آتا اور تلوار لٹکانا
گہوڑے پر اقبالمندی سے سوار ہونا اور دشمنونکا ہیبت کہانا
بس پا ہونا اور بادشاہ ہونیکے دلونمین مجاہدے کا خوف آنا کہا
حضرت عیسی پر صادق آتا ہے اور حضرت عیسے اہل بیت نہین رکہتے
تہے دوسرے کا اونمین داخل ہونا یعنی جہ اور کسی دولتمند کا
ہدیہ بہیجنا حضرت عیسی کو کہین انجیل مین مذکور نہین ہے چہ جاکہ
ثابت ہو بخلاف ہمارے حضرت کے کہ نجاشی بادشاہ
حبش جو عیسائی تہا غائبانہ حضرت پر ایمان لایا اور ہدیے بہیجے
اور بادشاہ مصر نے کہ وہ بہی عیسائی تہا ماریہ قبطیہ کو ہدیہ بہیجا
اور کیانیون وغیرہ بادشاہون کی بیٹیان انحضرت کے طبقہ مین ہوئی
اور اہل بیت کے اور اور طبقات مین اہل بیت کے داخل ہونا

اور یہہ سب باتین اسطرح ثابت ہین [illegible] بات نہین

یعنی با ستنا ونغمہ دو متصلہ میشو [illegible]

زبور یکصد و چہل و نہم نسخہ ۱۸۳۹ [illegible] آسمر دو [illegible]

بسرائید در جماعت مقدسان [illegible] بجا آرید ۲ اسرائیل در خا[لق]

خود شادمان باشند گہولاد صیہون در پادشاہ خود وجد نمایند ۳ اسم

در رقص بستایند با دف و بربط برای او بنو[ازند]

از قوم خود راضی است متواضعان را بنجات [illegible]

پاکیزگان وجد خواہند کرد و بر بسترہای خود ترنم

در گلوی ایشان و شمشیر دو دم در دست ایشا[ن]

قبیلہا بگیرند و طوائف را تنبیہ نمایند ۸ تا پادشاہان ایشانرا از زنجیرہا

و امرای ایشانرا در غلہای آہنی بہ بند اندازند ۹ تا قضای مرقوم را

بایشان برسانند این سرفرازی برای ہمہ رحمت یافتگانش می[باشد]

ہللویاہ * نسخہ ۱۸۴۴ این بجای در دست ایشان یاد موضوعہ

فی ایدیہم واقع ہے یعنی اونکے ہاتہون مین ہے نہ یہہ کہ ہو چیو[ں]

یہودی لوگ اس نظر سے کہ حضرت سلیمان سے ملک داؤد سے

زیادہ ملک نہین بڑہایا اور معاذ اللہ آخر زمانے مین بت پرست ہو

گئے تہے اونکو مصداق اس خبر کا نہین جانتے اور عیسائی لو[گ]

مثل مشہور تحریف بہی واقع ہے تیسرے یہہ کہ بعضے اختلافات ترجمون
کے نسخون سے ثابت ہوتا ہے کہ اصل نسخہ عبرانی زبان وہ ایسے
مختلف ہین صرف مترجمونکا قصور نہین ہے چوتہی یہہ کہ اشعیا نے
جسطرح حضرت عیسی کے آنیکی بشارت دی ہے اوسی طرح حضرت
خاتم النبیین کے حق مین بہی بشارت دی ہے چنانکہ ہمارے اسلاف
بہی اسکی تصریح کرتے آئے ہین اور وہ کلام یہہ ہے نسخہ اردو
ورس ۶ تجہے یون فرمایا ہے ہواہ نے کہ جا اپنے مکان پر بٹہلا
نگہبان کہ جو کچہ دیکہے تجہے بتلاوے سنہ ۱۸۳۵ خداوند مرا چنین فرمودہ
است کہ بیا و دیدبانی بر برج بنشان تا ہرچہ بیند اطلاع دہد سنہ ۱۸۱۱
قال لی الرب اعد اقم لک دیدبان والذی یراہ اخبر بہ*
دیکہو جا اور میا اور راعمد کا اختلاف اور نگہبان کا ترجمہ دیدبان
عربی مین ہے اور اوسنے ایک گاڑی دیکہی اور دو سوار ایک گدہے
پر سوار اور دوسرا اونٹ پر اوسنے بڑی فکر سے تاکا سنہ ۱۸۳۵
واو یک ارابہ و دو سوار دید یکی بر خری سوار و دیگری بر شتر
و بفکر تمام مترصد است سنہ ۱۸۱۱ و نظرت فارسین راکبین احدہما راکب
حمار والآخر راکب جمل فسمعوا سماعا کثیرا* گاڑی اور ارابہ بہان
کہو گیا اور تاکا اور مترصد است اور فسمعوا سماعا کثیرا کا اختلاف

سے ہے اس باب میں کہ حضرت اشعیا نے جس طرح حضرت عیسیٰ و اون کی خبر دی ہے اوسیطرح ... تو بھی قیدار سے بحق ہین کہ اولاد حضرت اسمعیل سے کے ہین خبر دی ہے یا جس طرح حضرت اشعیا نے فرمایا کہ نبی ساعیر مین ایک شخص صاحب نبوت ہونے والا ہے اوسیطرح فرمایا کہ بیابان قیدار مین بھی ہوگا اسیواسطے دو نسخون سے ہے نبی قیدار کا لفظ اوڑا دیا گیا ٭ پہلے یاد کیجیے اوس گفتگو کو جو یہودی اور عیسائیون سے کے اپس مین درباب اوس لفظ عبرانی کے جسکا ترجمہ آپ لوگ عذرا یعنی کنواری کہتے ہین ہوئی کہ باوجود تسلیم اس بات کے کہ واقع مین از روی لغت عبرانی کے وہ لفظ عام ہے عذرا اور غیر عذرا سے معہذا اوس مقام پر وہ عیسائی ایک بھی حجت نہ لاسکا سوا اسکے کہ اگر یہان مطلق جوان ... مراد ہو تو یہہ پیشین گوئی کاہیکو ٹھہریگی بلکہ وہ بھی ٹھہری کہ ونداں تو جملہ در دہانند اسلیے کہ عورتین تو اکثر جنتی ہی رہتی ہین اور کسی بانجھہ کے مقابلے مین تو فرمایا ہی نہین تا معجزہ کہا جاسے اسیطرح جتنے آدمی ہین سبھی اکثر خوابون مین خرسوار اور شتر سوار دیکھا کرتے ہین اور باتین کیا کرتے ہین یہہ تو خوابہائے باطلہ کہلاتی ہین اسکو الہام ہونے سے کیا علاقہ بعد اوسکے لحاظ کیجے کہ راکب حمار اور راکب جمل سے مطلق راکب حمار اور

نسخہ ۱۸۳۹ موافق اردو کے ہے دیکھو عربی نسخے والے نے جو اپنے اصول
کے خلاف بندے کا لفظ حضرت عیسیٰ کے حق میں دیکھا آخر غرض یہہ
تھی کہ یہہ بات ساری حضرت عیسیٰ کے حق میں ٹھہرائی جاتی تو پہلے
درس کو بالکل بدل ڈالا تحریف اسکو کہتے ہیں یا کسی اور چیز کا اسکو
کہا کہ اپنی تحریفی درس کے سوا اور جو وجہ ثبوت ہو گذرانیے درس
وہ نہ چلائیگا اور اپنی صدا بلند نکریگا اور اپنی آواز بازاروں میں نہ سنائیگا
تم ۳ وہ جب تک زمین پر عدالت نکرلے نہ گھٹیگا اور جزیرے اوسکی شریعت
کی راہ تکینگے نسخہ ۱۸۳۹ عاجز و دلشکستہ نخواہد شد تا وقتیکہ عدل را بر زمین
قائم ننماید و جزایر بشریعت او خواہند گردید نسخہ ۱۸۱۱ لا یصرخ ولا یکسر
الی ان یضع الحکم علی الارض وعلی اسمہ تتکل الامم * دیکھو کہاں نہ گھٹیگا
اور کہاں عاجز و دلشکستہ نخواہد شد اور کہاں لا یصرخ نہیں معلوم
کہ معروف کا صیغہ ہے یا مجہول کا اور دیکھو کہاں عدل کرنا کہ یہہ ہر نبی
کی شان ہے اور کہاں حکومت کرنا کہ یہہ ہر نبی کے لیے نہیں ہے
بلکہ صرف بعضوں کے واسطے ہوا جیسے موسیٰ اور داؤد اور مصطفیٰ علیہم السلام
کے واسطے اسی لیے اردو اور فارسی والے نے اوسکو بدل ڈالا اور
دیکھو تمہارا اور کہاں آیت ۶ میں ہے جو یہوواہ ہوں تجکو راست
بازی سے بلایا ہے تیرا ہاتھ پکڑونگا اور تیری حفاظت کرونگا

وہ آگاہ نہین ہین تاریکی کو اونکے آگے [illegible]
چیزونکو سیدہا مین اونکے ساتھ یہہ سلوک کرونگا اور اونہین [illegible]
نکرونگا آدیے پہر ایسے [illegible] دیے نہیت پشیمان ہونگے جو کہ [illegible]
ہوتی مورتون پر بہروسا کرتے ہین اور ڈہالے ہوئے بتون کو
ہین کہ تم ہمارے خدا ہو * [illegible] مسئلہ ۱۲۳ مین پہر ایسے جاتے [illegible]
خواہند خورد لکہا ہے فقط یہہ جو مین نے درس ۱۳ و [illegible]
و ۱۵ کو نہین لکہا تو صرف اختصار کے سبب سے نہین لکہا [illegible]
مفسر اور عیسائیون سے مفید سمجہہ کر چہوڑ دیا جسکا جی چاہے ان
نسخون کو پڑہ کے دیکہہ لے آپ لوگونکا دعوا ہے کہ یہہ خبر [illegible]
نبی نے حضرت عیسی کے حق مین دی چنانکہ یہان انجیل کے مولف
نے بہی باب دوازدہم کے درس ہفدہم مین اسکا اشارہ کیا
ہے مگر خیریت یہہ ہے کہ حضرت عیسی کے اقوال مین اوس اشارے
کو نہین داخل کیا خود اوس مولف نے اپنا گمان لکہا ہے اور ہمارا
دعوا یہہ ہے کہ یہہ خبر حضرت خاتم النبیین کے لیے ہے سو ہم اپنے
دعوے کی وجہ ثبوت گذرانتے ہین ذرہ دل لگا کر سنیے پہلی
وجہ پہلی انجیل کے پندرہوین باب مین حضرت عیسی کا قول
یون نقل کیا ہے آیت ۲۴ [illegible] ترجمہ انی لم ارسل الا الی غنم بیت

[illegible] ۳۹ ۱۵ ۔۔۔ نہیں سواي اسرائيل کے گھرانے کے گمراہ
بھیڑون کے اور کسی کے لیے بھیجا نہین گیا * ایسیہي سب نسخون مین
ہے یہہ نص جلي ہے اس بات پر کہ حضرت عیسی کي نبوت
صرف بني اسرائيل کے لیے تہي ہوگي اور گمراہ لوگ [illegible] اگر کوئي
[illegible] راہ پر آویں تو کچھ مضایقہ نہین اور اسیطرح یہہ تخصیص انحضرت
بني اسرائیل کے لیے انجیلون کي بہت جگہہ سے نکلتي ہے چنانچہ
او [illegible] انجیل کے دسوین باب کے ورس پنجم اور ششم سے ہے کہ اونہین
حضرت عیسی نے اپنے شاگردونکو صرف نبوت اسرائیلہ پر بہیجا
اور انیسوین باب کے ورس بست ہشتم سے ہے کہ اوسمین [illegible]
کا حال بہ نسبت اپنے شاگردونکے فرمایا کہ تم بني اسرائیل کے بارہ
فرقون پر حکومت کروگے اور پولوس کے خط موسومہ عبرانیون کے
اٹھوین باب کے ورس ہشتم اور دہم سے ہے کہ اوسمین عہد جدید کو صرف
خاندان اسرائیل کے لیے لکہا ظاہر ہے اور تمہارا اظہار کہ حضرت
عیسی سارے جہان کے لیے آئے تہے محض غلط ہے غایتہ الامر
حضرت عیسی کے بعضے اقوال سے یہہ بوجہا جاتا ہے کہ غیر بني اسرائیل
بہي اگر معتقد شریعت عیسویہ ہو تو ہوسکتا ہے مگر بعثت اپکي صرف
بني اسرائیل کے لیے ہے جب یہہ بات ثابت ہوچکي تو دیکھیے

کہ یہہ اشعیا نبی کا کلام اول سے آخر تک چلا آتا ہے کہ اوس شخص کے حق میں
کہ جو کہ خدا کا بندہ ہوگا عموماً خلقت کی پیشوائی اور سارے جہان کے
لوگوں کی رہنمائی کا منصب ملیگا اور حضرت عیسی کیونکر یہاں مراد
ہو سکتے ہیں خصوصاً ایکے طور پر اسلیے کہ یہاں اوس شخص موعود کو اپنا
بندہ کہا ہے اور وہ اپنے تئین سو یہہ بھی صادق نہیں آسکتی ہے لیکن اپنا
شخص پر جس نے فرمایا ہو قل یا ایہا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا

دوسری وجہ علی العموم تو یہ کہ ساتھہ ایک قسم خاص
تصریح کی درس یازدہم میں کہ جس سے بنی اسرائیل کی تخصیص والا
پیغمبر صاف باہر ہو جاتا ہے اور بنی اسمعیل والا پیغمبر صاف ثابت
ہو جاتا ہے یعنے بنی قیدار کی قوم کو خاص کر کے نوید دی اور توریت
سے یہہ ثابت ہے کہ قیدار حضرت اسمعیل کے بیٹے کا نام ہے اور یہہ
بھی ثابت ہے کہ انہوں نے عربستان میں بود و باش اختیار کی
اور سارا عرب بنی اسمعیل میں داخل ہے خصوصاً قریشی لوگ قطعاً
بنی اسمعیل ہیں اسیواسطے [illegible] سے اولاً سب پیدا
ہونے کی تغییر تبدیل کی اور بعد اسکے بنی قیدار کے لفظ کو حذف کر دیا

تیسری وجہ گیارہویں درس کو لحاظ کیجیے یعنی خدا فرماتا ہے
کہ بندہ [illegible] خدا کی بزرگی ظاہر کیجائیگی یہہ بات آیا اوس شخص پر صادق

پہونچتے جسکے دین کے شعائر ضرور ہین یہہ بات ہو کہ پانچون وقت
مناروں پر اللہ اکبر اللہ اکبر کہا جاوے اور سفر حج مین ہر نشیب و فراز
پر کوسون تلک پکارا جاوے کہ اللہم لبیک لبیک لا شریک لک لبیک
ان الحمد والنعمۃ لک والملک لا شریک لک اور جیسے فرمایا ہو کہ
جب نشیب سے بلندی پر چڑھو تو اللہ اکبر کہو اور
جب بلندی سے اوترو تو کہا کرو سبحان اللہ سبحان اللہ اور جب سفر
[illegible] مین داخل ہونے لگو تو اسطرح خدا کو یاد کرو اور جب
منزل پر اوترو تو اسطرح خدا کو یاد کیا کرو اور جب منزل سے کوچ
کیا کرو تو یہہ پڑھا کرو یا اوس شخص پر صادق آتی ہے جسنے ایسا
کچھہ فرمایا ہو تو ورنہ اوسکی شریعت مین یہہ باتین داخل ہون اور
گھنٹہ یا ناقوس بجا کر نماز پڑہی جاتی ہو اور خدا کے ذکر کو اوسنے
کہا ہو کہ دروازہ بند کرکے کیا کرو جنکے جیسے اسی جگہہ سے یہہ ثابت
کہ کعب احبار سے جو اورشلیم مین اوسوقت بڑے موسائی مذہب کے
عالم تھے اور صرف اپنی خوشی سے مسلمان ہوگئے گواہی دی
کہ ہماری توریت مین محمد رسول اللہ کی صفت یون لکہا ہے امتہ
الحمادون یحمدون اللہ فی کل منزل ویکبرونہ علی کل شرف ای [illegible]
ینادی منادیہم فی جو السماء یعنی وہ وہ شخص ہوگا جسکے لوگ خدا کی

جاننا اگر پہلی ثناخوانی مرقوم ہے تو حضرت عیسی سے آگے بہی

[illegible] پہلی [illegible] کون فرد ایسا تہا جو خدا کو نہ جانتا

تہا اور اوسکی ویسی ثناخوانی کرتا تہا اب لوگون سے کہو تو [illegible]

نہین پہیلا سواے اسکے کہ باپ خدا بیٹا خدا روح القدس خدا اور

مریم کی پیٹ مین جسم پکڑا اور ہندونکی نجات کے لیے عالم

ظہور مین آکر آخر کار رنجھہ اون سبھی نہ بن پڑا سواے اسکے کہ

[illegible] تین دن دوزخ مین رہے ہندو لوگ رام چندر اور کرشن

کی نسبت یہی کہتے ہین کہ زمین کا بوجھہ ہلکا کرنیکے لیے ایکبار

کوسلیا کے پیٹ مین اور ایکبار دیوکی کے پیٹ سے خدا جسم پکڑکے

پیدا ہوا اور بعضے آپکے لوگ کہتے ہین کہ عیسی خدا سے صادر ہوا

اور خدا نے اوسکو بالکل سارے عالم کا مالک اور مختار کردیا ایسے ہی

پارسی لوگ نفوس فلکیہ اور کوکبیہ کو سمجھتے ہین اور اگر دوسری

طرح کی ثناخوانی مراد ہے تو دریاے مشرق سے مغرب تک طول

مین اور عرض مین کہین پینتالیس درجے سے کم نہین اور کہین ساٹھہ

پینسٹھہ درجے تک اور اور جزایر علاوہ اوسکے بڑا اہیلا حکم

شریعت کا یعنی لا اله الا الله جس زمانے سے کہ آدمی دنیا

پہیل پڑا ہے کسیکے ہاتہہ سے سواے محمد رسول الله والذین معه

اگر پہلا ہو تو مجھے از براے خدا بتا دیجیے باوجودیکہ بڑے بڑے گیتی ستان
اور بڑے بڑے شمشیرزن مسلمانون سے زیادہ ہندی اور پارسی اور
یہودی مذہب والون مین بہی ہوتے چلے آئے ہین پس وہ خبر سواے
اوس شخص کے جسکو خدا نے فرمایا ہو الذی ارسل رسولہ بالہدی
و دین الحق لیظہرہ علی الدین کلہ اور کس پر صادق آ سکتی ہے
وجہ درس چہارم کو ملاحظہ کیجیے خدا فرماتا ہے کہ وہ شخص درماندہ
نہوگا یہان تک کہ اپنی حکومت اور عدالت کریگا یہہ مضمون با آواز
بلند پکارتا ہے کہ یہان سے محمد رسول اللہ مراد ہین جنکے حق مین
فرمایا واللہ یعصمک من الناس نہ کہ عیسی ابن مریم کہ آخر درماندہ ہوکر
دنیا سے اونہون نے وفات پائی اور حکومت کا خیمہ اونکی بعثت شہر
مین تہا ہی نہین چہٹی وجہ دیکہو چہٹا درس خدا وعدہ کرتا ہے
کہ اوس شخص موعود کی مین حفاظت کرونگا اور حضرت عیسی دشمنون کے
ہاتہون سے دنیا مین محفوظ نہ رہسکے ساتوین وجہ
تیرہوین درس کو دیکہیے وہ جہاد کے مقدمہ کا شمشیر برہنہ گویا
ہے اور اوسکے الفاظ کے ساتہہ گواہی دیتا ہے کہ خدا دشمنون کیطرح ہمہ دشمنون سے
لڑیگا نہ یہہ کہ جسطرح اور اگلے بعضے پیغمبر اونکے دشمنون سے لڑا کہ مضطر کر
مار ڈالا اور کمال بیکسی اور بے بسی سے ہلاک کیا یہہ بہی رحمة للعالمین کی

مگر اپنے ایسی کہ میری وجہ نبوت سے معارضہ کرکے غالب آجاوے
نہیں پاتا ہون نہ ایک بھی نہ نکلے گرچہ ان سب وجہون سے معارضہ کرنے
چہ جاکہ غالب آوے اسطرح کی بشارتین حضرت اشعیا کی کتاب
مین کئی ایک ہین **اقدم بشارت انجیل** اب مین لکھتا ہون
انجیل کی خوشخبریون کو جنکی بابت سے حضرت عیسیٰ صاحب الانجیل
کہتے تھے اور تمنا رکہتا کہ وہ انجیل جب ظہور مین آوے تو مین بھی اوسکا [illegible]
[illegible] ہون مگر قبل از بیان اون خوشخبریون کے دو باتین
اور دریافت کرلینا چاہیے **اول** یہہ کہ چوتہی انجیل کے
سب نسخون کے پہلے باب مین لکہا ہے آیت ۱۹ و ۲۰ یحییٰ کی گواہی
یہہ ہے کہ جب یہودیون نے یروشلم سے اماموں اور لیویون کو
بہیجا کہ اوس سے پوچھین تو کون ہے تب اوسنے اقرار کیا اور
انکار نہ کیا بلکہ صاف کہا کہ مین مسیح نہیں ۲۱ پھر اونھون نے اوس
سے پوچھا کہ تو کیا ایلیا ہے اوسنے کہا مین نہین ہون پھر اونھون
نے کہا کیا تو وہ نبی ہے اوسنے جواب دیا نہیں * یہہ کلام دلیل
قاطع ہے دو باتون پر ایک یہہ کہ پوچھنے والون نے [illegible]
بھی پر آثار نبوت کے بچاسے خود دیکھے اور جانا کہ نبی ہے معہذا
نبیون کی انتظار تھی اونمین سے ہر کسیکا شبہ اونپر گیا اس لیے

معلوم ہوا کہ حضرت مسیح کے خصوصیات شخصی اور انکے ذاتی علامات
اگلی کتابوں میں ایسے مفصل نتھے جسکی جہت سے حضرت یحیی کے
مسیح کا وے لوگ جو توریت کے امام تھے شبہ نکرسکے پس
ثابت ہوا کہ اگلے نبی جو پہلے نبی کی خبر دیتے ہیں تو اس نظر سے کہ
کے معاملے کی بنا صرف امتحان پر ہے ایسا کچھ نہیں کہتے
کہ بادی النظر میں بھی دھوکا نہ پڑے بلکہ ایسا فرماتے ہیں کہ تا
جربہ اور بلادت کو خواہنخواہ دھوکا ہو اور صاحب عقل و فہم کو
ذری بھی شبہ نہ پڑے دوسرے یہہ کہ اوس زمانے کے توریت
کے عالم لوگ سوا یحیی اور مسیح اور ایلیا کے کہ حضرت مسیح نے
اونہیں یحیی کو ایلیا کہا ایک اور نبی کو بہی آنے والا جانتے تھے اور وہ
صرف مسیح پر حصر نہیں تہا اور غالباً اس جگہہ اوس نبی کا بہی
نام ہوگا اسواسطے کہ یوں مبہم کہ تو وہ فلانا نبی ہے ایسی جگہہ
کہ کوئی وجہ اخفا کی پائی نہیں جاتی کسی سے کوئی نہیں پوچھتا
مگر جیسکہ لابان اور سیلو وغیرہ سبکے نام اور راوی بہی نام بلا وجہ
بعض سبب کے نسخوں سے حذف کر دئیے گئے تو یہاں حسد کا
سبب ظاہر تہا جو ہوا ہو سو تہوڑا اور حضرت عیسی نے اپنے
پیچہے آنے پر اپنے تئیں خاتم النبیین نہیں کہا اور نہ یہہ کہا کہ

ان پرچانے کے بعد کوئی سچا نبی نہین ہوگا دوسری
بات یہہ کہ جتنے لوگ نبی اور نبوت کے قایل ہین وے اس
بات کو اپنے دل مین خوب سمجھتے ہین کہ انبیا لوگ جو پیشین گوئی
کرتے ہین تو واقعہ عظیمہ جو اونکے بعد ہونے والا ہوتا ہے
اوسکی پیشین گوئی ضرور کرتے ہین پس عقل سلیم کیونکر اس بات
کو قبول کر سکتی ہے کہ بخت نصر اور کورش اور سکندر اور طیطوس
رومی کی خبر حضرت اشعیا اور حضرت دانیال اور حضرت عیسیٰ
دیتے اور اتنا بڑا واقعہ عظیم الشان یعنی عرب سے ایک
نیا دین برپا ہوا اسطرح پر کہ پہلے وہ ایک کمزور گھاس کی طرح
اوگا اور تھوڑے دنونمین وہ ایک درخت عظیم الشان ہو گیا
اور بڑی بڑی سلطنتون کو اوسنے خراب کر ڈالا اور ایک
بڑی بزرگ معبدگاہ کو ایک بڑے عظیم الشان ولایت والے
بادشاہون سے چھین لیا اور مشرق سے مغرب تک وہ دین
پھیل گیا اور ہزارون علما اور حکما اور ارباب کرامات و ریاضات
اور ملوک و سلاطین اوسمین ہو گئے ایسے بڑے واقعے کی خبر حضرت
عیسیٰ نہ دیتے ذری انصاف کیجیے ایسا ہرگز نہین ہو سکتا
بلکہ یہہ بات گویا محالات عادیہ سے ہے عقل سلیم کسیطرح اسکو

باور نہین کرنی آمدیم بر سر مطلب پہلی خوشخبری

پہلی انجیل کے نوین باب مین یون کہا ہے سنہ ١٨٣٩ ورس ٣٥
یسوع اون سب شہرون اور گاؤن مین اونکی عبادت گاہون
مین نصیحت کرتا اور اوس بادشاہت کی خوشخبری کا وعظ
کرتا اور اون لوگون کے ہر ایک دکہ کو دور کرتا پہرا اور

اوسی انجیل کے چوتہے باب مین یون لکہا ہے سنہ ١٨٣٩ ورس ١٧
اوسی وقت سے یسوع نے وعظ کرنا اور یہہ کہنا شروع کیا
کہ توبہ کرو آسمان کی بادشاہت نزدیک ہے سنہ ١٨٤٩ من بعد
ذلک شرع عیسے یقول توبوا فان ملکوت السموات قد اقتربت اور

اوسی انجیل کے چہٹے باب مین حضرت عیسے نے اپنے شاگردون
کو نماز تعلیم کی اور فرمایا سنہ ١٨٣٩ ورس ٩ تم اسطرح دعا مانگو
ہمارے باپ جو آسمان پر ہے تیرا نام مقدس اور مکرم ہووے
١٠ تیری بادشاہت ہووے اور سب تیری مرضی کے مطابق
جیسا آسمان پر ہوتا ہے زمین پر ہووے سنہ ١٨١٦ ورس ١٠ لیأت ملکوت
تو بیا بادشاہت سنہ ١٨١٤ تیری بادشاہت آوے سنہ ١٨١٦ و لتأت ملکوتک

اور اوسی انجیل کے آٹہوین باب مین ہے سنہ ١٨٣٩ ورس ١١
مین تمہین کہتا ہون کہ بہتیرے پورب اور پچہم سے آوینگے اور

...یم اور اسحق اور یعقوب کے ساتھ آسمان کی بادشاہت
مین بیٹھینگے ۱۲ پر اس بادشاہت کے لوگ باہر اندھیرے مین ڈالے
جائینگے وہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا اور یہی انجیل
کے دسوین باب مین ہے کہ حضرت عیسی نے اپنے شاگردونکو
دعوت کے واسطے اطراف مین روانہ کیا اور انکو یہہ حکم دیا
۳۹ اور [illegible] تم چلتے ہوے راہ مین کہیو کہ آسمان کی
بادشاہت [illegible] ہے ۱۶ در اثنای راہ اعلام دادہ بگوئید
کہ ملکوت آسمان نزدیک است اور رسالہ اعمال کے پہلے
باب مین حضرت عیسی کا ظاہر ہونا اپنے خاص حواریون پر بعد
واقعہ صلیب کے لکھہ کر کہتا ہے ۳۹ اور س ۶ انہون نے
اکٹھا ہوکے اوس سے سوال کیا کہ اے خداوند کیا تو اسی وقت
بادشاہت بنی اسرائیل پر مقرر کرتا ہے ۷ اوسنے اونہین کہا
جن وقتون اور موسمون کو باپ نے اپنے ہی اختیار مین رکھا ہے
انہین جاننا تمہارا کام نہین ہے ۸ لیکن جب روح القدس تم پر
آویگی تم قوت پاؤگے * ہمنے بعضے ذی علم عیسائیون سے
سنا ہے کہ بالاتفاق سب عیسائیون کے نزدیک ملکوت
السموات سے نجات کی راہ مراد ہے جو آخر زمانہ مین حضرت عیسی کے

ہاتھ سے برپا ہوگی اور سارے جہان والے ایک مذہب حق پر
متفق ہو جاوینگے آگے ہم یہ پوچھتے ہیں کہ اوس راہ نجات کے آخر
زمانے میں محیط ہو جانے کی حالت اور کیفیت کا نام آسمانی بادشاہت
ہے یا خود اوس راہ نجات کا نام ظاہر ہے بدین حیثیت کہ آخر زمانے
میں وہ محیط ہو جاویگی میں دعوا کرتا ہوں کہ اوس سے خود وہ راہ
نجات مراد ہے مگر بدین حیثیت کہ آخرکار وہ محیط ہو جاویگی اور
صرف اوسکے محیط ہو جانیکی کیفیت کا نام آسمانی بادشاہت نہیں ہے
چنانکہ حضرت عیسیٰ نے جو اوسکی تمثیلیں دی ہیں وہ تمثیلیں خود
گواہی دیتی ہیں اسبات پر کہ ملکوت السموات سے راہ نجات مراد
ہے مگر بدین حیثیت کہ آخر زمانے میں بوسیلہ حضرت عیسیٰ کے
محیط ہو جاویگی اور یہ تمثیلیں انکار کرتی ہیں اسبات سے کہ
ملکوت السموات نام ہو صرف اوسکے محیط ہو جانیکی کیفیت کا

پہلی تمثیل پہلی انجیل کے تیرھویں باب میں سے
وہ یہ کہ آسمان کی بادشاہت رائی کے دانے کے مانند ہے
جسے ایک شخص نے لیکے اپنے کھیت میں بویا ۳۲ اور وہ سب
بیجوں سے چھوٹا ہے پر جب اوگا ہے سب ترکاریوں سے بڑا ہوتا
اور ایسا درخت ہوتا ہے کہ ہوا کے پرندے آکے اوسکی ڈالیوں

پر بسیرا کرتے ہین * دیکھو بڑے درخت ہونیکی حالت کو
آسمانی بادشاہت نہین کہا بلکہ اوس بیج کو کہا بدین حیثیت کہ
جو بڑھ کر بڑا درخت ہوجایگا دوسری تمثیل درس ۳۳
آسمان کی بادشاہت خمیر کے مانند ہے جیسے ایک عورت
نے لیکر آٹے کے تین پیمانون مین چہپا دیا یہان تک کہ وہ سب خمیر
ہو گیا * دیکھو یہان سارے آٹے کے خمیر ہوجانیکی حالت
کو آسمانی بادشاہت نہین کہا بلکہ اوس خمیر کو کہا بدین
حیثیت کہ اوس سے سارا آٹا خمیر ہوگیا تیسری تمثیل درس
۲۴ آسمان کی بادشاہت اوس آدمی کے مانند ہے جسنے
اچھے بیجون کو اپنے کہیت مین بویا ۲۵ پر جب لوگ سوتے تھے اوسکا
دشمن آیا اور اوسکے گیہون مین تلخ دانون کو بوکے چلا گیا
۲۶ اور جب اوگ آئے اور خوشے نکلے تو تلخ دانے بہی ظاہر
ہوئے ۲۷ تب اوس گہر والے کے نوکرون نے آکے اوس
سے کہا کہ صاحب کیا تو نے اپنے کہیت مین اچہے بیج نہ بوئے
تھے تو تلخ دانے کہانسے اوگے ۲۸ اوسنے اونہین کہا اس
دشمن نے یہہ کام کیا ہے نوکرون نے اوس سے کہا کیا مرضی
ہے کہ ہم جاکر اونہین اوکہاڑ ڈالین ۲۹ اوسنے کہا نہین تا ایسا

کہ جب تلخ دانونکو اوکہیڑو تو اونکے ساتہہ گیہون بہی اوکہاڑلو
۳۰ فصل تک دونون کو بڑہنے دو اور مین فصل کے
وقت فصل کاٹنے والونکو کہونگا کہ پہلے تلخ دانونکو اوکہاڑ
اور جلانیکے واسطے گٹھے باندہو پر گیہون میری کوٹہی مین
جمع کرو * بعد اوسکے آنحضرت نے خود ہی اوسکی شرح
بیان کی ورس ۳۷ وہ جو اچہے بیج بوتا ہے ابن [illegible]
اور وہ کہیت دنیا ہے اور اچہے بیج جو ہین [illegible] بادشاہت
کے فرزند ہین اور تلخ دانے شیطان [illegible] ہین ۳۹ دشمن
جسنے اونہین بویا شیطان ہے اور فصل کا وقت اس جہانکا
آخر ہے اور فصل کاٹنے والے فرشتے ہین * دیکہو یہان بہی اپنا
بادشاہت اوس آخر زمانیکی فصل کو نہین کہا اور تلخ دانونکے
درختون سبکے آگ مین جلانیکے زمانیکو نہین فرمایا بلکہ صاحب
شریعت کو کہا چوتہی مثل انجیل اول باب ۲۱
ورس ۳۳ اور ایک تمثیل سنو ایک صاحب خانہ تہا اوسنے
انگور کا باغ لگایا اور اوسکے چارون طرف گہیرا اور اوسکے
بیچ کولہو کے واسطے گڑہا کہودا اور برج بنایا اور اوسے مالیونکے سپرد
کرکے آپ سفر کو گیا ۳۴ اور جب میوے کا موسم نزدیک آیا تو

اپنے نوکرون کو مالیون کے پاس بہیجا تاکہ وے اسکا میوہ لین ۳۵

اور مالیون نے اوسکے نوکرون کو پکڑکے ایک کو مارا اور ایک کو

سنگسار کیا اور ایک کو قتل کیا ۳۶ اوسنے پہر اور نوکرون کو

جو اگلون سے زیادہ تہے بہیجا اور اونہون نے اونسے وہی

سلوک کیا ۳۷ آخر کو اوسنے یہہ سمجہکے کہ وے میرے بیٹے

سے دبینگے اپنے بیٹے کو اونکے پاس بہیجا ۳۸ پر مالیون

نے جب بیٹے کو دیکہا تو آپس مین کہا کہ وارث یہی ہے آؤ

اوسے مار ڈالین اور اوسکی میراث پر قبضہ کرین ۳۹ اور انہون نے اوسے

پکڑا اور انگور کے باغ سے باہر نکال کر مار ڈالا ۴۰ جب انگور کے

باغ کا صاحب آویے تو اون مالیون کو کیا کریگا ۴۱ وے بولے

کہ اون بُرون کو بُری طرح سے ہلاک کریگا اور انگور کے باغ کو اور

باغبانون کو جو میوونکو موسم مین اوسے پہونچاوین سپرد کریگا

۴۲ یسوع نے اونہین کہا کیا تمنے کتابون مین نہین پڑہا کہ

جس پتہر کو راجون نے ناپسند کیا وہی پتہر کونے کا سرا ہو گیا یہہ

خداوند کا کام ہے اور ہماری نظرون مین عجیب ہے ۴۳ اسلیے

مین تمسے کہتا ہون کہ خدا کی بادشاہت تمسے چہین لیجائیگی اور

ایک قوم کو جو اوسکے میوون کو لاوے دی جائیگی ۴۴ اور جو کوئی

اوس پتھر پر گریگا کچل جائیگا اور جسپر وہ گریگا اوسے پیس ڈالیگا

* اور اور نسخون مین ورس ۴۳ مین کو نون بیے لفظ کی جگہہ مفرد یعنی کوئی کا لفظ ہیے اور ہمارے سے کے لفظ کی جگہہ نسخہ فارسی اور عربیہ مین خطاب کا لفظ ہے یعنی تمہارے تکڑون مین

اب اس تمثیل کی تاویل سنیے کہ صاحب خانہ خداوند تعالی اور تاکستان دنیا یا صرف خاندان اسرائیل جیسا اشعیا نبی نے اپنی کتاب مین خاندان اسرائیلی کو خدا کا تاکستان کہا اور احاطہ گھیرنا حدود شرعی مقرر کرنا جیسا حد بستیے کے ہاتھہ سے ہوا اور کولہو اور برج بنانا لذائذ ایمانی اور سربلندی دینی دسمین رکھنا اور باغبانون سے مراد شریعت کے رکھوالے یعنی علما لوگ اور صاحب باغ کا سفر کر جانا جلوہ گاہ وحی الہی کا چھپ جانا اور اس عالم سے چلا جانا اور میوہ وقت پہونچانا احکام الہی کو اونکے اپنے اوقات پر بجالانا جیسے فرمایا ان الصلواۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا اور فرمایا العمل الصالح یرفعہ اور فرمایا کہ ینالہ التقوی منکم اور نوکرون سے مراد انبیای بنی اسرائیل جو بعد حضرت موسی کے آئے اور باغبانونکا انکو تکلیف دینا اشارہ ہے اوس معاملہ کا جو حضرت ذکریا اور یحیی

وغیرہما علیہم السلام سے ساتھہ انہون نے کیا اور بیٹے سے
مراد وہ شخص ہے جو بن باپ صرف کلمۃ اللہ سے پیدا ہوا ہے یعنے
عیسے بن مریم اور تاکستان کے احاطے سے باہر لیجا کر مار ڈالنا
یہہ کہ آنحضرت کو معاذ اللہ حدود شریعہ سے خارج اور کافر
ٹہرا کے جس طرح اونکا ایسا ٹہرایا اوسی طرح مار ہی ڈالا فقط
اسمین تو گویا ہمارا اور عیسائیون کا اتفاق ہے لیکن دیکہیے کہ
چہین کر ایک سے لیکے دوسرے کو دینا یہہ گواہی دیتا ہے کہ آسمانی
بادشاہت سے جو مراد نجات مراد ہے کیا آخر دونون مین سلسلہ
حضرت عیسے کی اور ایکے پہلے کی تکمیل ہوگی اور صرف اسکے
پہیل جانیکا نام آسمانی بادشاہت نہین ہے اسلیے کہ تخیلط ہو جانے
کی حالت مین یہہ بات نہین بن سکتی کہ چہین کر دوسرے کو دیدی
جاویگی اور یہہ ظاہر ہے کہ ایک کے پاس سے دوسرے کے
پاس جانیکی حالت جم جانے اور مستحکم ہونے کی حالت
ضد اور برخلاف ہے پس ملکوت السموات صرف جم جانے
اور قایم ہونے کا نام نہین ہے بلکہ ایسی چیز کا نام ہے جو ایک
سے چہین کر دوسرے کو دیجا سکتی ہے اب اگر ایسا ہو سکے یا نہین
اس بات کی کوئی وجہ ثبوت ہو کہ ملکوت السموات سے خود

مراد نہین ہے جو آخر کو بوسیلہ حضرت [illegible] ہی کے پھیلنے کی [illegible]
اوسکے پھیلنے کی حیثیت اور حالت کا نام ملکوت السموات ہے
تو امیدوار ہون کہ بیان کیجیے ہرگاہ ہم یہہ ثابت کرچکے کہ ملکوت
السموات سے خود راہ نجات مراد ہے بدین حیثیت جو آخر زمانے
مین حضرت عیسے کے ہاتھ سے اوسکا پھیلنا کمال تکمیل کو پہونچیگا اور
صرف اوسکے پھیل پڑنے کی حیثیت کا نام [illegible]
پس اب ہم دعوا کرتے ہین کہ اوس راہ نجات سے وہ راہ
مراد نہین ہے جسکو حضرت عیسی قیامت کی [illegible] لائے
تہے اور اوس دعوے کے دو گواہ عادل ہمارے پاس
ہین ایک یہہ کہ ہم ثابت کر آئے کہ حضرت عیسی [illegible] جو [illegible]
اور شریعت لائے تو صرف بنی اسرائیل کے لئے لائے اور
عہد قدیم کی میعاد تمام ہوکر وہ عہد جدید جو مقرر کیا گیا تو صرف
بنی اسرائیل کے لیے مقرر کیا گیا اور ملکوت السموات بالاتفاق
سارے جہان کے [illegible] ہے سو شریعت عیسویہ پر جو پہلی بار
لائے کیونکر صادق آویگی دوسرا یہہ کہ رسالہ اعمال کے پہلے باب
کے [illegible] سے ظاہر ہے کہ ملکوت السموات اوس زمانے
تک بھی نہین آئی تہی جس زمانے تک کہ حواریون مین مسیح

اللہ [illegible] نے بعد واقعہ صلیب کے [illegible] کیا اور دوسرا دعوا ہم یہہ کرتے
ہین کہ [illegible] السموات سے ذرہ بھی مراد نہین ہے جسکو اب
عیسائی لوگ عیسائیت کہتے ہین اور اس دعوے کے چار گواہ
ہین دو تو وہی جو ہم بیان کر چکے اور باقی تیسرا یہہ کہ پہلی انجیل کے اٹھارہوین
باب کے گیارہوین [illegible] ورس مین حضرت عیسیٰ فرماتے
ہین کہ [illegible] سے آوینگے اور ابراہیم اور
اسحٰق اور [illegible] کے ساتھہ آسمان کی بادشاہت مین بیٹھینگے
پر اس بادشاہت کے [illegible] باہر اندھیرے مین ڈالے جاوینگے
جہان رونا اور دانت پیسنا ہوگا* دیکھو اوسکا یہہ اشارہ اپنی
امت کی طرف [illegible] اور اوس انجیل کے ساتوین باب مین ہے
[illegible] ورس مین ہے ہر ایک کہ مجھے خداوند خداوند کہتا ہے
آسمان کی بادشاہت مین داخل ہوگا مگر وہی جو میرے باپ کی مرضی
پر جو آسمان پر ہے عمل کرتا ہے یعنی صرف میرا ماننا اور فقط مجھپر
ایمان لانا نجات کے لیے کفایت نہین کرتا جو میرے بعد آویگا
اوسکا ماننا اور اوسپر بھی ایمان لانا [illegible] ہے اسلیے کہ خدا کی
مرضی یہی ہے اور اگر مجھے خداوند جانا اور میری بات نمانی تو مجھے
بھی خداوند جاننا کام نہین آویگا چوتھا یہہ کہ اکیسوین باب کے ۴۳ ورس مین

ہین حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ اسطرح جیسے بادشاہت آسمانی
نہین کرد دوسرون کو دیجایگی یہہ اشارہ بہی آپکا صریح اپنی ہی امتکی
طرف ہے اور یہہ بہی ظاہر ہے کہ یہان پہلے پہلے والے عیسائی
مراد نہین ہو سکتے اسواسطے کہ وے تو بالاتفاق بادشاہت
آسمانی کے فرزندون مین تہے پس یہان مخاطبین سے نہین مراد
ہین مگر پچہلے پچہلے والے عیسائی جو نسل شیخ دادہ کی گیہون کے ساتہہ
بہشت مین چلے جاتے ہین اور سواے اوسکے فرمانیکے کہ حضرت عیسیٰ
تشریف لاوینگے اوسکے اوکہہ بہی کوئی سبیل نظر نہین آتی پہر کاہ دونون
باتین ثابت ہولین یعنی ایک یہہ کہ ملکوت السموات سے راہ
نجات مراد ہے بدین حیثیت کہ آخر جو پہل سر قایم ہوگی نہ
صرف اوسکا پہیل جانا اور دوسرے یہہ کہ اوس راہ نجات
سے وہ راہ نجات مراد نہین ہو سکتی جو حضرت عیسیٰ پہلی
بار لاے تہے جسمین اونہون سے شہادت کا مرتبہ پایا اور
نہ وہ مراد ہو سکتی ہے جسنکا تمام اسیا عیسائیت پہیل گیا ہے
پس بطریق اجماع مرکب اوس ملکوت السموات اور آسمانی
بادشاہت سے نہین مراد ہو سکتی مگر وہ راہ نجات جسکی یہہ
صفتین ہین آ جسکو حضرت عیسیٰ نے بطور تخم کے بویا تہا انتہی

پیشین گوئی اور خوشخبری ہے اوس بانی اور طیار کی کرانی نہین لاتے
۳ آوده ایسی ہو کہ حضرت عیسی اور تنگہ سے چھینے جائین اور اوسے
دیکھین ... ایسی کہ اوسمین سے چھینے جائین ۴ ایسی راه نجات ہو
جو بصورت بادشاہت کے ظہور مین آوے ۵ ایسی بادشاہت ہو
جسکی بنا آسمانی بادشاه کی راست و درست ثنا خوانی کیلیے
پڑی ہو اور جنگ و جدال بادشاہانہ اوسمین صرف اوسی بابت یعنی
آسمانی بادشاه کیلیے ہو ۶ اوس بادشاہت کے قوانین کا
ماخذ آسمانی کتاب ٹھہرائی جاوی ۷ ایسی راه ہو کہ جسکے برپا ہونے
سے یہ اعتقاد کیا جاوی کہ بنی اسرائیل کے خاندان سے سلسلہ تقرر
نجات کا منقطع ہو گیا ہے اور وہ اونسی چھین لیگئی اور حضرت
عیسی اوس سے نکال لیے گئے ۸ اور وہ ایسی ہو کہ اوسمین
داخل ہونے والے امت عیسویہ نہ کہلاوین کیونکہ اونکو فرمایا ہے
کہ تم اسمین داخل نہونے پاؤگے ۹ اور وہ ایسی ہو کہ بسبب اوسکی
بے سروسامانی کے اوسکے برپا ہونے کو سب لوگ یہی کہین کہ یہہ
صرف آسمانی قدرت ہے چنانکہ پارسیون کا قول فردوسی سے
نقل کیا * ببین ایسی بادشاہت کوئی نہین ہے سوا بادشاہت
محمد الرسول اللہ والذین معہ کے جسکی تعریف مین فرمایا مثلہم فی الانجیل کزرع اخرج

شطأه فآزره فاستغلظ فاستوى [illegible] يعجب الزراع ليغيظ بهم الكفار

دیکھو یہہ وہی مثل انجیل کی ہے جو پہلے مین نے بیان کی اور حضرت
عیسے کے ہاتھ سے آخر زمانے مین اوسکے ترویج کی [illegible] جاوے گی
کیونکہ حضرت عیسے بعث اسرائیلیہ سے نکال لیے گیے اور اوسی
بادشاہت کی حمایت کے لیے متعین ہوے ہین اور لیغیظ بہم الکفار
کا مضمون کیسا چسپان ہوتا ہے اور [illegible] فرمایا کہ
کہ وہ موجب درد و الم کا اپنے مخالفونکے لیے ہوگا اور یہہ جو حضرت نے فرمایا
کہ تمہاری نظرون مین عجیب ہی مطلب یہہ کہ اکثر تم یاد رکھو گے
اور دیکھو گے یہہ کیسی بات ہوئی کہ خاندان [illegible]
کا منقطع ہوگیا اور یہہ جو فرمایا کہ وہ پتھر سر زاویہ کا ہوگیا اوسکے
یہہ کہ جو کونا عمارت کا بلندی کے طرف خالی تھا سو اوس [illegible]
وہی بات ہے جو پیغمبر خدا سے بخاری و مسلم وغیرہ نے باسناد
متصل استخراج کیا ہے کہ آپ نے فرمایا کہ مین عمارت نبوت کا
تکملہ ہون اور مین وہ اینٹ ہون جس سے عمارت نبوت کا خالی
کونا بھر گیا * اب دیکھو بھائیو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم کی کتنی بڑی بزرگی ثابت ہوتی ہے یعنی حضرت عیسے کا
قول پہلی انجیل کے تیرہوین باب کے سترہوین درس مین یہہ

ملی گواہی ہے کہ انحضرت کو حضرت مہدی کے ادراک کی تمنا اگلے انبیا وں
کو بہی سوا اوسیطرح حضرت عیسے کو اوس ملکوت السموات کے اجرا کی
جو ہونیسے تمنا تہی خدا نے قبول کی کہ آخر زمانے مین حضرت
عیسے کے ہاتو نسے ملکوت السموات کا رواج تکمیل کو پہنچیگا اور
اسی طرح انحضرت کو ایسی تمنا تہی کہ نماز مین اوسکے آنے کی
دعا مانگا کرین اوسیے پیغمبر خدا نے اپنے واسطے مقام محمود
کی دعا کرنیکا حکم دیا* **دوسری خوشخبری** جسکا ذکر
قرآن شریف مین یون ہے اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل
انی رسول الله الیکم مصدقا لما بین یدی من التورىة ومبشرا برسول
یاتی من بعدی اسمه احمد یعنی کہا عیسے بن مریم نے کہ ای بنی اسرائیل
مین تمہاری طرف الله کا رسول ہون تمہاری طرف تصدیق کرنیوالا ہون
اوس بات کو جو توریت مین ہے اور خوشخبری دینے والا ہون ایک
پیغمبر کی جو میرے بعد آویگا اور اوسکا نام احمد ہے* اس آیت
کا مصداق جو تہی انجیل مین ہے مگر عیسائیون کے ہاتہ سے جسطرح
انجیل کے اور مقامون مین اور توریت مین بہی خرابیان واقع
ہوئی ہین جیسا اگلے استفسار مین ہم بیان کر آئے اسیطرح
اس جگہہ بہی کئی طرح کی خرابیان واقع ہوئین **پہلی خرابی**

وہ تو وہی ہے جسنے ساری انجیل کو گھیر لیا یعنی حضرت عیسی کا کلام
بعبارتہ و بلفظہ کہ عبری تھا باقی ہی نہ رہا صرف اوسکا ترجمہ یونانی زبان
مین اصل قرار پایا ہے اس جہت سے یہان بھی احمد کا ترجمہ
کر ڈالا بلفظ فارقلیط اور نامونکا ترجمہ کر ڈالنا عیسائیونکی عادت ہو
گیا ہے چنانکہ اس استفسار کے آغاز مین اسکے سلسلے اوسکا بیان
ہوا مگر معلوم ہوتا ہے کہ یہہ ترجمہ بنیت فاسدہ نہین کیا گیا بلکہ بوجہ
عادت کے کیا گیا اسواسطے کہ یہہ لفظ یونانی کئی معنون مین مشترک ہے
کہ وے سب معنی احمد مصطفی پر صادق آتے ہین بعضے لفظاً اور
معناً دونون اور بعضے صرف معناً کیونکہ اوسکے اتنے معنی ہین
تسلی دینے والا شفاعت کرنیوالا وکالت کرنیوالا بڑا ستودہ
بڑا سراہا گیا کہ اسم تفضیل بمعنی فاعل اور مفعول دونون
چنانکہ بعضے یونانی کے واقف کارون نے اور فخر الدین رازی علیہ
الرحمہ نے تفسیر کبیر مین کہا ہے دوسری خرابی ترجمے
انجیل کے جو اور زبانون مین ہوئے تو اکثرون مین فارقلیط ہی کے لفظ
کا بھی ترجمہ کر ڈالا مگر بعضون مین باقی ہے چنانکہ بغداد کے پاس
نسخے ہین اونمین سے عربیہ قدیمہ و جدیدہ ترجمہ
والے مین وہ لفظ بعینہ لکہا ہے اور باقیون مین اوسکا ترجمہ ہے

کہیں مسیح تسلی دہندہ اور کہیں پیغمبر شافع اور کہیں وکیل اور بعض ثقہ
آدمیوں سے میں نے سنا ہے کہ بعضے ترجمے میں امیدگاہ عوام
اور بعضے نسخوں میں رسول بھی ہے * تیسری
خرابی اون ترجموں میں سے وہ ترجمہ جو اسماً اور رسماً
دونوں طرح آنحضرت پر صادق آوے یعنی بڑا سراہنے والا
یا سراہا گیا نہیں لکھتے ہیں چوتھی خرابی وہ بڑی
خرابی ہے یعنی کہ حضرت عیسیٰ نے شاید حواریوں سے
وعدہ کیا تھا کہ تم پھر روح القدس کے فیض سے تازہ
دم ہووینگے اور اوسکے ساتھ شاید یہہ بھی فرمایا ہوگا کہ
احمد محمد روح راستی ہے سو عیسائیوں نے فارقلیط
کا مصداق اوس روح القدس کو جس سے بعد واقعہ
صلیب کے حواری لوگ تازہ دم ہوئے سمجھ کر جہاں کہیں فارقلیط
کا لفظ وارد ہے وہاں بطور تفسیر کے روح القدس کے لفظ کو
بھی مقارن اوسکے لاحق کر دیا اور الحاق تفسیرات کو
بھی میں اسی دن کے واسطے اس تتمہ رسالہ کے آغاز میں ثابت
کر چکا ہوں لیکن جس جگہ الحاق تفسیر کے لیے کوئی سبب
ظاہری نہیں بوجھا جاتا وہاں ہرگاہ الحاق ثابت ہو لیا تو جہاں

کہین کہ حسد اور عداوت کو کاس [illegible] ہے وہان تو [illegible]
الحاق بالیقین کیا جائیگا بلکہ [illegible] کیا جاتا ہے کہ [illegible]
کو خراب کر دینے کے لیے [illegible] نکو جہان تحریف سے [illegible]
نہا خراب کر ڈالا تا کہ حسد اور عداوت پر پردہ پڑا رہے اور
ایک احتمال یہہ بہی ہے کہ قبل [illegible] روز کا [illegible]
کے بعضے لوگون نے دعوا کیا تہا [illegible] سو اگلے
عیسائیون نے اونکو اوسکا مصداق نہ سمجہہ کر ایک تفسیر اپنی
سمجہہ کے موافق اوسکے ساتہہ لاحق کر دی [illegible] اگر یہہ سمجہے
کہ تفسیر مفسر کی علی الاطلاق قابل حجت اور ہر جگہہ [illegible]
نہین ہو سکتی اور اوسکی سند نہ ڈہونڈہے کہ یہہ
عیسے کے شاگردون کی ہے یا یونانی ترجمے والے نے
اپنی سمجہہ [illegible] افق لگا دی ہے یا بعد اوسکے اور کسی نے
پانچوین [illegible] موعود کے بعضے آثار اور لوازم
حضرت عیسے نے ایسے فرماے ہین کہ وہ بتاویل بعیدہ اور
توجیہہ دور از کار [illegible] روح القدس پر جسنے حواریون
پر [illegible] واقعہ صلیب [illegible] دل کیا تہا صادق نہین آتے
تو عیسائی اوسکے معنی اپنے ذہن سے اسطرح پر کہ مثلا انجیل

کو جو چوتھی انجیل کے مولف نے حضرت عیسی سے نقل کی ہے بیان کرتا ہوں اوسکی ضمن مین دوسری بات کی تحقیقات بخوبی ہوجاویگی اور تیسری بات کچھہ تحقیقات طلب نہین ہے بلکہ آفتاب نیمروز سے زیادہ روشن ہے انجیل چہارم باب شانزدہم درس ۷ لیکن بشما راست میگویم شما را مفید است که من بروم که اگر من نروم آن تسلی دہندہ نزد شما نخواہد آمد اما اگر بروم او را نزد شما خواہم فرستاد ۸ و چون بیاید جہانیان را بگناہ و صدق و انصاف ملزم خواہد ساخت ۹ بگناہ زیرا که بمن ایمان نمی آرند ۱۰ و بصدق زیرا که بنزد پدر خود میروم و شما او را دیگر نمی بینید ۱۱ و بانصاف زیرا که بر رئیس اینجہان حکم جاری شدہ است ۱۲ و دیگر خبرہا بسیار دارم که بشما بگویم حالا نمیتوانید متحمل شد ۱۳ اما چون او یعنی روح راستی بیاید و شما را بتمامی راستی ارشاد خواہد نمود که او از پیش خود سخن نخواہد گفت بلکه ہر آنچه که می شنود خواہد گفت و شما را از آینده خبر خواہد داد ۱۴ او مرا جلال خواہد داد که او آنچه از آن من است خواہد یافت و شما را خبر خواہد داد ۱۵ آنچه پدر دارد از آن من است ازہمین سبب گفتم که آنچه

از آن من است خواهد بشنود و شما را خبر خواهد داد و نسخہ
۱۸۶۴ ورس ۷ لکنی اقول لکم انه خیر لکم ان انطلق لانی
ان لم انطلق لم یاتکم الفارقلیط فان انطلقت ارسلته الیکم
۸ فاذا جاء ذاک یوبخ العالم علی خطیئة و علی بر و علی حکم الخ نسخہ
۱۸۱۶ ورس ۷ اقول لکم الصدق وهو ان انصرافی
اولی لکم لانی ان لم انصرف لن یاتیکم الشافع ۸ فاذا
سرت ارسلته الیکم وهو اذا جاء الزم الدنیا بالذنب
بالعدالة والدینونة ۹ اما الزامه بالذنب فانهم لم یومنوا بی
۱۰ واما بالعدالة فلانی منطلق الی ابی ولن ترونی بعد ذلک
۱۱ واما بالدینونة فلان ملک هذه الدنیا قد دین نسخہ ۱۸۱۱
ورس ۱۱ فاما علی الحکم فان رئیس العالم قد دین* اور اس
نسخے میں بجای فارقلیط تسلی ہے یعنی تسلی دہندہ اور
معزی انہیں معنوں پر ہے تعزیت سے اور نسخہ ۱۸۱۴
میں وکیل کا لفظ ہے اور نسخہ ۱۸۲۹ میں تسلی دینے والا
لکھا ہے اور اس نسخے والے نے یہاں عجیب کام کیا
کہ جہاں کہیں ضمیر مذکر کی فارقلیط کے طرف راجع ہے اس کو
مؤنث کی ضمیر کر ڈالی ہے تاکہ روح پر [illegible]

ہندی سے ہے * اب یہان مترجمون کی نحوی خطا کو
اور اختلاف الفاظ سے جو انھون نے کیا ہے یعنی
کی جگہہ عدالت اور دینونۃ کی جگہہ انصاف اور رئیس العالم
کی جگہہ ملک ہذا الدنیا لکھا اور یہہ عربی اور فارسی دان
جانتا ہے کہ یہہ لفظین آپسمین مترادف نہین ہین اور حکم
بندہ است مدان کا مترادف نہین ہے قطع نظر اسکے اصل
مطلب کے رو سے غور کیجیے کئی باتون پر اول یہہ کہ
از روی بیبل کے بالاتفاق ثابت اور بالبداہت
کہ روح القدس سیکڑون دفعہ حضرت عیسیٰ سے بنی
اسرائیل کے انبیا کے پاس اور انکے توسط سے بنی
اسرائیل کے پاس آتا تھا اور ہمارے اصول پر حضرت عیسیٰ
کے ساتھہ برابر رہا کرتا تھا اور عیسائیون کے اصول پر
روح القدس اور حضرت عیسیٰ ہی سے تھے اور انکا
اتحاد ازلی تھا پس بہر حال حضرت عیسیٰ کا بنی اسرائیل
کے پاس ہونا اور روح القدس کا ہونا ایکہی بات تھی
اور استفسار یازدہم کو دیکھو اسمین ہم ثابت کر آئے
ہین کہ ایکبار حضرت عیسیٰ کے سامنے ہی روح القدس

سے بخاری لوگ مخفی ہو سکتے ہیں یہہ فرمانا حضرت
عیسی کا کہ جبتک میں نجاؤنگا فارقلیط تمپاس نہ آویگا صرف اسی
زبان سے گواہی دیتا ہے کہ مصداق فارقلیط کا وہ شخص
ہے جو قبل حضرت عیسی کے مرتفع ہوجانیکے کبھی کسیکے
[illegible] نہ کوئی سواری اوس سے
[illegible] ہوا تہا بلکہ اوسکا آنا موقوف تہا حضرت عیسی کے
جانے پر دوسری یہہ کہ فرمایا کہ میرا ایمان نہ لانے
پر لوگون کو الزام دیگا یہہ کلام صاف گواہی دیتا ہے کہ فارقلیط
حضرت عیسی کے منکرون پر ہی ظاہر ہوگا حالانکہ [illegible]
پارہ دہم مین ہم بیان کر آئے ہین کہ روح القدس نے جو حلول
کیا تہا تو صرف حواریون ہی مین حلول کیا تہا وہ بہی ایک گوشہ
مکان مین جسطرح جن کا حلول کسی آدمی مین ہوتا ہے
تیسری یہہ کہ فرمایا یوبخ العالم علی حکم والزم لدنیا
بالدینونۃ یعنی مجکو بہت لوگون کی توبیخ اور سرزنش کریگا یہہ
مضمون اہل انصاف کے نظر مین [illegible] لی ہے اسبات
پر کہ وہ روح القدس جسنے حواریون مین حلول کیا تہا
مصداق فارقلیط کا نہین اسلئے کہ روح القدس کا عموماً

مقام پر دو باتین باریک اور بھی ہین ایک یہہ کہ روح القدس
کے نازل ہونیکے قصہ کو رسالہ اعمال کے پہلے باب مین دیکھو
کہ اوس سے صاف ظاہر ہے کہ اول ایک بھونچال سا چلا
اور بعد اوسکے آگ کی سی آنچین حواریون پر تھہرین
اور وے ہر طرح کی زبانین بولنے لگے اسکے سوا اور
واقع ہوا اب سوچیے کہ یہانسے کہان ثابت ہوتا ہے کہ اوس
روح نازل ہے مانند حضرت عیسیٰ کے جسم پکڑ کر حواریون سے
کلام کیا کہ اوسپر وے شبہہ کذب کا کرتے تا کہ دفع دخل
حضرت عیسیٰ کا مقتضا ہے حال کے موافق ٹہرتے دوسری
یہہ کہ روح القدس اسطرح جسپر آتا ہے اوسے اوسکی بابت
خود بخود یقین ہو جاتا ہے اور اوسکا آنا ناگہان مفید یقین کا
ہوتا ہے اور اگر نہو تو انبیا کو اپنی نبوت کا کسطرح یقین ہو پس
اوسکی نسبت اون لوگون سے جن پر وہ جن کے طرح آنے
والا تھا یہہ دفع دخل کرنا کہ وہ اپنے طرفسے کچھ نہین کہیگا تو
جب وہ آویگا تو اوسے یاد رکہنا محض بیہودہ اور بے معنے
بات ہے پانچوین یہہ کہ حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ
و انچہ ازان من است خواہد یافت یعنی میرا ہے منصب

وہ پاویگا یہہ جملہ بہی عیسائیون کے سب تاویلون کو بیخ و بن سے
برکندہ کرتا ہے اور یہہ بات بہی عقل والون کے نزدیک نہیں ہو
جا نقص جلی مفید ہے اثبات کے لیے کہ روح القدس اور
اور مصداق فارقلیط کا اور ہے اسلیے کہ جہان مین جتنے لوگ
روح القدس کو مانتے ہین اونمین [illegible] کے اتفاق
سے ثابت ہے اور جس دلیل سے عقلاً روح القدس
ہے وہ دلیل بہی یہی کہتی ہے کہ روح القدس کا جو کمال ہے
سو اوسکے آغاز پیدایش سے ہے اوسکو اپنے کسی کمال
کی حالت منتظرہ نہین ہے بلکہ اوسکا ہر کمال جو اوسکے مرتبہ کے لائق
ہے ہمیشہ سے بالفعل ہے نہ بالقوہ اور
بعد کسی کمال کا پانا اوسکے نسبت عقلاً بہی نہین صحیح ہے جب
کہ ثابت ہوگا یہہ تو ہمارے اصول پر ہوا اور عیسائیونکے اصول پر
روح القدس قدیم اور غیر مخلوق اور غیر محاط القیاس اور قادر مطلق اور خدا
ہے اسکے لیے حالت منتظرہ واسطے حصول کمال کے زمانہ
آئندہ مین کیونکر جائز سمجھی جاسکتی ہے قربان حضرت عیسی
کے کس طرح سے فارقلیط کے بیٹھے کہ پردہ انتہا
کا بہی باقی ہے اور تامل کے وقت کوئی جگہ عذر کی بہی نہ

علاوہ اسکے حضرت عیسیٰ کے مضمون میں سے ایک بات یہ
بھی نہیں کہ وے آدمی تھے اور لباس انسانی میں انہوں نے
ظہور کیا اور روح نازلہ اسطرح پر نہیں آئی تھی بلکہ صرف
جن کی طرح اوسنے حواریوں میں حلول کیا تھا پس حضرت
عیسیٰ کا مطلب یہہ ہے کہ میری طرح وہ بھی بہیکل انسانی
تسلی کے لیے آویگا اور اسکا مصداق اوس روح کا
[illegible] سمجھنا جو جن کی طرح تم میں حلول کریگی اور حضرت
نے اس مقام پر ایک اور کرامات کی یعنی اگر کوئی شبہ کرے
کہ حضرت خاتم النبین کو تو کافہ اہل عالم کے لیے مبعوث کیا
اور یہاں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ وہ میرا نصیب [illegible]
اس سے معلوم ہوا کہ صرف بنی اسرائیل کا ہوگا یا
کوئی یہہ شبہ کرے کہ حضرت خاتم النبین سے انجیل کے
بعضے ظاہری حکموں کی میعاد تمام ہوگئی یعنی وہ احکام منسوخ
ہوگئے ہیں اور یہاں حضرت عیسیٰ فرماتے ہیں کہ جو میرا
سو وہ پاویگا تو چاہیے کہ ایک حکم ظاہری بھی شریعت
عیسویہ کا منسوخ نہوتا یا کوئی شبہ کرے کہ حضرت عیسیٰ
بنی اسرائیل میں سے تھے اور بن باپ پیدا ہوئے اور

سیاق سے بہہ ظاہر ہے کہ رئیس العالم سے وہی شخص مراد ہے
جسکی حکومت سابقاً اوسکے ذکر کی وجہ بیان کرنی مقصود ہے اور جو
ضمیر کی جگہہ اسم ظاہر کو لانا خلاف تہا وہ اہل بلاغت کے نزدیک نہین
اسلیے اوس ضمیر کو یہان پر رئیس العالم تعبیر کیا ہے اوسکے
حق مین جو فرمایا کہ یہہ وہ حکم جاری شدہ است یا فرمایا رئیس العالم
یدان تو بالیقین یہہ مترجم کی غلطی ہے غالبًا عبرانی بلکہ یونانی مین
بہی یہہ جملہ اسطرح پر ہوگا جسکا ترجمہ یہہ ہو کہ اوسکو سزا دینے کا
حکم ہو چکا ہے چنانکہ نسخہ ۱۸۳۹ والے نے اوسکا ترجمہ یون کیا
کہ اوسکو سزا کا حکم ہو چکا ہے یہان اوسپر کا لفظ مترجم نے اپنی
سمجھ کے بہت سے لکہا اصل مطلب وہی ہے جو مین نے کہا
کہ اوسکو سزا کا حکم ہو چکا ہے یعنی حضرت عیسیٰ فرماتے ہین کہ مجھکو
سزا دینے کا منصب نہین ہے چنانکہ اوپر گذرا اور وہ شخص
موعود جو آویگا تو اہل عالم کو حکومت الزام دیگا اسلیے کہ سزا
دینے کا حکم اوسی کے نام نکل چکا ہے اور وہ جو عیسائی
لوگ بعضی وجوہ فاسد سے جنکی بحث آگے آویگی اور وہی نہین
اور تحریف معنوی کیا ہے جسکی خبر فطرس حواری نے دی تہی
اور اوسکے آثار پولوس نے قرن اول کے بعضے عیسائیون کو دکہلایا

ہین یا بگئے تہے رئیس العالم سے شیطان مراد لیتے ہین تو یہہ محض سرکشی کی بات ہے اسلیے کہ کوئی قرینہ ان معنون کے قرار دینے کا یہان نہین ہے اور نہ رئیس العالم شیطان کا مترادف ہے اور بحکومت الزام دینا تو فارقلیط کے لیے ورس ہشتم مین حضرت عیسیٰ نے فرماہی چکے اور بڑی دلیل بطلان عیسائیون کی اس تحریف معنوی کی یہہ ہے کہ یہان حضرت عیسیٰ فارقلیط کے لیے بحکومت عام الزام دینے کی تعلیل بیان کرتے ہین یعنی شیطان کو کہ جسپر سزا کا حکم حضرت آدم کے وقت سے ہوچکا ہے اور بالاتفاق اوسکا ظہور قیامت کو ہوگا فارقلیط کے ہاتہون سے کون سی سزا بحکومت دنیا بنا دی گئی جسکی جہت سے وہ تعلیل حکومت عامہ کی صحیح ہو بالجملہ ورس یازدہم مین اوسی فارقلیط کو رئیس العالم کہا ہے اور شیطان مراد محض از راہ جہالت ہے ہرگاہ یہہ بات ٹہر چکی تو اب ورس سیزدہم کے آغاز کو دیکھیے کہ ضمیر غایب کی یعنی آو فارسی مین اور وہ اردو مین اور ضمیر مستتر جار کی بعضے عربی ترجمون مین اور ذلک جو اور بعضے نسخون مین ہے کدہر پہرتی ہے ورس دوازدہم مین کوئی شخص مذکور نہین ہے جبکہ

ضمیر پھر سکے پس یہہ نہیں پھرتی ہے مگر اوسی رئیس جہان کی
طرف جسکا ذکر درس بارہویں میں ہے لیکن جب دیکھا عیسائیون
نے کہ اوس ضمیر غایب کے بعد کا مضمون اوس شخص پر نہین
صادق آتا ہے جیسے دیسے اپنے ان فاسد مین از راہ نافہمی
مراد رئیس العالم ٹھہراتے ہین تو لاچار اوسکی تفسیر ٹہرادی
یہین عبارت یعنی کہ روح القدس اور یہہ نہ سمجھے کہ ہرگاہ روح
القدس کو کہنا منظور تہا تو ضمیر کو کیون لائے مگر اعجاز عیسوی
نے اس کلام سے ظاہر ہے کہ جسطرح بعضے گواہ خود اپنے اظہار سے
متہم ہو جاتے ہین اور بعضے دست آویز کے بعضے لفظون کی
جو اوسکی عبارت سے ثابت ہو جاتی ہے اسیطرح
دستاویز کا مضمون اور آنچہ از آن من است خواہد یافت اور یہہ
مضمون کہ تا من نخواہم رفت او نخواہد آمد اور آغاز درس سترہم
کی ضمیر اور حصول منصب و نبوت کی تعلیل یہہ پانچو باتین فارقلیطا
کی تفسیر کو جو بروح القدس کیا ہے باطل ٹہراتی ہین انجیل

چوتھی باب پندرہوان ۱۸ سے ۱۹ درس ۲۴ اگر من درمیان ایشان
آن کارہا نکردہ کہ ہیچکس نکردہ است نکردہ بودمی گناہی نمیداشتند و حال کہ دیدند
هم مرا و هم پدر مرا دشمن داشتند ۲۵ و این چنین میشود تا کہ

حواریون پر ظاہر ہوا تھا دوسرے یہہ کہ سب لوگ جانتے ہین
کہ حواریون کے ہاتھہ سے جو گواہی حضرت عیسیٰ کے حق مین ظاہر
ہوئی تھی سو وہی گواہی روح القدس کی تھی کس طرح جس شخص
پر جن مسلط ہوتا ہے سو جن کی باتین وہی ہوتی ہین جو اوسی
شخص کے مونہہ سے نکلتی ہین اور روح القدس نے علیحدہ شخص کی
صورت پکڑ کے حضرت عیسیٰ کے حق مین گواہی نہین دی کیونکہ
سب عیسائیونکا اسپر اتفاق ہے اور عہد جدید کے کسی رسالہ
سے بھی ثابت نہین ہوتا کہ روح القدس نے علیحدہ حواریون
کے سامنے گواہی دی ہو جب یہہ بات ٹھہر چکی تو اب دیکھیے
ایک لفظ جو ورس ستائیسوین مین واقع ہے یعنی بھی اور یہہ
اور لفظ جسکو سنہ ١٦ والے نے حذف کر دیا مگر ابھین تک
الحمد اللہ وہ لفظ حضرت عیسیٰ کی کرامات سے بعضے نسخون
مین باقی ہے کہ علانیہ قطعی گواہی دیتی ہے کہ روح القدس اور
شخص ہے جسکی گواہی وہی ہے جو حواریون کے ہاتھہ سے
ظاہر ہوئی اور فارقلیطا اور شخص ہے کہ اوسکی گواہی بہ نسبت
حواریون کی گواہی کے دوسری گواہی ہوئی اور انجیل
عیسوی بیان یہہ دیکھے کہ اوسے گواہ قرار دیا اور اسکی

بات کو اپنے حق مین گواہی کہا اور یہہ بات ہر کوئی جانتا ہے
کہ گواہی اوسی بات کو کہتے ہین جس سے اصل معاملہ کھل جاوے
پس عیسائیون کے اصول موضوعہ کے راہ سے حضرت
عیسے کے حق مین تو حواریون سے کوئی بات گواہی نہین
ٹھہرتی اسلیے کہ اونہون نے تثلیث کی حقیقت کی تعلیم کی اور
تثلیث کو خود عیسائی لوگ کہتے ہین کہ ہماری سمجھہ سے باہر ہے
سو یہہ گواہی کاہیکو ٹھہری بلکہ معما کہنا ٹھہرا جسکے معنی اب تک
نہین کھلتے یہانسے ثابت ہوگیا کہ تثلیث کا انتساب حواریون
کے طرف جھوٹھہ ہے اور حواریون نے بھی وہی گواہی دی
جو فارقلیط نے دی یعنے کہا کہ عیسے خدا کا بندہ اور پیغمبر ہے
کہ اس سے اونکی حقیقت کھلتی ہے اور معما نہین ٹھہرتا کہ سمجھہ مین
نہ آوے انجیل مذکور باب چہاردہم ۲۵ [16, 18] من این
سخنہارا چونکہ نزدیک شما بودم بشما گفتہ ام ۲۶ لیکن ان تسلی
دہندہ یعنے روح القدس کہ پدر او را باسم من خواہد فرستاد
شمارا ہمہ چیز خواہد آموخت و ہرچہ من شمارا گفتم بیاد شما
خواہد آورد الی قولہ ۲۸ از انجا کہ گفتم کہ من نزد پدر میروم زیرا کہ
پدر عظیم از من بزرگتر است ۲۹ وحالا قبل از وقوع بشما .

خبر دادم تا کہ چون وقوع یابد باور کنید ۳۰ دیگر بسیار با شما گفتگو نخواہم کرد زیرا کہ رئیس اینجہان می آید و در من ہیچ ندارد *
یہان بہی ۱۶ سنہ ۱۶۷۱ مین فارقلیط اور ۱۸ سنہ ۱۸۱۶ مین شافع اور سنہ ۱۸۴۱ مین وکیل ہے مگر سنہ ۱۸۱۱ والے نے [illegible] ہوری کاریگری کی یعنی لکہتا ہے ۲۶ اذا جاء روح القدس المعزی سب کہین وہ اور اور [illegible] ترجم معزی کے لفظ کو کہ مرادف تسلی دہندہ کا ہے اور اور لفظون کو جو اوسکی جگہہ بدلا یا کرتے ہین یعنی شافع اور وکیل سبکو پہلے لکہتے ہین اور اوسکے بعد اوسکی الحاقی تفسیر لگاتے ہین سنہ ۱۸۱۱ والے نے یہان روح القدس کے لفظ کو اصل فارقلیط کی جگہہ لکہہ دیا اور معزی کے لفظ کو اوسکی صفت کا شنفہ ڈال دی شاباش بڑا کام کیا ایسا کسی سے کاہیکو ہو سکتا دیکہیے یہان بہی تین جابہ تو [illegible] ہو جاتا ہے کہ وہ تفسیر محض جعلی ہے جیسا بعضے گواہ کے اظہار سے اوسکا جہوٹہہ پکڑا جاتا ہے اور بعضی دست آویز کے بعضے لفظون کی جعلیت اوسی دستاویز کے دوسرے لفظون سے ثابت ہو جاتی ہے اول یہہ کہ جو لوگ روح القدس کے فیض سے پہلے ایکبار مستفیض اور حضرت عیسے کی برکت صحبت سے اوسکی حقیقت سے خوب مطلع ہو چکے تہے اور علاوہ

آنیکے روح القدس کا حلول بالخاصہ مفید یقین کا ہونا ہے اور اونکے
مقابلہ مین یہہ کلام کہنا کہ مین تمکو پہلے سے کہے جاتا ہون کہ تا
اوسکے آنیکے وقت باور کرو کوئی شخص جیسے ذری بہی
کہنیکا سلیقہ ہوگا نہین کہیگا چہ جاکہ پیغمبر خدا جیسے تم خدا جانتے
ہو پس معلوم ہوا کہ فارقلیط وہ شخص ہے جسکا آنا بالخاصہ مفید
یقین کا ہو اور جنکے پاس وہ آوے ویسے لوگ منتشر
اوسکی حقیقت کو بطور عین الیقین اور حق الیقین کے نہ جان چکے
ہوئے ہون بلکہ وے ایسے لوگ ہون کہ اوسکے باور کرنے مین شبہہ
کرتے ہون دوسری یہہ کہ یہہ کلام سرتاسر دلالت کرتا
اس بات پر کہ جب حضرت عیسی بنی اسرائیل کے پاس تہے
تو وہ شخص موعود اونکے پاس نتہا پس معلوم ہوا کہ روح القدس
ہرگز نہین ہے اسلیے کہ حضرت عیسی کا بنی اسرائیل کے پاس
ہونا اور روح القدس کا ہونا ایکہی بات ہے خصوصاً عیسائیونکے
کے اصول پر تیسری یہہ کہ وہ کونسی بات تہی جسے
حواری لوگ بہول گئے تہے اور روح القدس نے اونہیں
یاد دلایا اور اونہین یاد پڑی عہد جدید کے کسی رسالہ سے کوئی
بات ایسی نہین معلوم ہوتی ہان مگر ایک بات یعنی حضرت عیسی کا

زندہ آسمان پر اوٹہہ جانا اسمین الٹہا اونہین شبہ پڑا تہا اسلیے کہ وقت گرفتاری حضرت عیسے کے حواری لوگ آپکے پاسسے ہٹ گئے تہے اور پہر جو بعضون نے پہرکر دیکہا تو انحضرت ہی کی صورت کا آدمی دیکہا سو وہ شبہ بعد واقعہ صلیب اور قبل روح القدس کے حضرت عیسے نے آپ ہی ظاہر ہوکر رفع کردیا تہا پس معلوم ہوا کہ یہا نسے ٹلتہ اوسلے اولے عیسائی مراد نہین بلکہ مخاطبین کے اخلاف مراد ہین جو حضرت عیسے کی توحید بہول گیے اور تثلیث کی تہمت اونپر لگانے لگے سو اونکے پاس روح القدس نہین آیا اس سے ثابت ہوگیا کہ فارقلیط وہ شخص ہے جو حضرت عیسی کی باتونکے بہولجانے والون پر علانیہ ظاہر ہوگا ~~نہ وہ~~ کہ جو حواریون پہ نازل ہوا یعنے روح القدس

چوتہی یہہ کہ فرمایا رئیس اینجہان می آید و در من حصہ ندارد اور بعضے نسخون مین حاکم دنیا کا لفظ ہے اور نسخہ ۱۸۱۶ مین رئیس العالم کا لفظ ہے * **دیکہو** یہہ وہی لفظ ہے جو اسی انجیل کی سولہوین باب کے گیارہوین درس مین ہے یعنی بر رئیس اینجہان حکم جاری شدہ است اور اوسیکی طرف پہرتی ہے ضمیر غایب کی جو اوس باب کی تیرہوین

کا لفظ وارد ہوا اور وہان شیطان مراد لینا مستحسن ہو چہ جا کہ
واجب کہ دوسرا احتمال قائم ہوسکے مگر نسخہ اردو سنہ ۱۸۳۹
والے نے جسکو اوس ملتزمہ اپنی کے حاشیہ پر اپنے مقام
مین بتا دیا ہے کہ فلانی فلانی جگہہ یہہ لفظ آیا اور وہان بہی
شیطان مراد ہے اور اوسکے مطابق ایک عیسائی ذیعلم
نے مجہے کئی پتے لکہوا دیے کہ فلانی فلانی جگہہ شیطان کو حاکم
جہان بلکہ بعضے جگہہ خدائی جہان کہا ہے اب مجہے ضرور
ہوا کہ اون مقاموں کو نقل کرون تا دانشمند دیکہے سنا سنے
اونکے استدلال کی صحت اور غلطی ظاہر ہو جاے نشان
اول انجیل یوحنا باب ۱۲ درس ۳۱ سنہ ۱۸۱۳ء
اس جہان کا انفصال ہے اب اس جہان کا حاکم نکالا جائیگا
سنہ ۱۸۱۶ اکنون برین جہان حکم میشود و اکنون رئیس اینجہان افگندہ
خواہد شد سنہ ۱۸۳۴ اب اس دنیا کا انصاف ہوگا اب اس دنیا کا
حاکم نکال دیا جائیگا * ہم نہین سمجہتے ہین کہ یہانپر شیطان
مراد ہونیکی کیا وجہ مگر یہہ کہ ترجمون مین تحقیرا خود مترجمین یہہ
لفظین لاتے ہین کہ نکال دیا جائیگا اور افگندہ خواہد شد مین
کہتا ہون کہ ذری انصاف کیجیے کہ آیا شیطان کہین منصف تہا

جو نکالا جائیگا یا کسی مرتبہ بلند پر اوس وقت تک تھا جو بعد حضرت
عیسیٰ کے اوس مرتبہ سے گرا دیا جائیگا ہرگاہ کہ ایسا کچھ نہین
ہے تو یہان سے بہی شیطان مراد لینا [illegible] واسطے دفع
الزام اوسی جملے کے ہے جو باب چہارم ہے ورس
سی ام مین وارد ہے یعنی کہ در من حصہ ندارد او یہان
اصل مطلب حضرت عیسیٰ کا یہہ ہے کہ رئیس العالم یعنی وہ
ہے ظہور مین آویگا مترجمون نے از راہ عداوت یا بلادت کے
ترجمہ خراب کر ڈالا اور یہہ جو حضرت عیسیٰ نے فرمایا دور انقضا ن
آپہونچا یہہ اشارہ ہے اس بات کی طرف کہ دور حضرت آخر الزمان
آپہونچا چنانکہ حضرت سرور کائنات نے فرمایا کہ بعثت انا
والساعة کہاتین یعنی مین اور قیامت ایسا ساتھہ ہون جیسے دو
اور رسالہ اس مقام پر ایک لطیفہ یہہ ہے کہ افگندہ خواہد شد کے
لفظ کو مترجمین از راہ تحقیر کے خود ہی لکہہ کر استدلال کرتے ہین
اپنے اوس مطلب باطل پر حالانکہ اعمال کے رسالے کے دوسرے
باب مین بہ نسبت روح القدس کے بہی اس مضمون کا لفظ وارد ہے
چنانکہ اوسکے نسخہ ۱۸۱۶ ورس ۳۳ مین ہے روح القدس را
مشہور را از پدر یافتہ ریختہ است * دیکھو افگندہ شدن اور ریختہ

مین نے پوچھا اونہون نے کہا کہ یہان برائی کی نسبت الہ العالم
کی طرف ہے اس سے معلوم ہوا کہ الله مراد نہین ہے مین
نے کہا برائی کی نسبت [illegible] الله کی طرف ہے
چنانکہ کتاب خروج کے ساتوین باب کے درس سیوم اور چہارم
سے ظاہر ہے کہ خداوند خدا نے فرماتا ہے کہ مین فرعون کے
دلکو سخت کرونگا [illegible] تمہارا شنوا نہوگا * اور اشعیا نبی کی
کتاب کے پینتالیسوین باب کے درس ہفتم مین یون لکہا ہے
[illegible] مین ہوا [illegible] میرے سوا کوئی نہین مین روشنی بناتا ہون
اور تاریکی پیدا کرتا ہون اور سلامتی بناتا ہون اور شر پیدا کرتا
ہون * اور پہلی انجیل کے باب یازدہم کے درس ٢٥
و ٢٦ سے ظاہر ہے کہ اچہی بات خدا نے حکیمون سے چہپائی
اور لڑکون پر کہولی خدا کی یہی مرضی تہی اسکے جواب
صاحب ساکت ہوگئے **چوتہا نشان** پولوس کا خط
جو افسس کے نام ہے اوسکے چہٹے باب کا بارہوان درس
[illegible] ہین صرف آدمیون سے کشتی نہین بلکہ سردارون اور زور
آورون سے اور اس دنیا کی تاریکی کے بادشاہون سے اور ہوا
کی بدی روحون سے * دیکہو یہان تاریکی کے بادشاہ اور ہوا کی

پھری روحین ہولا ہہ تو البتہ شیاطین پر صادق آتا ہے سو اس
عبارت سے یہہ استدلال کرنا کہ جہان انجیل مین رئیس العالم
کہا ہے وہان شیطان مراد ہے دعوی بے دلیل ہے اسلیے
کہ رئیس العالم کا لفظ کچھہ مرادف بادشاہ تاریکی کے نہین ہے
اور ذرا غور کیجیے کہ اس استدلال سے نا تمام ہونے سے
قطع نظر کرکے اوسکے بطلان پر بھی ایک دلیل قائم ہے
وہ یہہ کہ تاریکی کے بادشاہ اور ہوا کی بری روحین تو ہمیشہ
سے چلی آتی ہین اور حضرت عیسے نے جہان رئیس العالم
کا ذکر کیا وہان فرمایا کہ آیندہ ظاہر ہوگا پس لفظاً اور معناً
دونون طرح سے یہہ ورس پولوس کے خط کا کسی طرح رئیس
العالم موعود سے شیطان مراد لینے کی دلیل نہین ہوسکتا

پانچوان نشان اوسی خط کے دوسرے باب کا

آغاز شانزدہم ورس آشکارا کہ در خطایا و گناہان مردہ بودید
بہ خیز انیدہ است * کہ درانہا بر حسب دورروزگار بحسب
رئیس قدرت ہوا یعنی ازین رفتار میکردید کہ آن روحی است
کہ حال درابنای بغاوت تاثیر میکند * اس عبارت کا تخبط
بھی جیسے اوس سے قطع نظر کرکے مین کہتا ہون کہ یہان ابھی وہ

دونون باتون لحاظ کیجیے یعنی ایک یہہ کہ رئیس قدرت ہوا تہا اور
رئیس العالم کا نہین ہے دوسری یہہ کہ رئیس قدرت ہوا
تو حضرت عیسے کے پیشتر سے موجود تہا نہ یہہ کہ بعد حضرت
عیسے کے آنے والا تہا پس درحقیقت پولوس کا مطلب یہہ تہا
کہ ہم حضرت عیسے کی دعوت سے پیشتر حرص وہوا مین
مبتلا تہے اور خبیث روحین رکہتے تہے اوسنے ہمکو زندہ
کیا یعنی حرص وہوا سے نکالا سو یہان سے صاف ظاہر
ہے کہ وہ خبیث روحین پیشتر سے آدمیون مین اختلاط
رکہتی تہین اور رئیس العالم کو حضرت عیسے فرماتے ہین کہ
زمانہ مستقبل مین آویگا اور ظاہر کیا جاویگا پس یہہ کلام بہی
لفظاً اور معناً دونون طرح سے عیسائیون کے استدلال
کو باطل ٹہراتا ہے **چہٹہان نشان** یوحنا کے پہلے خط کے
پانچوین باب کا انیسوان ورس سنہ ۱۸۳۹ ہم جانتے ہین کہ ہم خدا
سے ہین اور ساری دنیا اوس خبیث کے قبضے مین ہے
نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۱ اوسکے موافق * یہان سے البتہ پوچہا جاتا
کہ شیطان کو دنیا کا قابض کہا مگر یہہ ورس تحریفی ہے کیونکہ
دو نسخون مین تو یہہ ہے جو لکہا گیا اور باقی نسخون مین ایسا نہین ہے

نسخہ فارسیہ ۱۴ باب ۱۸ امیدانم کہ از خدا ایم و تمام خلق در معصیت خوابیدہ است نسخہ عربیہ ۱۶ باب ۱۸ آیت تعلم انا ننسب الی اللہ والعالم کلہ ملقی فی الشر یعنی ہم جانتے ہین کہ ہم منسوب الی اللہ ہین اور سارا عالم شرارت مین گرایا گیا ہے نسخہ ۱۸۴۴ ہم جانتے ہین خدا سے ہین ساری دنیا اُس بدی مین پڑی ہے * دیکھو دو نسخے ایکطرف اور دو نسخے ایکطرف ترجیح کسکو ہے اور دیکھو کہ یہان کیسی تحریف ثابت ہوتی ہے اسیکو ہم تحریف کہتے ہین انتہی ان مقامون کے سوا نہ کوئی نشان نسخہ ۱۸۳۹ والے نے لکھا ہے اگرچہ اوپر عیسائی صاحب نے مجھے بتایا اب انصاف دانشمندون کے اختیار مین ہے کہ ہرگاہ بیبل بھر مین کہین یہہ محاورہ نہین ہے کہ رئیس العالم اور حاکم جہان بولے ہون اور مراد لیا ہو شیطان تو اس مقام خاص مین جہان حضرت عیسیٰ نے فرمایا کہ رئیس العالم آتا ہے یا اپنے والا ہے شیطان مراد لینا بجز گال گلیچ کہ نکے اور کیا ہے یون تو حضرت عیسیٰ کے سب دشمن کہہ سکتے ہین کہ ممانوئیل سے معاذ اللہ شیطان مراد ہے اور عزرا سے معاذ اللہ

شیطان کیا مادہ دوسری بات کی تحقیقات

یعنی دیکھا چاہیے کہ بیبل مین کہین ایسا بھی ہے کہ حاکم دنیا کسی

ایسے کو کہا ہو کہ وہ بالاتفاق اچھا ہو سو دیکھیے کہ زبور میں ایسی
جگہہ اسطرح سے الفاظ وارد ہین اور بالاتفاق وہان سے خدا مراد
ہے مگر یہہ دعوا میرا بنظر ان ترجموں کے ہے جو میرے پاس
ہین اور آیندہ کی خبر خدا جانے کہ کیا ہو اور شاید ایسا جانے سو
ان سے جو بعضے مقامات [illegible] مجھے معلوم ہوئے
[illegible] ان نسخہ سنہ ۱۸۳۹ سے لکھتا ہون از انجملہ زبور بست
و دوم ورس ۲۷ تمام اقصای زمین یاد خواہند کرد و بسوی
خداوند خواہند برگشت و تمامی خاندانہای قبائل وی را سجدہ خواہند
نمود ۲۸ زیرا کہ سلطنت از آن خداوند است و او در میان مردم
حاکم است از انجملہ زبور بست و چہارم ورس ۱ زمین و
معموری آن از آن خدا است الی قولہ ۹ ای درہا سرہای
خود را بالا کنید تا بادشاہ ذو الجلال داخل شود از انجملہ زبور
چہل و ہفتم ورس ۲ خداوند تعالی سہمگین است و بادشاہ
عظیم بر تمامی روی زمین الی قولہ ۷ خدا بادشاہ تمام زمین است
از انجملہ زبور پنجاہ و ہشتم ورس ۱۱ فی الحقیقت خدا ئیست
کہ بر زمین حکمرانی میکند از انجملہ زبور شصت و ششم ورس
۷ او بہ نیروی خود بادشاہ عالم است تا ابد از انجملہ زبور

نود و چهارم ورس ۱ ای خدای انتقام گیرنده هویدا شو ۲ ای داور
زمین بلند شو متکبران را مکافات بده **از انجمله** زبور نود و ششم
ورس ۱۰ در میان قبائل ندا کنید خداوند پادشاه است الی قوله
۱۳ میرسد تا بر زمین حکمرانی کند **از انجمله** زبور نود و هشتم ورس
۹ در حضور خداوند که او میرسد تا بر زمین حکمرانی کند **از انجمله**
زبور یکصد و سیوم ورس ۱۹ خداوند تخت خود را در آسمانها
قرار داده است و ملکوتش بر همه تسلط دارد الی قوله ۲۲ خداوند را
آفرین بخوانید ای همه مصنوعاتش در همه مکان است سلطنتش
انتهی دیکهیے که ان سب مقاموں سے ظاہر ہے کہ خدا دنیا کا
حاکم کہلاتا ہے اور ان مقاموں میں کسی جگہ شیطان مراد نہیں
ہو سکتا پس ثابت ہو گیا کہ رئیس العالم سے شیطان مراد
لینا صرف تعصب کی راہ سے ہے اسلیے کہ بائبل میں
شیطان کو رئیس العالم کہیں نہیں کہا اس طرح پر کہ قطعاً وہاں
شیطان مراد ہو اور جہاں کہیں کہا وہاں خدا کو کہا پس مثلاً
قانون سرکاری میں اپیل خاص مرافعہ ثالث کو کہتے ہیں اگر
کوئی شخص قانون کے ان چند مقاموں میں سے ایک مقام میں اپیل خاص
سے مرافعہ ثانی مراد لے تو وہ شخص یا تو بیوقوف ہے یا سرکش ہے کہ

قانون سے تسلیم سرتابی کرتا ہے جس لفظ کو اگلے انبیا نے
بنی اسرائیل خدا پر بولتے تھے حضرت عیسی علیہ السلام وہ لفظ
فارقلیط کے حق میں بولے یعنی کہ حاکم جہان رئیس العالم فرمان
فرماتے تھے انہیں سوائے اس سے ایک ہمارا اعتقاد ثابت ہوتا
ہے یعنی کہ محمد الرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مظہر اتم حضرت حق
جل وعلی کے ہیں **پیغمبر کی بات کی تحقیقات** یعنی
دیکھا چاہیے کہ اس مقام خاص پر رئیس العالم سے شیطان
مراد ہو سکتا ہے یا نہیں ہر چند اس نظر سے کہ رئیس العالم
انجیل میں کہیں شیطان کو نہیں کہا اس طرح پر کہ قطعاً وہاں
شیطان مراد ہو اور جس جگہ جو کہا تو حضرت حق جل وعلی
کو کہا ہے اس مقام خاص میں جہاں حضرت عیسی نے فرمایا
کہ رئیس العالم آتا ہے اگرچہ احتمال شیطانی مراد کا ممکن ہوتا
تو بھی وہ احتمال واجب الرد اور البطلان اوسکا ضروری مسلم
ہوتا مگر فضل الٰہی یہ ہے کہ اس مقام خاص میں بھی شیطانی
مراد کا احتمال نہیں ہو سکتا اسواسطے کہ رئیس العالم کا لفظ
اس مقام پر مبتدا ہے اور اوسکی خبر میں نسخہ عربیہ سنہ ۱۶۱۱ اور ۱۸۱۱
میں آتی کا لفظ ہے یعنی آنے والا ہے اور اکثر نسخوں میں

ہوگا ۞ جسطرح حضرت عیسیٰ بہ پیکر انسانی آئے تھے اوسیطرح
وہ بھی آویگا ۞ جب آویگا تو حضرت عیسیٰ کے نہ ماننے والون
پر بھی آویگا صرف خاص حواریون پر نہین آویگا ۞ حضرت عیسیٰ
کے ایمان نہ لانیوالون اور اونکے آسمان پر جانے کے نہ ماننے
والون کو بحکومت توبیخ کریگا اور بحکومت اسلیے توبیخ کریگا کہ دنیا
کی حکومت کرنیکا حکم اوسکی نسبت جاری ہوچکا ہے اور وہ عالم
کا حاکم ہوگا ۞ اور وہ ایسا ہوگا کہ جن کے پاس وہ آویگا ویسے
لوگ اوسپر ہمیشہ کذب کا کرینگے ۞ اور وہ ایسا ہوگا کہ جو لوگ
عیسائی کہلا کر حضرت عیسیٰ کے احکام کو بھول گئے تھے وہ اونکو
ویسے ہی یاد دلاویگا ۞ اور اوسکی گواہی حضرت عیسیٰ کے حق میں
دوسری گواہی ہوگی بہ نسبت اوس گواہی کے جو حواری
لوگ دیتے تھے ۞ اور اوسکو حلول یا اتحاد کا علاقہ کچھ حضرت
عیسیٰ کی ذات سے نہین ہے * یہہ بارہ ہو باتین اوس
روح القدس پر جو بارہو حواریون پر اوترا تھا کیونکر صادق
آتی ہین تا وہ تفسیر الحاقی درست سمجھی جاسکے بلکہ انمین سے
ایک بھی اوسپر درست نہین آتی اور صاحب انتصار کو
اوس تفسیر الحاقی کے غلط جاننے کے لیے صرف اتنی ہی بات

کفایت کرتی ہے کہ بائبل میں بیسیوں جگہہ روح القدس کا مذکور
ہے اور کہیں کسی ترجمہ یونانی وغیرہ میں کسی مقام پر سواے
اس جگہہ کے کہ حضرت عیسی نے اپنے بعد ایک شخص کے آنے کا
ذکر کیا ہے فارقلیط کا لفظ نہیں لکہا ہے یہاں تک کہ رسالہ
اعمال میں جہاں روح القدس کا حواریوں میں حلول کرنیکا
ہے جسکو عیسائی لوگ ناحق مصداق ظہور فارقلیط کا ٹہراتے
ہیں وہاں بھی فارقلیط کا لفظ نہیں ہے پس معلوم ہوا کہ وہ
تفسیر الحاقی محض بیجا اور غلط ہے پس مباہلہ کرنیکو موجود ہون
اسبات پر کہ یہہ تفسیر الحاقی غلط اور فارقلیط احمد مصطفی صلی اللہ
علیہ وسلم کے نام کا ترجمہ ہے ابداہم برا اینکہ اس مقام
پر عیسائیوں کا صرف ایک عذر اور باقی ہے وہ یہہ کہ اوسی
چوتہی انجیل کے چودہوین باب میں پہلے جہان ذکر فارقلیط کا
ہے وہاں یوں ہے شکلہ ۱۴ ورس ۱۶ وانا اطلب من الاب
فیعطیکم فارقلیط آخر لیثبت معکم الی الابد ۱۷ روح الحق الذی
لن یطیق العالم ان یقبلہ لانہ لیس یراہ و لا یعرفہ وانتم تعرفونہ
لانہ مقیم معکم وہو ثابت فیکم شکلہ ۱۵ ورس ۱۶ وانا التمس الاب لکم
شافعا آخر لیمکث معکم الی الابد ۱۷ اعنی روح الصدق الذی لا یستطیع

الدنيا ان تقبله لانها لا تبصره ولا تعرفه لكنكم انتم تعرفونه لانه مستقر
معكم و سيكون فيكم ۱۵ سنه ۱۵ درس ۱۶ انا اسئل ابي فيعطيكم مسلّيًا
آخر ليمكث معكم الى الابد ۱۷ روح الحق الذي لن يطيق العالم ان
يقبلوه لانهم لم يروه ولم يعرفوه وانتم تعرفونه لانه مقيم معكم و هو ثابت
فيكم ۱۶ سنه ۱۵ درس ۱۶ من از پدر خود خواهم خواست و او تسلی
دهنده دیگر بشما خواهد داد که تا ابد با شما خواهد بود ۱۷ روح راستی
که او را جهان نمیتواند پذیرفت زیرا که او را نمی بیند و نمی شناسد
اما شما او را می شناسید زیرا که نزد شما میماند و در شما خواهد بود ۱۸ ۱۴۰ سنه
درس ۱۶ اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور وہ
تمہیں دوسرا وکیل دیگا جو ابد تک تمہارے ساتھہ رہیگا ۱۷ یعنی
روح قدس جسے خلق قبول نہیں کرسکتی کیونکہ او سے
دیکھتی نہیں اور نہ او سے جانتی ہے لیکن تم او سے جانتے ہو
کیونکہ وہ تمہارے پاس رہتا ہے اور تم میں ہو ویگا ۱۸ ۱۳۹ سنه
درس ۱۶ اور میں اپنے باپ سے درخواست کرونگا اور
وہ تمہیں دوسرے تسلی دینے والے کو بخشیگا جو ہمیشہ تمہارے
ساتھہ رہیگا ۱۷ یعنی روح حق جسے دنیا قبول نہیں کر سکتی
کیونکہ او سے دیکھتی نہیں اور او سے جانتی نہیں لیکن تم

اوسیہ جانتے ہو کیونکہ وہ تمہارے ساتھ رہتی ہے اور تم مین
رہیگی * پس اس مقام پر اونکے دو عذر ہین ایک یہہ کہ یہان
فارقلیط کے شان مین وارد ہے کہ دنیا اوسے نہین دیکھتی ہے
سو یہہ بات محمد رسول اللہ پر صادق نہین آتی دوسرا یہہ کہ
یہان اوسی فارقلیط کے نسبت حواریون سے فرمایا کہ وہ تمہارے
ساتھہ ہے اور تمہارے ساتھہ رہیگا یہہ بہی محمد رسول اللہ
پر صادق نہین آتا سو یہان پہلے ترجمونکے لفظون کا اختلاف
دکہلانا چاہیے نسخہ سنہ ۱۸۲۱ اور سنہ ۱۸۴۴ عربی مین آب کا لفظ بدون
الحاق یای متکلم کے ہے کہ اوس سے سبکا باپ بہی مراد ہو سکتا
ہے اور یہہ معنی تثلیث کے مسئلے کو باطل ٹہراتے ہین اور نسخہ
سنہ ۱۸۱۱ مین یای متکلم اوسکے ساتھہ لگائی گئی اور اسیطرح
باقی سب نسخون مین ہے کہ یہہ الحاق من وجہ تثلیث کے مسئلے
کو ثابت کرتا ہے تم جتنے نسخے عربی کے ہین اور نسخہ سنہ ۱۸۱۴
والا اردو کا گواہی دیتا ہے کہ فارقلیط کے لفظ کے طرف جتنی
ضمیرین غایب کی پہرتی ہین سب مذکر کی ہین اور سنہ ۱۸۳۹
والے نے اونہین مونث کر ڈالا تاکہ ثابت ہو جاے کہ یہان
وہ چیز مراد ہے جو مونث سماعی ہے یعنی روح القدس

ہفتاد ہم کے سرے پر نسخہ کلکتہ ۱۸۱۶ والے عربی اور نسخہ سنہ ۱۸۱۴
اور نسخہ کلکتہ ۱۸۳۹ مین یعنی اور اخری کا لفظ دلالت کرتا ہے اسبات پر کہ
وہ درس تفسیر ہے درس شانزدہم کی اور باقی نسخون مین
وہ لفظ نہین ہے ۴ نسخہ سنہ ۱۸۱۶ اور نسخہ سنہ ۱۸۱۱ اور نسخہ فارسیہ
سنہ ۱۸۱۶ اور نسخہ سنہ ۱۸۱۴ مین عالم اور جہان اور خلق کا لفظ ہے
اور نسخہ عربیہ سنہ ۱۸۱۶ اور نسخہ سنہ ۱۸۳۹ مین اوسکی جگہہ دنیا کا
لفظ ہے جو ملاء اعلی کو شامل نہین ہو سکتا ۵ نسخہ سنہ ۱۸۱۱ اور
نسخہ سنہ ۱۸۱۶ فارسی کے درس ہفتدہم مین جو ضمیر غایب کی
راجع عالم یا جہان کی طرف ہے سو جمع کی ہے اور باقی سب
مین مفرد کی اس اختلاف مین اگرچہ کچہہ ہمارا ضرر اور نہ ایسا انکو
فائدہ نہین ہے مگر غرض ہماری اسکے لکھنے سے یہہ ہے کہ
اسطرح کے اختلاف سے بہی بعضی جگہہ بڑے حکم مین اختلاف
پڑجاتا ہے ۶ درس ہفتدہم کے اخیر جملے مین جو اختلاف
واقع ہے وہ ایک بڑے مطلب کو بگاڑتا ہے اور وہ یہہ ہے
کہ سنہ ۱۸۱۶ اور سنہ ۱۸۱۱ مین وارد ہے کہ ہو ثابت فیکم یعنی وہ تم
مین ٹہرا ہوا ہے مطلب یہہ کہ تاکید ہے پہلے جملے یعنی ہو معکم
معکم کی اور سنہ ۱۸۱۹ والے عربی نے اور جگہہ پر لکہہ دیا ہو یکون فیکم

کہان جملہ اسمیہ اور کہان جملہ فعلیہ اور اوسکے ساتہہ سین استقبال
کا اور باقی سمجھے گویا اسکے ترجمے ہین ہرچند ایسے اختلافون پر ہم
نظر نہین کرینگے ورنہ بیبل سے پانچگنی کتاب ہمکو اسکے بیان
مین بنانا پڑیگا لیکن یہان ہمنے اسواسطے یہ اختلاف لکہے کہ
قطع نظر اگلی کمی اور بیشیونکے جو ہم اوپر سے بیان
کرتے چلے آتے ہین اس مقام خاص مین بہی اتنا کچہہ اختلاف
ہے کہ صرف یہی اختلاف کفایت کرتا ہے واسطے عدم صحت
اون کتابون کے جنہین عیسائی لوگ اس مقام مین ہمارے
مطلب کے مضر سمجہتے ہین خصوصاً مقابلہ کہ یہ بشارت رسول باقی
بعدی اسمہ احمد اور قطع نظر اس اختلاف کے یہان کئی
باتون کی تجویز چاہیے **اول بات** یہہ کہ عیسائیون کا
عندیہ اگر مسلم رکہا جاوے تو اس مقام خاص کے کسی جملے کے
اور اگلے ورسون کے کسی جملے سے تعارض ہوتا ہے یا نہین
تو دیکہو کہ باب ۱۴ کے ورس ۱۶ مین فارقلیط کی نسبت
فرمایا کہ اگر مین نجاؤنگا وہ تم پاس نہ آویگا یعنی وہ اوسوقت
مین حواریونکے پاس تہا اور یہان ورس ۱۶ کے اخیر جملے
کے ماقبل فرمایا نسخہ ۱۸۱۶ و نسخہ ۱۸۲۵ مطبوعہ اور نسخہ ۱۸۱۱

مستقر معلم اور نسخہ ١٦ [illegible] نیز دشمنانی مانند اور نسخہ ١٤ [illegible]

پاس رہتا ہے اور نسخہ ١٦ باب ٢٦ وہ تمہارے ساتھہ رہتی ہے

پس ناگزیر ابدالآبدین کو اپنے ظاہری معنون [illegible]

پڑیگا **دوسری بات** یہہ کہ ان [illegible]

اور ٢٧ آدرسویں لفظون سے معنی حقیقی بلا تاویل عیسائیون کے

عقیدہ کے موافق درست ہوسکتے ہین یا اونکو تاویل [illegible]

پڑتی ہے سو اوسکا حال یہہ ہے کہ ان دونون خاص [illegible]

کے الفاظ بہی اگر مدلولات حقیقیہ پر رکہے جائین [illegible]

نمانا چاہیے تو کئی وجہون سے سراسر جہوٹہہ ہوجا [illegible] ازانجملہ

یہہ ہے کہ یہان فرمایا کہ دوسرا فارقلیط اور دوسرے [illegible]

حقیقی معنی یا وہی ہین جیسے بولتے ہین معلم اول معلم ثانی صاحب

قران اول صاحب قران ثانی خارج اول خارج چہارم حالانکہ بالاتفاق

ثابت ہے کہ روح القدس دو شخص نہین ہین بلکہ ایک ہی شخص

ہے پس ضرور ہوا کہ اس مقام پر تاویل کیجاے ازانجملہ یہہ

کہ جو کوئی کسیکے نسبت کہیگا کہ وہ اسکے ساتہہ قیامت

تک رہیگا تو اس کلام کا مقتضی ہے [illegible]

کہ دونون تا قیامت باقی رہینگے پس یہان [illegible]

رہیگا یا لیثبت معکم الی الابد یعنی ابد تک تمہارے ساتھ رہے
یہہ بات حقیقی معنی کے رو سے مقتضی ہے کہ مخاطبین اس کلام کے
ابد تک باقی رہینگے سو حواری لوگ تو ابتک باقی نہیں رہے ہیں
پس یہی ابتک اور اگر مخاطبین سے مطلق عیسائی لوگ مراد لیجئے
تو بھی مجاز ٹہرا اسواسطے کہ مدلول حقیقی خطاب کا وہی طبقہ
سامنے والے ہے ماسوا اسکے یہہ درست بھی نہیں ہوتا اسواسطے کہ روح
القدس کی معیت تو مقتضی ہے کمال ایمان کو اور کمال ایمان کے
آثار وہ ہیں جو حضرت عیسیٰ نے فرمائے ہیں کہ چاہو تو دریا پر چلے
جاؤ اور چاہو تو پہاڑ کو اپنی جگہہ سے ٹال دو سو یہہ بات
عیسائیوں میں نہیں پائی جاتی اور اگر کہیے کہ مخاطب حواریوں
کی روحین ہیں تو یہہ بھی تاویل ٹہری کہ بشر اگر بشر سے خطاب
کرتا ہے تو مخاطب اوس خطاب کا حقیقۃً وہی بشر ہوتا ہے
نہ کہ روح مجرد اوسکی اسلیے کہ روح مجرد ادراک بشر سے خارج
ہے اور بشر عبارت ہے مجموع جسم و جان سے پس ضمیر خطاب
بشر ہی کا ہو ضمیر کا حقیقی مجموع جسم و جان ٹہرتا ہے نہ روح مجرد
[illegible] بات یہہ کہ ہم بھی اگر تہوڑی سی تاویل کرین
تو ہمارا بھی مطلب بن سکتا ہے کہ نہیں سو اوسکا احوال یہہ ہے

کہ درس شانزدہم مین جو آخر اوسکے دیگر اور دوسرے کا لفظ وارد ہے
اوسکے معنی یہہ ہین کہ حضرت عیسی فرماتے ہین کہ جسطرح مین تمہارا
شافع اور وکیل اور تسلی دہندہ اور شفیع اور ستائندہ خدا ہون
اسیطرح دوسرا بہی آویگا کہ اسم بامسمی ہوگا اور اوس درس کا جو کلمہ
اخیرہ ہے یعنی تا ابد با شما خواہد بود وہ اس معنی پر ہے جیسے
مثلاً دو شخصون مین جب تنازع ہوتا ہے اور بہت سے
لوگ ایک طرف ہو جاتے ہین تو ہر طرف والے سب لوگون
کو کہتے ہین کہ ہم اوسکے ساتہی ہین یعنی اوسکے حامی اور مددگار
ہین نہ یہہ کہ اوسکے ساتہہ لگے پہرا کرتے ہین سو ویسہی حضرت
عیسی نے فرمایا کہ فارقلیط ہمیشہ کے لیے تمہارا ساتہی ہوگا یعنی
تمہارے موافق اور تمہارا حامی ہوگا جس طرح کہ مین ہون
اور یہہ درس ہفتدہم کی ایک توجیہ یہہ ہے کہ یعنی کا لفظ اوس
اوپر غلط ہے چنانکہ بعضے نسخون مین نہین ہے غالباً کہ وہان حرف
عطف کا ہوگا تو مطلب یہہ ٹہرا کہ حضرت عیسی فرماتے ہین کہ
فارقلیط آویگا اور روح القدس یعنی دونون باتین ہونگی
چنانکہ ویساہی ہوا کہ روح القدس حواریون پر اوترا اور فارقلیط
بہی ظاہر ہوا اور فارقلیط کے ذکر کو روح القدس کے ذکر پر

باوجودیکه وه اس سے بعد آیا مقتضائے حال مقدم کیا یعنی
فارقلیط میں تردد پڑنے والا تھا اسواسطے اوسکو مهتم بالشان
سمجھکر پہلے ذکر کیا که یہی فارقلیط ہے بلا شبہت کا اور دوسری
توجیه یہه ہے که وه فارقلیط روح صادق اور روح راستی
اور روح حق ہے یعنی روح خبیث نہیں ہے اور جھوٹھ
نہیں بولیگا اور اوسمیں کوئی دیو بھوت نہیں ہوگا اور
یہه جو فرمایا که اوسکو دنیا کے لوگ دیکھتے نہیں اور جانتے
نہیں سو اسمیں تو ہمیں کچھه توجیه کی حاجت نہیں اسلیے که
یہه ویسا ہی کلام ہے جیسا حضرت عیسیٰ نے اپنے حق میں
اپنے زمانے کے لوگوں کے نسبت پہلی انجیل کے باب
سیزدہم کے درس تیرہوین اور چودہوین مین فرمایا ہے
نسخه ۱۸۱۶ با ایشان در مثلها سخن میرانم زانروکه می نگرند
ونمی بینند وگوش می نهند ونمی شنوند اخبار اشعیا در باره
آنها کامل گردید میگفت پیوسته خواهند شنید ونخواهند فهمید
وپیوسته خواهند نگریست ونخواهند دید * سو ویسا ہی
حضرت عیسیٰ نے فارقلیط کے حق میں فرمایا ہے جو وہان معنی
ہیں وہی معنی یہاں بھی ہیں چنانکه قرآن شریف میں بھی اوسکی

دنیا کے سب لوگ اوسے نہین جانتے ہین یعنی اور مذہب
والون کے یہان اوسکی خبر ایسی نہین لکھی جیسے تمہارے
یہان سے واسطے تو یہ صیغہ مضارع بمعنی استقبال کے
محکم ہے بنی اسرائیل اوسے پہچانوگے اور دل مین
ہوگے کہ یہہ وہی ہے جسکا ذکر اگلے انبیا کرتے آئے ہین
جیسے قرآن نے اوسی خبر کی بصیغہ مضارع بمعنی حال تعبیر
کی کہ یعرفونہ کما یعرفون ابناءہم اور اہل کتاب جو
ایمان لاچکے اونہون نے اوسکی گواہی دی اور یہہ جو فرمایا
کہ تمہارے پاس ہے اوسکے معنی یہہ کہ تمہارے دلنشین ہے
یاد مانا اوسکا دور نہین ہے اور یہہ جو فرمایا کہ تم مین ہوگا او
معنی یہہ کہ تمہارے درمیان مین ہی وہی شخص ظاہر ہوگا یہہ
جتاسا کہ جو وہ بنی اسرائیل سے نہین ہے تو ہم یہان
کچھہ دخل نہین پہونچتا بالجملہ اس ورس شانزدہم و ہفدہم
کا مضمون جتنا عیسائیون کے مطلب کے منافی ہے اوتنا ہمارے
مطلب کے منافی نہین اور جتنا وہ کلام عیسائیون کے طور
ہے اوتنا ہمکو اونکا سمجھانا اوسمین نہین کرنا
پڑتا پس قطع نظر اسبات کے کہ ان الفاظ کے راہ سے جتنی منافات

ان دو رسولون کو تمہارے علاوہ سے ہے اوسنے ہمارے مطلب
سے نہین ہے جب الفاظ اون دو رسولونکی مختلف المحامل ہوسنے
تو دونون جانبین برابر ٹھہرین تو اب نظر اون صفات دوازدہ
گانہ سے کہ جو ہم اوپر لکھہ آئے ہین جنسکی جہت سے ظاہر ہوتا ہے
کہ تفسیر فارقلیط کی بروح القدس قطعاً غلط ہے ہماری تائید
کو ترجیح ہوئی یعنی ہمارا تاویل کرنا حق بجانب ہوا اور ہرگاہ
عقلاً بمقتضا سے تحاود ہماری تاویل صحیح ہوئی تو الحاقیت
کا شبہہ نسبت تفسیر متنازع فیہ کے یہان سے باطل نہین ہوسکتا
اور جب الحاقیت کا شبہہ باطل نہوا اور صفات دوازدہ گانہ
سے کے نظر سے الحاقیت ثابت ہوئی تو مضمون اوس آیت کا

یعنی اذ قال عیسی ابن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ الیکم
مصدقا لما بین یدی من التوراۃ ومبشرا برسول یاتی من
بعدی اسمہ احمد نظر انصاف دوست مین مصدق انجیل کا ہوگیا
اور یہی ہمارا مطلب ہے اب اگر آپ کے پاس کوئی دلیل
واسطے تصحیح تفسیر الحاقی مذکور کے یعنی واسطے اس بات کے
کہ مصداق فارقلیط کا وہی روح القدس ہے جو دو تین بار
حواری اوس سے ممتلی ہوئے تھے اگر ہو تو بیان کیجیے

ستر ہوان استفسار

عیسائی لوگ دین اسلام پر جو شبہے کیا کرتے ہین اونکو رفع
کرتا ہون اس خیال سے کہ اگر شخص عقل کے رو سے وے
شبہے اوسکے دلو مین گذرتے ہین تو رفع ہو جائین یا اونکے
جواب لکہدین اور اگر وے شبہے صرف الفت و عادت
موروثی تعصب کے راہ سے ہین تو اور لوگون کے لیے جو اونکے
مغالطہ دہی سے مشوش ہو جاتے ہین موجب رفع تشویش
اور زود کا ہوگا سو مین پہلے اون سب شبہو نکا ایک جواب
کلی دیتا ہون اور آیندہ جوابات جدا جدا اونکے لکہونگا جواب
کلی کوئی شبہہ اور کوئی اعتراض کسی بات پر ہو دو حال سے
خالی نہین عقلی ہے یا نہین اگر عقلی نہین ہے تو کچہہ کام کا نہین ہو
دیوانے داہی تباہی بکا کرتے ہین اوسکا کیا اعتبار اور اگر عقلی
ہے سو بالبداہت ظاہر ہے کہ عقلی ہونے کے یہی معنی ہین کہ کسی
بات کے بطلان پر کوئی برہان عقلی قائم ہو یا وہ بات بدیہی البطلان
ہو جیسے تسلسل اور اجتماع نقیضین اور وہ بات کسی مذہب
مین حق ٹہر رہی ہو تو وہ مذہب عقلاً باطل کہلائیگا یا یہ کہ کوئی
بات برہان یا بداہت عقلی سے صحیح یعنی واجب الثبوت ہو اور کسی

مذہب مین اوسکی نفی وارد ہو تو وہ مذہب بھی عقلاً غلط اور باطل کہلاتا ہے

پس جاننا چاہیے کہ اصول اسلامیہ میں کوئی بات منجملہ ممتنعات

عقلیہ کے ممکن اور منجملہ ضروریات عقلیہ کے ممتنع نہین ہے

اور اگر آپ لوگ اپنے عقیدے کے موافق کوئی ایسا فرض

ایسی قسم کا اصول اسلامیہ پر رکھتے ہون تو پہلے ثبوت

الوہیت خاصۂ عیسویہ اور امتناع اونکے ملعونیت او

کا جہنم مین جیسا ہمارے پہلے اور دوسرے اور جو ہے استفسارین

مذکور ہے جواب دیجیے بعد اوسکے کوئی ا

دین پر کیجیے اور اگر یہہ کہدیں کہ تثلیث اگرچہ عقل کے رو سے

درست نہین ہے مگر چونکہ نقل کے رو سے ہمارے دین

مین ثابت ہے لہذا اوسکو مانتے ہین چنانکہ بعضے اہل علم

ہمین کو بھی کہتے ہین سنا ہے تو مخاطب آپ

پہ آپ اعتراض کرنے مین کہینگا کر اگرچہ فلانی بات عقلاً ممتنع

یا واجب ہے مگر جو ہمارے دین مین نقلاً اوسکا امکان یا

امتناع ثابت ہے لہذا ہم مانتے ہین پس مقتضائی غیرت دینی

یہہ ہے کہ پہلے مسئلہ الوہیت اور ملعونیت

کو لیجیے بعد اوسکے کسی اور ملت و مذہب پر تو سمع اعتراض ما

اور اگر اعتراض عقلی سے مراد یہہ ہے کہ مثلاً ایک بات
اگرچہ اوسکے امتناع یا ضرورت پر برہان بھی نہ قائم
ہو مگر عقل سلیم اوسکے ہونے یا نہونے کو مستحسن جانتی
ہو سو صورت استحسان اوسکے ہونے کے جس مذ
ہب میں بات مذموم ہو اور درصورت استحسان اوسکے
نہونے کے جس مذہب میں وہ منجملہ ضروریات ہو تو وہ مذ
ہب مذموم ہے سو ایسے شبہہ کا جواب فرع ہے پہلے قسم
کے شبہے کے جواب کا یعنی ہرگاہ ملت عیسائیہ میں ممتنعات
عقلیہ سے جواز بلکہ وجوب کا عقیدہ داخل ہے تو استحسانات
عقلیہ کے خلاف ہونے پر کچھہ گنجایش ملامت کی اونکو نہیں
ہے اسلیے کہ ممتنع عقلی کو واجب کہنے سے بدتر عقلا کو
ناپسند [illegible] ہے علاوہ برین استحسانات عقلیہ موافق اختلا
ف عقول کے مختلف ہوا کرتے ہین علی الاطلاق اور ہر استحسا
ن کا اعتبار کسی عاقل کے نزدیک نہین ہے مثلاً جانور کو کہانے
کے لیے ذبح کرنا ملت قدیمہ پارسیہ میں اور ہندوؤں کے مذہب میں
[illegible] نہایت ظلم اور ناانصافی ہے اور توریت
اور انجیل میں درست لکہا ہے اور پارسی لوگ

کرنے کو عقلاً نہایت مستحسن جانتے ہین اسلیے کہ غیر کے پاس
جانے دینے سے آپ رکہنا بہتر ہے اور سواے علاقہ جزیت
کے ایک اور علاقہ محبت کا پیدا ہوتا ہے اور ہندو لوگ کئی پشت
اوپر کی قرابت مین بہی نکاح کو برا جانتے ہین اور
مسلمان لوگ بول و براز اور خون سے آلودہ رہنے کو
عقلاً بہی نامستحسن جانتے ہین اور عیسائی لوگ اس بات پر اونہین
ہنسا کرتے ہین بالجملہ استحسان عقلی کا علی الاطلاق کچہہ اعتبار نہین
معہذا اسلام مین کوئی بات نامستحسن عقلی علی الاطلاق واقع
نہین ہے مصر حسینہ ذہین آدمی کیلیے یہہ جواب کلی ہمارا
کفایت کرتا ہے مگر بنظر بعض وجوہ کے جوابات جزئیہ عیسائیون
کے شبہونکا لکہنا مناسب ہے سو جاننا چاہیے کہ کوئی کتاب
عیسائیون کی جسمین اونہون نے جو بہر کے ملت اسلامیہ پر
اعتراض تصنیف لکہی ہون ہمارے نظر سے نہین گذری مگر رسالہ
میزان الحق پادری فنڈر صاحب کا جو بزبان فارسی سنہ ۱۸۳۳ع مین
اور پہلا حصہ رسالہ تحقیق دین حق پادری اسمٹ صاحب کا
جو سنہ ۱۸۱۲ع مین بزبان اردو تصنیف اور منطبع ہوا نفس الاعتراض
اس دوسرے رسالے مین بہ نسبت اول کے زیادہ

ہین اور ضبط و ربط تمہیدات کا اپنے طور پر پہلے رسالے مین
زیادہ ہے اور اوس پہلے رسالے مین جو اعتراضات ہین
سواے اوسکے صرف باب اول اور سیوم مین ہین لہذا اونہین
دونون بابون اور دوسرے رسالے کے پہلے حصے کے اعتراضونکا
جواب لکہتا ہون فہمیدہ آدمی کو یہی بہت ہے اور تمام مسیحون
رسالے جو پادری لوگ بابتہا کرتے ہین اونکا بہی جواب اسی
میری کتاب سے نکل سکتا ہے سبکی باتین نقل کرنا کچھہ ضرور نہین ہے؛

میزان الحق کے پہلے اور تیسرے باب کا جواب

در حقیقت اس کتاب کے جواب لکہنے کا لطف تب ہوتا جبکہ ساری
کتاب کے لفظ لفظ سے بحث کی جاتی مگر اتنی فرصت اور اتنا
دماغ کسکو لہذا باب اول اور سیوم مین جو پادری صاحب نے
بطور استدلال کے اپنے دعوے کے اثبات یا ہمارے کسی
مسئلے کے ابطال مین لکہتا ہے صرف اوسکو معہ اونکے خلاصہ
دعوی کے بالفاظہ نقل کرکے گفتگو کرتا ہون اور ضمناً جو کچھہ پادری
صاحب نے فضول عبارتین لکہی ہین وے التفات کے قابل
نہین ہین اگر واسطے دریافت اونکے رتبہ روایت اور درایت
کے ایک مضمون اونکی تمہید کا جو قبل از شروع مطلب اونہون نے

نے اپنے عقیدے مین لکہی ہے اور وہ بات جسے لکہنا ہے

بطور مشتے نمونہ پہلے لکہتا ہون پادری صاحب اوس تمہید

مین لکہتے ہین کہ بت پرست لوگ اتنا بہی ایمان نہین رکہتے

کہ خدا کو واحد اور قدیم اور قادر اور علیم اور حکیم اور رحیم اور

عادل اور مقدس جانین اور کتابین اونکی خدا کی ذات وصفات

کے نسبت بدگمانیونکا ثمرہ دیتی ہین اور آدمی کو بت پرستی کے

طرف دلالت کرتی ہین فقط ظاہرا بت پرستون سے

مراد ہین لہذا ہمین اس مضمون پر دو نکتے ہین ایک یہہ کہ

صفات خداوند تعالے کے پادری صاحب نے یہان لکہے ہین

ہندوون کے دین کی کتابین جو اس باب مین ہین سب مین وہ

صفات لکہے ہین اور سب براہمہ ہنود اوسکا اعتقاد رکہتے ہین تو

معلوم ہوا کہ پادری صاحب بالکل خلاف واقع بہی رد و

کیا کرتے ہین دوسرا نکتہ یہہ کہ ہندوون کی بت پرستی کی

اشاعت عقلی کیا ہے آیا یہہ ہے کہ اشجار وغیرہ کو اپنے ہاتہون

سے تراش کر اونسے خدا جانتے ہین

اونکی کسی کتاب معتبر مین یہہ نہین لکہا ہے بلکہ یہہ کہ قبلہ عبادت

قرار دینا ہے تو زبور کے روسے بہی جائز ہے چنانکہ اوسمین

نے اوسے مشکوک اور مخدوش کرڈالا ہے اگر پادری صاحب کا یہی مطلب ہے فنعم الوفاق اور اگر یہہ مطلب نہین بلکہ یہہ ہے کہ قران مقر ہے اسبات کا کہ توریت و انجیل مین کچہہ خرابیان بہی نہین واقع ہوئی این تحقیق غلط ہے قران ہرگز ہرگز مقر اسبات کا نہین ہے **قولہ** صفحہ ۲۶ آدرینجا محض ان مواقع قرانی را ذکر خواہم کرد کہ از انہا معلوم و مشخص میگردد کہ خود قران مقر است کہ کتب مقدسہ مستعملہ مسیحیان و یہود یان از خدا است چنانکہ در سورہ شوری مسطور است قل امنت بما انزل اللہ من کتاب و امرت لا عدل بینکم اللہ ربنا و ربکم لنا اعمالنا و لکم اعمالکم لا حجۃ بیننا و بینکم * دیکہنے اس آیت کے شروع مین ہے کہ ایمان لایا مین ہر کتاب کا جو خدا نے اوتاری ہے جسکو ذری بہی حرف شناسی ہوگی وہ بخوبی سمجہتا ہوگا کہ یہہ جملہ اتنی ہی بات پر دلالت کرتا ہے کہ کلام الہی آگے بہی اوتر چکا ہے اور یہہ مطلب اس سے کسیطرح نہین بوجہا جاتا ہے کہ جو آگے اوتر چکا ہے اوس مین کسیطرح کی خرابی نہین واقع ہوئی اور یہہ جو فرمایا کہ لنا اعمالنا و لکم اعمالکم یہہ بعینہ ویسہی ہے جیسے سورہ کافرون مین

مطلق کافرون اور مشرکون کے نسبت خطاب کرکے فرمایا
لکم دینکم ولی دین جو وہان مطلب ہے سو یہان بھی ہے
اور یہہ جو فرمایا لا حجۃ بیننا و بینکم یہان حجۃ بمعنی حجاج ہے یعنی
ایسمین جھگڑا کرنا لیس یہہ دو دو اِن جملے بعینہ ویسی محاورے
ہین جو اردو مین مروج ہے کہ جب کوئی کسیکو اچھی بات
سمجھانے سمجھاتے تنگ ہوتا ہے اور مخاطب لا یعنی گفتگو
سے باز نہین آتا تو سمجھانے والا تھک کر کہتا ہے کہ تم جاو
تمہارا کام جانے جو چاہو کرنا ہے کرینگے کچھ تکرار کی جگہہ
نہین گفتگو کرنے سے کیا فائدہ اور یہہ معنے ان جملون کے
کسیطرح نہین ثابت ہوسکتے کہ تمہاری کتاب اور تمہارا
دین درست اور صحیح ہے جیسا ہماری کتاب اور ہمارا
دین **قولہ** در سورہ عنکبوت است لا تجادلوا اہل الکتاب الا
بالتی ہی احسن الآیہ اسکا اتنا ہی مطلب ہے کہ اہل کتاب
سے گفتگو شایستہ طور پر کرنا چاہیے تو کسی وجہ خاص سے
اسمقام مین اہل کتاب کو بالتخصیص مذکور کیا ہے ورنہ
علی العموم منکرین کے نسبت بھی ایسا ہی فرمایا فادعہم بالحکمۃ
والموعظۃ الحسنۃ یعنی بولاو انکو بحکمت اور موعظت شایستہ

پس جو معنی یہان ہین وہی [illegible] ہین رہا یہہ جملہ اس
آیت کا قولوا امنا بالذی انزل الینا و انزل الیکم سو اس سے
اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب سے یہان آگے بہی کلام
الہی اوتر چکا ہے نہ یہہ کہ جو کچہہ اوترا تہا اوسمین کچہہ خلل تغییر
واقع ہو نے پایا **قولہ** صفحہ ۱۷ درسورۃ المائدہ
است طعام الذین اوتو الکتاب حل لکم و طعامکم حل لہم *
اس سے بہی اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ یہود [illegible]
کو کتاب دی گئی تہی نہ یہہ کہ اوسمین کسیطرح کا [illegible] در
آنے پایا **قولہ** درسورہ بقر مذکور است و ہم یتلون الکتاب
اس سے تو اتنا بہی نہین ثابت ہوتا ہے کہ اہل کتاب کو
کتاب خدا کیطرف سے دی گئی تہی چہ جائکہ [illegible]
کہ اوسمین کچہہ فساد نہین پڑنے پایا **قولہ** درسورہ آل
عمران وارد است انزل التوراۃ و الانجیل من قبل ہدی
للناس اس سے بہی اتنا ہی ثابت ہوتا ہے کہ انبیای
بنی اسرائیل سے پہلے آگے کلام اپنا خدا نے اوتارا تہا
جسکا نام توریت اور انجیل تہا نہ یہہ کہ توریت اور انجیل جسطرح
کہ اوتاری گئی تہی اوسیطرح ابتک محفوظ ہے باجملہ ان آیتون

بیسے کوئی آیت معارض آیات تحریف نہیں ہو سکتی ہے اور
اگر غور کیا جاوے تو جن آیتوں کو پادری صاحب نے نقل
کیا ہے تو اتنی بات پر بھی دلالت نہیں کرتیں کہ جو کچھ حضرت
موسیٰ اور حضرت عیسیٰ کی طرف اوترا تھا وہ کچھ بھی باقی
نہ تھا اسلیے کہ قرآن شریف میں اسیطرح دوسری جگہہ فرمایا
ہے قولوا امنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم
واسمعیل واسحق ویعقوب الآیۃ حالانکہ سب یہودی اور
عیسائی اور محمدی متفق ہیں کہ انبیای موصوفین سے جو
وحی الٰہی ہوئی تھی سو کہیں کسی کے پاس اسطرح نہیں پائی
نہیں پائی جاتی ہے جسطرح توریت اور انجیل پائی جاتی ہے
ہان پادری صاحب کی تقریر سے بہتر تو صاحب دلائل وافیہ
لندنی کی تقریر ہے کہ وہ ان آیتوں کو در باب الزام نقل
کرتے ہیں جو فی الجملہ بادی النظر میں آیات تحریف کے معارض معلوم
ہوتی ہیں جیسے مثلاً سورہ بقر میں ہے وامنوا بما انزلت مصدقاً
لما معکم اور سورہ آل عمران میں ہے ثم جاءکم رسول مصدق
لما معکم اور سورہ مائدہ میں ہے وانزلنا الیک الکتاب بالحق
مصدقاً لما بین یدیہ من الکتاب سو ان آیتوں کے یہہ معنی ہیں

کہ اہل توریت کی توریت مین تحریف کرنے کی اور اس نبی کے
آنے کی اور اہل انجیل کی انجیل مین تحریف کرنے کی اور اس
نبی کے آنے کی اور توحید اور قیامت کے آنے کی جو خبرین اونمین لکہی
ہین قران اور صاحب قران دونو اوسکی تصدیق کرتے ہین یعنی یہہ بہی ہے جسکی
خبر توریت اور انجیل مین ہے اور جسطرح اونمین اہل کتاب
کے تحریف کی خبر ہے اوسیطرح قران مین بہی کہا گیا کہ یحرفون
الکلم عن مواضعہ پس صاحب دلائل وافیہ کا بہی سخن لغو
اور باطل ہوگیا **قولہ** صفحہ ۱۲ فصل دویم مشتمل است
بر ثبوت اینکہ انجیل و کتب مقدسہ عہد عتیق دہیچ وقتی منسوخ
گشتہ اند * پہلے یہان ضرور ہے کہ ہم اپنے اصول کے موافق
نسخ کے معنی اور توریت و انجیل سے اوسکا ثبوت بیان
کرین بعد اوسکے پادری صاحب کا اضطراب جو اس بحث
مین ہے اور اونکے استدلال کو رفع کرین **ہمارے**
یہان یہہ بات دین مین عقلاً اور نقلاً داخل ہے کہ خداوند
تعالی فاعل مختار ہے جسطرح اور کارخانون مین اپنے وہ
تقلیبات کیا کرتا ہے یعنی تندرست کو مریض اور مریض کو
تندرست اور غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی کرتا ہے اور جاڑون

سکے بعد گرمیاں اور گرمیوں میں برسات اور بعد اوسکے
پہر جاڑے لاتا ہے اور بعضے اپنی بندگی کے اقرار اور
شیوہ عبودیت کے درزش کے لیے جس کسی سے
جس کام کو چاہتا ہے کرنے کو کہتا ہے اور پہر جب چاہتا ہے
اوس کام کو موقوف کر کے دوسرے کام کے لیے حکم اور
اگلے کاموں کی میعاد کو جو اوسکے علم میں قرار پا چکی تہی ظاہر
کر دیتا ہے اور جسطرح بعضے امور تکوینیہ کے مناشی اور
مصالح ہمیں معلوم اور بعضوں کے نہیں معلوم ہوتے ہین
اوسیطرح منجملہ امور شرعیہ کے بہی بعضی باتوں کے مصالح
اور مناشی ہمین معلوم اور بعضی باتوں کے ہمین معلوم نہیں ہوتے
ہین اور یہہ بات اس جہت سے وہ نہیں کرتا ہے کہ
اوسکو اپنی امضای قدرت مین کچہہ عجز ہے یا علم مین اوسکے
کچہہ نقصان ہے بلکہ صرف اپنے اختیار مطلق کی جہت سے
ایسا کرتا ہے اور ہر بات اور ہر وقت کی مصلحت وہی خوب
جانتا ہے ہمین اون مصلحتوں پر مطلع ہونا کچہہ ضرور نہیں ہے
تابعدار کو خدمت بجا لانے سے کام نہ کہ تفتیش سے کیا
مطلب اور یہہ موقوفی اوسکی اگلے کاموں کی کئی طرح

یہ ہوتی ہے کہ کبھی تعمیم کی تخصیص اور کبھی تخصیص کی تعمیم اور کبھی
تحریم کی تحلیل اور کبھی تحلیل کی تحریم اور اور بہت سی طرحوں
پر ہوا کرتی ہے اور یہ معاملہ صرف کاموں کی نسبت
ہوتا ہے نہ کہ عقاید اور اخبار کی نسبت ورنہ کذب اور خلاف
وعدہ لازم آوی اور نسخ کے معنی یہہ نہیں ہیں جسطرح
حکام عدالت اپیل کے حکام ماتحت کے حکموں کو منسوخ کیا کرتے
ہیں یا بعضے قوانین سرکار انگریزی بعضے اگلے قوانین کو منسوخ
کر دیتے ہیں آٹھ دلائل اوسکے نسخ پہلی دلیل
کتاب پیدایش کے پہلے باب میں خطاب خداوندی حضرت
آدم کی نسبت یوں نقل کیا ہے نسخہ ۱۸۲۵ ورس ۲۹ زمین
کے ہر ایک جاندار اور آسمان کے ہر ایک پرندے کو اور
زمین کے ہر ایک رینگنے چلنے والے کو اور جسمیں نفس
حیوانی ہے اور ہر ایک قسم کی سبزی بھی کھانے کو
دی * اور اوسی کتاب کے نویں باب میں خطاب خداوندی
حضرت نوح کی نسبت یوں نقل کیا نسخہ ۱۸۲۵ ورس ۳
جو چیز زمین پر چلتی ہے اور جیتی ہے تمہارے کھانے کے
لیے ہے اور ہری ترکاری کے مانند تمکو سب چیزیں عنایت

کیونکہ* یہ دونوں حکم اجیت عامہ کے توریت سے منسوخ ہوئے ہے کتاب لاویوں کے اٹھارہویں باب کو پڑھ کر دیکھئے کتنے جانور حضرت موسیٰ کے عہد میں حرام ہوئے کہ اونمیں سور بھی داخل ہے

دوسری دلیل

کتاب پیدائش کے باب بست و نہم و بست و ہشتم و سی ام تک جو قصہ حضرت یعقوب علیہ السلام کے نکاح کا لابان ارمنی کی بیٹیوں سے لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ جمع بین الاختین اسوقت میں درست تھا کیونکہ حضرت یعقوب کے نکاح میں لابان کی دونوں بیٹیاں راحیل اور لیا کہ اونہیں کی اولاد میں حضرت عیسیٰ کی والدہ اور حضرت موسیٰ ہیں ایکوقت میں جمع تہیں معہذا توریت میں جمع بین الاختین حرام ہوا چنانچہ کتاب لاویوں کے اٹھارہویں باب میں یوں ہے نسخہ ۲۵ ۱۸ درس ۱۸ تو کسی عورت کو اوسکی بہن سمیت مت لے کہ اوسکی بے پردگی ظاہر کرے پہلی کے جیتے جی کہ یہ اوسکا جلنا ہے*

تیسری دلیل

کتاب پیدائش کے نویں باب میں لکھا ہے کہ حضرت نوح کے نسبت بوقت طیاری کشتی کے حکم ہوا کہ ہر قسم کے جانور و نیز ایک جوڑا تیرے

ساتھہ داخل ہو اور باب ہفتم کے [illegible] سیوم مین لکھا ہے

کہ ہر ایک قسم کے جانورون سے سات سات نر مادہ

ساتھہ داخل ہون اور اوسی باب کے درس ہشتم اور نہم

سے ظاہر ہے کہ حضرت نوح نے اپنے ساتھہ ایک ایک

جوڑا سب جانورونکا داخل کیا پس یہہ پانچ نسخے باہم متناقض

ہے دونون طرح سے ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنی یا نسخ

ثابت ہوتا ہے یا موّلف توریت کا کذب ظاہر ہوتا ہے

چوتھی دلیل کتاب پیدایش کے باب پنجم سے

سے ظاہر ہے کہ آدم کے صلبی اولاد سے سلسلہ توالد و

تناسل آدمیونکا جاری ہوا اور یہہ ظاہر ہے کہ یہہ نہین ہو سکتا

مگر اسطرح پر کہ بھائی نے بہن سے بیاہ کیا ہوا اور کتاب

لاویین کے باب ہیجدہم مین یون ہے نسخہ ۱۸۲۵ درس ۹

تو اپنی بہن کی برہنگی اور اپنے باپ کی بیٹی اور ماکی بیٹی کی

برہنگی خواہ وہ گہر مین پیدا ہوئی ہو خواہ اور کہین نہ کہول

نا ہرگز مت کہول * دیکہو شریعت موسویہ مین اخوات اعیانی

اور علاتی اور اخیافی سب ممنوع النکاح ہوئین **پانچوین دلیل**

ا رہبانی کی کتاب کے باب سی دہم مین ہے نسخہ ۱۸۳۶

ورس ۳۱ اینک ایامی میرسد که با خاندان اسرائیل عهدی
جدید خواهم بست ۳۲ نه موافق عهدی که با پدران ایشان بستم
روزی که ایشانرا دستگیری نمودم تا از زمین مصر بیرون
آرم * یعنی عہد سے پہلے یا باتفاق شریعت مقرر کرتا ہوں ایسے
پس اس جملے کو دیکھیے کہ نہ موافق عہدی که با پدران
ایشان بستم یعنی ایک دن ایسا آنے والا ہے کہ احکام موسوی
کی میعاد کی انتہا خداوند تعالے ظاہر کر دیگا یہاں تک
دلیلیں جو میں نے نقل کیں تو یہودیوں اور عیسائیوں دونوں
کے الزام کے لیے نقل کیں اور صرف عیسائیوں کے
لیے اور بھی نقل کرتا ہوں **چھٹی دلیل** پولوس
اپنے نامہ موسومہ اہل افسس کے باب ۲ ورس میں لکھتا ہے
نسخہ ۱۸۱۱ ورس ۱۵ ابطل شریعة الوصایا بمعتقداته * یعنی
عیسی نے اپنے دین اور مذہب کے سبب سے شریعة الوصایا
یعنی احکام توریت کو بیکار کر دیا دیکھو یہی معنی ہیں منسوخ
کرنے کے **ساتویں دلیل** وہی پولوس نامہ موسومہ
عبرانیوں کے باب ہشتم میں لکھتا ہے نسخہ عربیہ ۱۸۱۱ ورس
۷ فلو کان للعہد الاول غیر معترض فیہ لم یوجد للثانی موضع الخ

* یعنی شریعت موسویہ پر اگر اعتراض کیا ہے

ہے کے لیے جگہہ کہان ہے آگے یہہ اشارہ ہے

قول کے طرف جو ابھی مذکور ہوا پس یا معترض یہ

یا یہہ ہین کہ موقوف کیے گیے تو نسخ ثابت ہوا یا یہہ معنی

ہین کہ اوسکی صحت پر اعتراض کیا گیا تو تحریف ثابت ہوئی

دونون طرح ہمارا مطلب نکلتا ہے

ادسپی نامے کے باب ہفتم مین وہ لکھتا ہے فقرہ ۱۸ و ۱۹ مین

آپس اگلے حکم کم زور اور بیفائدہ ہونے کے

منسوخ ہین * اور یہ ذکر ہے حضرت موسیٰ کی شریعت

کا اور حضرت عیسیٰ کے آنے کا سو اسکو کہتا ہے کہ اونکے

آنے سے اگلی شریعت منسوخ ہوئی دیکھو یہان منسوخ

کا لفظ وارد ہے

قوی دلیل

کتاب استثنا کے

باب بست و چہارم کے ورس یکم سے سیوم تک صریح لکھا ہے

اوس سے ظاہر ہے کہ عورت مطلقہ سے نکاح کرنا دوسرے

کو جائز ہے اور حضرت عیسیٰ کا قول پہلی انجیل [illegible] باب

نوزدہم کے ورس نہم مین نقل کرتا ہے کہ آپ

کہتے تھے جن مطلقہ سے نکاح کیا اوسنے زنا کیا

اور یہی اوسکے اور خطون سے ختنے کی ... مراد لیتے ہین
اور کہتے ہین کہ دل کا ختنہ چاہیے بالجملہ بدلی ختنے کا ... ختنہ
ہوگیا **بارہوین دلیل** جو معنی نسخ احکام شرعیہ
کے سیتے اوپر لکہے ہین اونکو عنون کرکے عقلاً جائز ہے کہ
خداوند تعالے شرعی حکمونکو منسوخ کرے اور کوئی ... اوسپر
عقلی امتناع بر ضد و نسخ احکام کے وارد ... قائم
نہین پس ہرگاہ عقلاً جائز اور غیر ممتنع ٹہرا تو کسی نبی کی نسبت
نبوۃ مین درصورتیکہ وہ مدعی اگلی شریعت کی منسوخی کا ہو
نہین ہوسکتا اور اظہار نسخ کا عقلاً اوسکی نبوۃ کا قادح نہین
ٹہر سکتا ہرگاہ یہہ بات ٹہر چکی تو مین کہتا ہون کہ ثبوت نسخ بعض
احکام موسویہ اور عیسویہ کی وہی دلیل ہے جو ثبوت نبوۃ
موسویہ اور عیسویہ کی دلیل ہے یعنے ظہور معجزات حضرت
مدعی نسخ کی ذات سے **انتہی** ہمارا دعوا اور اوسکی دلیلین
تمام ہوئین اب پادریصاحب کے دعوی مضطرب کو
دیکہیے صفحہ ۱۳ مین لکہتے ہین **قولہ** احکام ظاہری بعد از ظہور
مسیح بدینمعنی منسوخ گردیدند کہ دیگر بجا آوردن آنہا لازم نشد
لیکن بدین تغیر در احکام ظاہری احکام باطنی توریت منسوخ نگشتند

* دیکھو یہان تو خود وجوب احکام ظاہریہ کے منسوخ ہونے
کے قائل ہوے جبکہ ہم بہی صرف احکام ظاہریہ کے منسوخ
ہونیکے قائل ہین نہ احکام دلی کے اور صفحہ ۳۳ مین کہتے
ہین قولہ انجیل کتب عہد عتیق را منسوخ نمیسازد بلکہ بانجام
میرساند بہین نحو کہ چیزہائیکہ در کتب مقدسہ عہد عتیق ظاہری
می بود حالا در عہد جدید مبدل گشتہ ان چیزی کہ در انجا
بحسب تصور دیدہ میشود اینجا وجود آ ملاحظہ میگردد* اس
قول کے سرے کا جملہ معارض اوس جملے کے ہے جو پہلے یعنی
نقل ہوا یعنے وہان وجوب احکام ظاہریہ کے منسوخ ہونے
کی خود ہی تخصیص کی ہے اور یہان تخصیص اونہین کے عدم
منسوخیت کی کرتے ہین علاوہ اسکے مبدل ہو جانا ظاہر
سے باطن کے ساتھہ یہہ بہی نسخ ظاہریت کا ہوا اس
تقریر پر انکا منسوخیت کا سرے سے غلط ہو گیا اور اوس
قول کے اخیر کا جملہ یعنے ان چیزی کہ در انجا بحسب تصور
دیدہ میشود اینجا وجود آ ملاحظہ میگردد محض بے معنے ہے
یا ایک معما ہے کہ اوسکے معنے پادری صاحب کے ذہن مین
ہونگے ایسا معما ہم بہی کہہ سکتے ہین کہ قران چیزی یا چہ

عتیق و جدید منسوخ نمیسازد وان چیزی که [illegible]
میشود انجا بر نگیے دیگر ملاحظہ ہوگا [illegible]

ہوا اصل چیز ویسی ہی باقی رہی اور دیکہے کہ [illegible]
نہیے اور پادریصاحب کا جملہ بے معنی ہے [illegible] پادریصاحب
اس فصل کے آغاز مین لکہتے ہین صفحہ ۱۶۱ **قولہ** [illegible] کتب
مقدسہ منضمن ہمدیگر است و در مطالب باہم موافقت [illegible]
کلی دارند * اگر موافقت سے یہہ مراد ہے کہ [illegible]
شریعت کی احکام ظاہریہ سے اتنی ہی ہے کہ [illegible]
ظاہر ہوا و خصوصیت احکام ظاہریہ کی تغیر و تبدل [illegible]
اصل غرض مین کچہہ فتور نہین آتا ہے تو ہم بہی یہی کہین گے
کہ ان شریعت با کتب مزبوره در احکام شرعیہ موافقت
کلی دارد اور اگر موافقت کے یہہ معنی ہین کہ احکام ظاہریہ جزئیہ
کا لزوم محافظت اگرچہ منسوخ ہو گیا ہے یا ظاہری ہے و ہ
احکام مبدل بباطن ہو گئے ہین جب بہی موافقت ظاہریہ
مین خلل نہین آیا تو یہہ دن کو رات اور رات کو دن کہنا ہے
ایسی باتکا کہنے والا قابل خطاب کے نہین ہو سکتا اور
پادریصاحب نے صفحہ ۱۴ کے آخر سے صفحہ ۱۴

ایمان لانے کو ذریعہ نجات کا کہا ہے تو مقصود اوسکی ان سب باتون
سے یہہ نہین ہے جو اہل ملت سمجھتے ہین بلکہ صرف نجات
دنیا کا منظور ہے مگر مخالطین اپنے سے وقوف ہین کہ صرف
اونکے کلام سے ظاہری معنے سمجھے مشہور اور بعض سخن کو نہ
پہونچے دوسری یہہ کہ پادری صاحب کا یہہ جملہ لکہنا بموجب
آن یک قربانی بود کہ مسیح در وجود خود بعمل آورد کتنا غلط
معنے ہے ایسا جملہ ہر ملحد بہی کہہ سکتا ہے کہ عیسیٰ مسیح نے
جو اپنے ماننے کو کہا ہے تو اوسکا مطلب یہہ ہے کہ اپنی خواہش
کے موافق کام کیا کرو کیونکہ عیسیٰ مسیح خواہشون کا نہ ہوا
جیسے ہم لوگ عمل مین لاتے ہین تیسری یہہ کہ عہد عتیق مین
کہین نہین لکہا کہ عیسیٰ مسیح اپنی تئین سب کے گناہونکے لیے
قربان کریگا یہہ محض پادری لوگونکا خیال ہے اصل ہے
چوتہا یہہ کہ عیسیٰ مسیح اگر گناہون کے لیے فدیہ ہوئے
تو چاہیے کہ احکام باطنیہ بہی توریت سے فرض نہ ہوتے
نہ ہین اسلیے کہ اونکا عمل مین نہ لانا بہی گناہ ہے یا چاہیے
کہ احکام ظاہریہ توریت کی بہی فرضیت اور وجوب ساقط
ہو اصل حقیقت یہہ ہے کہ حضرت عیسیٰ نے یہہ بات احکام

ظاہر یہہ توریت کے منسوخ کیے ہین اور باقی یہہ تقریرین پادریو
ن کی اوہام باطلہ اور خیالات واہیہ ہین غایت الامر یہہ
ہے کہ حضرت عیسے کو جو مرتبہ شہادت کا ملا اوسکی بہت
سے وے مستحق اسکے بہی ہوئے ہونگے کہ گنہگارونکی
شفاعت کرین باجملہ پادری صاحب کے دعوے کا
حال تو یہہ ہوا اور تقریر استدلال کی جو انہون نے کی سو
ایسی نہین کتابون سے کی جنکی تحریف کالشمس فی نصف النہار
ثابت ہے پس چاہیے تہا کہ پہلے تحریف کا امتناع ثابت کر لیتے
بعد اوسکے اون کتابون سے امتناع نسخ کے لیے دلیلین
لاتے سو یہہ استدلال اونکا ہمارے مقابلے مین محض
لغو ہے مع ہذا اون کتابون سے اور نہ رسولون سے بہی
جنہین پادری صاحب نے لکہا ہے امتناع نسخ نہین بوجہا
جاتا ہے چہ جا کہ ثابت ہونا بلکہ بعضون سے بالعکس مطلب
ظاہر ہوتا ہے اور آخر مین جو دلیل عقلی امتناع نسخ کی
اونہون نے لکہی اوسکو تو کچہ نسخ کے معنے سے علاقہ ہی
نہین لیکن بہر حال اوسکے استدلال کی تقریر کے بعضے
جملے لکہنے مناسب ہے قولہ صفحہ جم انکی عبادت ظاہری

گو ہم نمود یہہ کیونکر پوچھا گیا کہ اس جگہہ شریعت سے وہی شریعت
مراد ہے تا کہ فی الجملہ پادریصاحب کے مطلب کی
بو اوس سے پیدا ہو بلکہ سیاق سخن صاف دلالت کرتا ہے
کہ پہلی شریعت والون نے سب احکام الہیہ کی محافظت نکی
اسیلیے [illegible] پایا کہ دوسری شریعت والون مین ایسے لوگ
[illegible] پیدا ہونگے جو عمل بجان اوسکی محافظت کرینگے اور اگر کوئی
کہے کہ پہلے سے کہہ دیا گیا تہا کہ شریعت جدید مقرر ہوگی
تو شریعت کا منسوخ ہونا ثابت نہوا بلکہ اگلی شریعت کی تعمیل ثابت ہوئی تو ہم
کہینگے کہ یہہ تقریر محض دہوکہا دینے کی ہے اسلیے کہ اس
کہنے سے ہمارا مطلب اور بہی قوت سے ثابت ہو گیا
یعنے کہ شریعت آسمانی کے منسوخ ہونے کا جواز
ثابت ہوا ہان اگر پہلی شریعت کی میعاد کی سرے سے تصریح
ہوتی کہ یہہ احکام صرف اتنے برسون تک بجالایا کرنا تو البتہ
نسخ کے معنے بخوبی نہ حاصل ہوتے بلکہ اگر غور کیجیے تو درصورت
تعین میعاد بہی منسوخیت کے ثبوت مین فتور نہیں آتا اسلیے
کہ اصل معنے منسوخیت احکام شرعی کے تو یہی ہین کہ خداوند
تعالی ایک طرح کے احکام صادر کرتا ہے بعد اوسکے

اونهین موقوف کرکے دوسرے احکام صادر کرتا ہے اور
بالبداہۃ ظاہر ہے کہ یہہ بات عام ہے اس سے کہ
موقوفی پہلے سے وہ کسکو مطلع کرے یا نکرے علاوہ برین
ارمیا نبی نے جو مضمون مفسرًا لکہا سو موسیٰ کی کتاب مین
اوسکا شایبہ بہی نہین اور نہ داؤد کی کتاب مین پس یہہ کہنا
پادری صاحب کا کہ مطلب تو نبوت سے نسبت حضرت موسےٰ اور
حضرت داؤد کے کتابون سے غلط ہوگیا لو ہر دیکہیے کہ ایک
وجہ سے تو عیسائیون کے اصول کے موافق یہہ سخن ارمیا نبی
کا عہد عیسوی پر صادق نہین آتا کیونکہ ارمیا نبی تصریح کرتے
ہین کہ جسطرح عہد قدیم خاندان اسرائیلی اور یہود اسکے
لیے مقرر ہوا تہا اوسیطرح عہد جدید خاندان اسرائیل اور
یہود اسکے لیے مقرر ہوگا اور عیسائی لوگ کہتے ہین کہ شریعت
عیسویہ سارے جہان کے لیے مقرر ہوئی اور ایک وجہ سے
عقلًا بہی کسیطرح عہد عیسوی پر یہہ خبر صادق نہین آتی کیونکہ
اسمقام پر ارمیا کی کتاب مین ورس ۳۴ جسے پادری صاحب
نے نقل نہین کیا یون ہے نسخہ ۱۸۳۹ ہر کس ہمسایہ خود را
و ہر کس برادر خود را نخواہد آموخت کہ خدا وند را بشناسید

زیراکہ ہمگی ایشان از صغیر تا کبیر مرا خواہند شناخت * اس سے
یہی ظاہر ہے کہ عہد جدید ایسا ہوگا کہ اوسکے ظہور
کے وقت لوگ بالطبع اوسکے مطیع اور منقاد ہو جاینگے
کچھ حاجت افہام و تفہیم کی بہی نرہیگی حالانکہ حضرت عیسیٰ
کے عہد میں ایسا نہیں ہوا بلکہ اب تک کوئی آدمی کرسٹن بے
سمجہائے بوجہائے نہیں ہوتا اور جو ہوتا ہے تو وہ بہی صرف
بالطبع نہیں ہوتا اور اگر کوئی کہے کہ ذکر خاندان
اسمٰعیل اور یہودا کا ارمیا کے کلام میں بطور تخصیص اور
حصر کے نہیں ہے بلکہ محض اتفاقی ہے اور بالطبع مطیع و
منقاد ہونے کو جو کہا تو باعتبار آخر زمانے کے کہا یعنی اوس
عہد کے ظہور پر ایک زمانہ ایسا بہی آویگا کہ سب بالطبع بعثت
کے منقاد ہو جاینگے تو ہم کہینگے چشم ما روشن تمنے خوب
تاویل کی یہہ تو ہمارا عین مطلب ہے یعنی اس توجیہ سے
حضرت عیسیٰ کی خصوصیت بالکل غلط ہو گئی اور جائز ہو گیا
کہ یہاں سے اور ہی عہد مراد ہو کہ ہمارے نزدیک حضرت
خاتم النبیین کا عہد ہے اور یہودیوں کے طور پر ابہی اوسکا
ظہور نہیں ہوا **قولہ** آیت ۶ فصل ۳۳ اشعیا پیغمبر و آیت ۳

زبور ۱۱۰ * ان ورسون کو پادری صاحب نے ناحق اپنے
استدلال مین لکہا اس لیے اونکا ہرم بالکل [illegible]
اشعیا نبی کی کتاب بہر مین ارمیا نبی کا سا سخن نہین
یعنی شریعت جدیدہ کا وعدہ کہین نہین ہے
ہین کہ دوسرے نبی کے لینے کی ہو [illegible] نہین
ہے اور و پس [illegible] اونکا توبہ [illegible] ۲۹ اپشمال
خواہم گفت کہ بدہ و بجنوب کہ مانع مشو پسران مرا از دور
و دختران از اقصای زمین بیار * پہلا [illegible]
شریعت ظاہریہ کا باطنیہ سے یہ بوجہا جاتا
مین بہی کہین شریعت جدیدہ کا وعدہ نہین ہے چہ جائیکہ
زبور ۱۱۰ آیت مین کہ اونکا درس [illegible] یہہ ہے [illegible] خداوند
سوگند یاد کردہ است و پشیمان نخواہد شد تو بر رسم ملک صدق
تا ابد الآباد کاہن ہستی * ملک صدق نبی اسرائیل مین ایک
کاہن یعنی پیشوا اور مقتدا گذرا انہا اوسکے ساتہ حضرت
داود کسی کی تشبیہ دیتے ہین سو وہ احکام ظاہریہ لاوت
کا بڑا مروج تہا تبدیل شریعت ظاہریہ کی باطنیہ سے
یہان سے کیونکر بوجہی گئی قولہ کہ

[illegible] ودر انجیل در فصل ہفتم نامہ عبرانیان تا آخر واضح گردیدہ

[illegible] سے بہی زیادہ گرم ہوئی اوس فصل ہفتم مین

[illegible] سے اسسا نکلی کہ اگلی شریعت منسوخ ہوگئی تہا

[illegible] یا دلیل ہشتم مین گذرا اوسکا ذکر کرنا اسمقام پر

دلیل ہی سے جیسا مشہور ہے ہیچ چند دالا در است

وزدی کہ بکف چراغ دارد قولہ وآیات ۱۸ و ۱۹ فصل

۱۸ کتاب پنجم موسی سے اشارہ یہین مطلب راست * ہم

مستقصاً از شانزدہم مین لکہہ آئے ہین کہ یہہ خبر موسوی

سوا آپکے حضرت سرور کائنات کے کسی پر صادق نہین

آتی سوا اوسمین صرف ایک نبی کے اخوان بنی اسرائیل

سے ظاہر ہونیکی خبر ہے کچہہ اوسمین تبدیل شریعت

ظاہریہ کا باطنیہ سے ذکر نہین اور اگر بقول پادریصاحب

ہیکی سے تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنے شریعت مصطفوی

کو بہی یہی سمجہو کہ جسقدر خلاف توریت اوسمین احکام ہین

تو وہ درحقیقت تبدیل مجازی حقیقت کے ساتہہ [illegible] قولہ

صفحہ ۴۴۴ خود مسیح گفت کہ تصور مکنید کہ من از بہر ابطال

[illegible] مسائل انبیا آمدہ ام از جہت ابطال نہ بلکہ بہر تتمہ

تکمیل آمده ام چنانکه در آیت ۱۸ فصل ۵ متی مذکور گشته است

* الحمد لله که یہان پادری صاحب ابطال کا لفظ بولیے کہ ہمارا
ہمارا مطلب ہے یعنے منسوخ کرنیکے یہہ معنی نہیں ہین
کہ اگلی شریعت کو باطل ٹھراوین بلکہ صرف انتہا اوسکی ختم میعاد
کے ظاہر کر دینے کو نسخ کہتے ہین مگر بعضی انجیل کے بعضے
ترجمون مین اس جگہہ منسوخ کا لفظ ہے سوا اوسکی بحث
استفسار و ہم مین دیکھ لیجیے قوله صفحه ۳۰ از قبول نسخ
در فقره صادر میشود اولاً اینکه اراده خداوندی قرار
گرفته بود که بادادن توریت امر نیک و مفیدی را بعمل آورد
لیکن میسر نگردید پس بعد ازین که مراد از ان حاصل نگشت
بهتر از آنچه را داد که زبور باشد و چون این نیز بمقصود
و مطلب را بجا نرسانید پس این را هم منسوخ نمود انجیل
را داد چون احوالات او نیز بمقصود رسید بقی مانند انها اگرچه
از نیهم فائده حاصل نگشت آخر الامر بسبب ظهور قرآن مطلب
را بانجام رسانید هرگاه احیاناً العیاذ بالله چنین تصور دلکا
گاه خیال کشیده شود پس حکمت و قدرت خدا باطل خواهد گردید
الی آخره ثانیاً اگر قول مذکور غیر ممکن است پس از قانون نسخ حقی

این تصور لازم می آید که خدا نظر بمصلحت و ارادہ خود عمداً خواست که چیزی ناقص و بمطلب نارسا شدہ بدہد و بیان نماید آیا ہیچ نوع امکان دارد کہ کسی چنین تصورات باطلہ ناقصہ را دربارہ ذات قدیم کامل الصفات خداوندی نماید*
جسکو ذرہ بہی سمجہ ہے وہ یہہ خوب سمجہتا ہے کہ یہہ قباحت اوسی صورت مین لازم آتی ہین کہ نسخ ہماری شریعت مین اون معنون پر جائز قرار دیا جاتا جن معنون پر حکام عدالت اپیل حکام ماتحت کے حکمون کے نسبت لکہا کرتے ہین کہ وہ حکم منسوخ یا بعضے قوانین سرکاری مین لکہا جاتا ہے کہ فلانے قانون مین جو یہہ قباحت ظاہر ہوئی یا یہہ مصلحت فوت ہوتی ہے اسلیے وہ منسوخ ہوا ہرگاہ یہہ معنے منسوخیت شریعت سابقہ کے نہین ہین بلکہ وسے معنے ہین جو ہم اوپر لکہہ آئے ہین چنانکہ اصول فقہ کی کتابون مین لکہا ہے اور علم کلام کی کتابون مین بہی پس یہہ اعتراض پادریونکا یا ازراہ ناواقفیت کے ہے یا صرف مغالطہ دہی منظور ہے ظاہرا صرف مغالطہ دہی کے لیے معلوم ہوتا ہے اسلیے کہ بہت بعید از عقل ہے کہ ہمارے یہان کی شرعی باتون سے بالکل پادری لوگ

واقف ہون اور ہماری اصطلاح نسخ کی انہین نہ معلوم ہو
آپ عیسائیان نا انصاف سے امید وار انصاف کا
ہون کہ آیا پادری صاحب کا سخن تمام ہوا یا ہمارا سخن اور
پھر جو پادری صاحب نے خداوند تعالے کی طرف نقصان
کی نسبت سے مسلمانون کی طرح بیتحاشی اور بیہودہ بکی
اور کلمہ العیاذ باللہ زبان پر لائے کیا بسبب کے مضمونون کو بھول
گئے کہ بعضے مجھے یاد ہین از انجملہ کتاب پیدائش باب
ششم ورس ششم نسخہ اربانو سنہ ۱۶۲۵ فندم [illegible] انہ عمل
الانسان علی الارض فتاسف بقلبہ داخلاً نسخہ سنہ ۱۸۲۹
روکہ انسان را بر زمین بوجود آوردہ بود پشیمان شد
و در دل آزردہ گشت نسخہ سنہ ۱۸۳۵ تب یہواہ آدمی کے زمین پر
پیدا کرنے سے پچھتایا اور دلگیر ہوا * دیکھو خداوند تعالے
کی نسبت مؤلف نے اوس کتاب کے کیسی بے ادبی
کی اور تین نسخون سے اسواسطے مینے لکھا کہ ترجمہ کی نالائقی
پر کہ وہ بھی پادری ہی تھا محمول نہو از انجملہ یعقوب
کشتی لڑنے اور نبیے والون کے مغلوب نکر سکنے کا قصہ
لکھا ہے جو اس قصہ بار ہفتم مین گذرا از انجملہ یہ

جعلسازی سے اسحق کی دعا کو جو عیص کے حق مین تہی اونہون نے
کی تہی خداوند تعالے نے حضرت یعقوب کے حق مین سمجہا اوسکو
یاد کیجیے کہ وہ بہی اوسی استفسار مین مذکور ہے ازانجملہ
اول نامہ پولوس بنام اہل قرنتس باب اول درس بست و پنجم
نسخہ ۱۸۲۵ لان تحامق اللہ اوفر حکمۃ من الناس وضعف اللہ
ہو اشد قوۃ من الناس نسخہ ۱۸۴۴ لان حماقۃ اللہ اعقل
من الناس وضعف اللہ اشد قوۃ من الناس نسخہ
خدا کا احمقانہ کام آدمیون سے عاقل تر اور خدا کا ضعیفانہ کام
آدمیون سے قوی تر * دیکہیے انجیل مین خدا کے طرف احمقانہ
کام کرنے کی نسبت کی علاوہ برین مریم کے پیٹ مین
جنین بنکر پہنسون رہنا اور بطور عادت انسانیہ متولد ہو کر
بتدریج بڑہنا اور یحیی نبی کا مرید ہونا اور
بندون کے لیے ملعون ہو کر تین دن دوزخ مین رہنا
آپ لوگونکا خداوند تعالے کے نسبت اعتقاد ہے اور
اسی اعتقاد کے ترویج کے لیے پادریون کی کوشش ہے
کیا ان ترافون سے شاید کچہ نقصان عائد حال حضرت
جل وعلی نہین ہوتا تعالی اللہ عن ذلک علوا کبیرا

قوله فصل سیوم صفحه ۱۳۳ ادعای ما بطلان بشارات پیغمبر
محمد صلی الله علیه وسلم که گویا کتب مقدسه تحریف وتبدیل گشته
باطل است * یہان بھی اولاً ہم اپنا اعتقاد در باب تحریف الفاظ
توریت اور انجیل کے معہ دلائل بیان کرتے ہین اور
بعد اوسکے پادری صاحب نے جو اونس دعوی کے لیے
دلیلین قائم کی ہین اونکی بے اصلی اور لغویت بیان کرینگے
ہمارا اعتقاد اندرونی منشا ہے اور قرآن شریف کے یہہ ہے
کہ حضرت موسی اور حضرت داود اور حضرت عیسی اور
اور انبیای بنی اسرائیل کے طرف وحی الہی نازل ہوئی تھی
اور یہودیون اور عیسائیون کے جو دینی کتاب ہے
اوسمین کچھ کچھ وہ کلام ہے مگر مولفین کے ہاتون یا
اور کسی کے ہاتون سے تالیف اونس کلام الہی کی جو شروع
واقع ہوئی اوسمین بسبب عدم تمیز اور عدم تحریر علامات
فارقہ بیّنہ کے کلام الہی کلام بشری سے ایسا مخلوط ہوگیا
ہے جیسے ہمارے یہان ایک قسم حدیث کی جسے مدرج
کہتے ہین یعنے راوی اوسکا اوسمین اپنا مضمون اس طرح
ملاکر بیان کرے کہ ظاہرا وہ بھی منجملہ قال رسول الله سمجھا جائے

اور اس طرح کی تخریب اہل کتاب کے ہاتھوں سے بطور
اتفاقیہ نہیں واقع ہوئی بلکہ از راہ خیانت اپنی باتوں کے
ترویج کے لیے ہی انہوں نے ایسا کیا ہے اور اپنے
ہاتھوں سے جو موقع و مناسب جانا خراب کر دیا اور
کہا کہ یہ روح القدس نے ایسی خراب کلام القا
کیا ہے غرضکہ ایسی خرابیاں اوس میں پڑیں کہ جس سے
قابل حجت نہیں رہا فقط میرے اس دعوے کو یاد رکھیے
انشاء اللہ تعالی کالشمس فی رابعة النہار ثابت ہو جاویگا
مگر دلائل ذکر کرنے سے پہلے کئی باتیں اور بھی سمجھ لیجیے

پہلی بات ان خرابیوں کے واقع ہونے کے
کئی مرحلے ہیں ایک حضرت موسی کے بعد سے اوس
زمانے تک کہ انبیاء بنی اسرائیل کا سلسلہ منقطع ہوا
دوسرا حضرت عیسی کے قبل سے حواریوں کے زمان
کے منقضی ہونے تک تیسرا اوس زمانے سے حضرت
خاتم النبیین کے ظہور تک چوتھا انکے ظہور کے وقت سے
اب تک **دوسری بات** یہہ خرابیاں کئی صورت
سے وقوع میں آئیں ایک یہہ کہ خدا کے کلام کو عمداً

علیحدہ متن الہی سے نہیں لکھا بلکہ اوسمین نبیون کا کلام بہی ملا دیا دوسری
یہہ کہ بطور تفسیر اور مصداق سخن او تتمات قصص اور انکا
پچہلا حال اوس نبی کا جسکی وہ کتاب تہی بلا تنقید روات
اور بلا انضباط قواعد استخراج روایت کے اوسمین ملا کر
لکہہ دیے تیسری یہہ کہ کوئی رسالہ کسی نے کسی نبی کے
حالات یا مقتدایان ملت اسرائیلیہ کے حالات یا کسی عورت
یا مرد صالح کے حالات کا لکہا سو باوجودیکہ محض کلام غیر
نبی اور بلا انضباط قواعد تصحیح روایت کے تہا اوسکو
کتاب آسمانی کے ہم تخت کر دیا چوتہی یہہ کہ مفردات
اور جملون کو اصل کلام الہی میں بعضی جگہہ بدل ڈالا
یا کم و بیش کر دیا پانچوین یہہ کہ اصل کلام کو مفقود کر دیا
اور کچہہ محافظت اوسکی نہ کی اور اوسکے ترجمے کو اصل قرار
دیا حالانکہ ظاہر ہے کہ کسی دو لغتون میں بجمیع الفاظہا
مترادف کا پایا جانا از روی استقرار کافہ اہل علم کے
غیر ممکن ہے چھٹی یہہ کہ افعال کو اسما کے ساتہہ اسما کو افعال
کے ساتہہ ایک طرح کے حروف کو دوسری طرح کے حرفون
کے ساتہہ بدل ڈالا سو اسطرح کی تغیر و تبدیل

کتاب کا کوئی ترجمہ اور کسی ترجمے کا کوئی باب بلکہ کوئی ورس
طول الفاظ خالی نہین ہے ساتوین یہہ کہ عام کو خاص کے ساتھہ
خاص کو عام کے ساتھہ مجمل کو مفسر کے ساتھہ اور مفسر کو
مجمل کے ساتھہ بدل ڈالا یہہ بھی ہر ترجمے مین ہوا ہے
اٹھوین یہہ کہ مرفوع کو منصوب کے ساتھہ اور منصوب کو
مرفوع کے ساتھہ اور علی ہذا القیاس مجرور کے ساتھہ [illegible]
دینا اور مقدم کو موخر اور موخر کو مقدم کر دینا یہہ بھی سب
شامل ہے تیسری بات [illegible] ان خرابیون
کے بھی [illegible] سبب معلوم ہوتے ہین ایک یہہ کہ بسبب
عدم تجربہ کاری کے اہل کتاب کو کتابون کے تالیف اور
ترجمہ کرنیکا سلیقہ نتہا کہ بدون [illegible] فارقہ بینہ کے کلام
بشری کو کلام الہی کے ساتھہ الگ جمع کیا اور یہہ نسمجھے
کہ آیندہ یہہ کیسا فساد لاویگا دوسرے یہہ کہ اعراب [illegible]
کا لینے اوس ملامت کے لکھنے کا جس سے ہر کلمے کا محل
معلوم ہوا [illegible] نہین تہا بلکہ اب بھی خوب نہین ہے
حالانکہ عبرانی [illegible] شبہہ بعربی ہے تیسرے یہہ کہ کتابون
کا ترجمہ [illegible] سر تا سر کر ڈالا اور یہہ نکیا کہ اصل کو نقل کرنے کے

ترجمہ اوسکا لکھین * پس ہر عاقل جانتا ہے اگر ہم لوگ
کلام اللہ کی تفسیر مانند کشاف وغیرہ کے بانضمام قصص
اور حکایات نبویہ وغیرہ عربی مین لکھین اور اوسکا ترجمہ
سرتاسر فارسی یا اردو مین کرین اور اوس کتاب کو بنام
کتاب آسمانی چھپوا کر امریکہ مین بھیج دین یا یہین پھیلاو
اور اصل مصحف کے نسخون کو رفتہ رفتہ کھو بیٹھین بھلا
کوئی بھی کہہ سکتا ہے کہ اس کتاب مین یہہ کلام الہی
ہے اور یہہ کلام نبوی ہے اور یہہ کلام مولف کا ہے
ناشناو کلا کسیکو مثلہ علمای حفاظ کے بھی تمیز اوسمین نہ
حاصل ہو سکے گی چہ جاکہ اور حرف شناسون کو چوتہے
یہہ کہ قاعدہ تنقید روایت اور اسناد وغیرہ کا جیسے
ہمنے استفسار دوار دہم مین لکھا سو لفین بیبل کے یہان
نہین تھا پانچوین یہہ کہ اون کتابون کے اصل زبان
کے قاعدے صرف اور نحو اور معانی اور بیان کے
اور اسیطرح مفردات لغت بھی اوس زبانکی اہل کتاب
کے یہان منضبط نہین ہوے تھے چنانکہ کوئی کتاب
ان فنون کی جو اون کتابون کے سمجھنے کے لیے مزید علیہ

تالیف بنا لیے ہوا تھین بھی سلک ترلیئی اور جب اونمین کچھ
الٹ پلٹ ہوئی تو وے کتابین اس قابل نہ ہین کہ صاحب
معجزات کے سخن کا معارضہ کرین چہ جا کہ تکذیب

دوسری دلیل منجملہ رسایل عیل کے زبور
اور اشعیا اور ارمیا اور نحمیا اور حزقیل کی کتابون
اور بہی حواریون کے خطوط سے ظاہر ہے کہ آگے
بہی یہی طرز تہا تالیف کا جو مسلمانون مین رایج ہے
یعنے کتاب کا لکہنے والا جو اپنی باتین یا اپنے دیکہے
معاملات آپ لکہتا ہے تو کتاب بہر مین کہین نہ کہین
ایسا جملہ لکہتا ہے جس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو کچہہ اس
کتاب مین لکہا ہے لکہنے والے نے آپ لکہا ہے اور
اپنے دیکہے ہوے معاملات لکہے ہین اور جو اور کسیکا
کلام بلا واسطہ سنکے نقل کرتا ہے تو درصورت
التزام اسبات کے کہ سوا اوس کلام کے اور کوئی
حرف اسمین نہ ملایا جاوے کتاب بہر مین کہین نہ کہین
ایسا جملہ لکہتا ہے جس سے ظاہر ہوتا ہے کہ لکہنے والے
نے بلا واسطہ صاحب کلام سے سنکر لکہا ہے جیسے

لکھتے ہین کہ بیبل کے اصل نسخون مین کچھہ کچھہ خلل اور
فساد پڑ گیا ہے کیا عبرانی مین کیا یونانی مین اور کسی مین
بعضی جگہہ اوس زبان کے صرف و نحو اور لغت کے خلاف
بلکہ ضد اوسکے عبارت اور لفظین پائی جاتی ہین پس
دیکھیے ہمارا دعوا کیسا ازروی اقبال دعوی مدعا علیہم
ثابت ہوگیا اور باقی یہہ عذر اونکا کہ کاتبون کی تحریف یا
اور مترجمون کی نے استعدادی سے ایسا ہوا یہہ مجرد
احتمال ہے وہی ہمارے دعوی کے ثبوت مین کچھہ خلل
نہین لا سکتا اور تیسرا عذر یعنے روح القدس اور
انبیا ایسا ہی غلط پلط لکھا سے اور لکھتے آئے ہین یہہ
تو گویا عین ہمارا دعوا ہے کہ یکتبون الکتاب بایدیہم
ثم یقولون ہذا من عند اللہ یعنے اپنے ہی لکھے کو کہتے
ہین کہ خدا نے ایسا فرمایا ہے اسلیے کہ روح القدس
اور پیغمبرونکے طرف منسوب کرنا عین خدا کے طرف
منسوب کرنا ہے اسکی بہی تفصیل استفسار دوازدہم
مین ہے سماقوین دلیل شعیا نبی کی کتاب کے
باونسیوین باب کا پانچوان ورس نسخہ سنہ ۱۸ انہم

تعدّوا ناموس الرب و بدّلوا اوامر العهد الابدی* یعنے
یہودیوں نے تجاوز کیا حکم شریعت سے اور بدل ڈالا
توریت کی باتیں دیکھو کس طرح [illegible] فاجر [illegible] کہنا
کسی محاورے مین صحیح نہیں ہے کہ تو نے خدا کی باتوں
کو بدل ڈالا جب تک وہ خدا کی باتوں کو کچھ پہچان نہ لیکے
اٹھوین دلیل کتاب ارمیا نبی کے باب بیست و سیوم
مین یون وارد ہے نسخہ ۱۸۳۱ ورس ۳۰ اینک من مخا
لف پیغامبرانم کہ ہریک از ہمسایہ کلمات مرا می دزدید۔
۳۱ اینک من مخالف از پیغامبرانم کہ [illegible] نام [illegible] را از
میکنند و میگویند کہ او گفتہ است الی قولہ ۳۶ کلمات خداوند
حی خداوند افواج خدای مارا تغیر میدہند* دیکھو قرآن
شریف اسی بات کی تصدیق کرتا ہے کہ اکثر اہل کتاب
باتیں [illegible] ہین اور ایسی بناوٹی باتون کو کہتے ہین کہ
خدا نے کہا ہے اور خدا کی باتون مین تغیر و تبدیل کرتے
ہین نوین دلیل پہلی انجیل پندرہوان باب نسخہ
۱۸۳۱ ورس ۶ ابطلتم کلام اللہ لاجل سنتکم
یہودیو تمنے ناکارہ کردیا کلام الہی کو اپنی بدعتون سے لیکے

عزرا وغیرہ بعضے انبیای بنی اسرائیل کو زبانی یاد ہو گئی
مگر مکتوب بین الدفتین نا قص تھی توریت کا دنیا میں کسیکے
پاس نہیں ہے اور یہ ابتداول مدت سے ہے جو ستے ہو گیا
شرح ہے دسوین دلیل ربی پرسن حواری
اپنے دوسرے خط کے دوسری باب کے شروع مین
کہتا ہے عیسائیون کو مخاطب کر کے کہ تم مین جھوٹھے تعلیم
دینے والے پیدا ہونگے جیسے آگے جھوٹھے نبی گذرے
ہین اور وے لوگ ہلاک کرنیوالی راہین خفیہ داخل
کرینگے کہ اوسمین خداوند کے حقون سے جسنے اپنی جانکو
لیے فدیہ کیا ہے انکار کیا جائیگا * یہان دو لفظون پر
غور کیجیے ایک خفیہ اور دوسری داخل کرنا کہ مجموع دونو
لفظین دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ اونکی جھوٹھی تعلیم
صرف زبانی اور زبانی خود بطور ایک مذہب جداگانہ کے نہو گی
بلکہ لکھی جائیگی اور اصل کتاب مین دین کے لکھی جائیگی
اور پولوس حواری اپنے نامہ موسومہ غلاطیہ کے
پہلے باب مین عیسائیون کی طرف مخاطب ہو کر لکھتا ہے کہ تم
نے انجیل کی طرف انتقال کیا چاہتے ہو کہ وہ مسیح کی

انجیل نہین ہے اور تم مین بعضے ایسے ہین کہ مسیح کی انجیل
کی تحریف کا ارادہ رکہتے ہین * دیکہو بطرس صاحب
کرامت آدمی تہا اوسکے کہنے کے موافق ہوا چاہیے
اور یوحنا پولوس نے بہی اوسکے آثار از روی کشف کے
دریافت کیے پس قران شریف اسکی تصدیق کرتا
ہے یعنے فرماتا ہے کہ بطرس اور پولوس کے
کہنے کے موافق وقوع ہوا پس اگر پادری لوگ بہ نسبت
اناجیل اربعہ کے بہی وہی کہین جو بہ نسبت توریت کے
درباب اون گواہیون کے جو شعیا اور ارمیا اور عیسی
علیہم السلام نے دی ہین کہتے ہین تو ہمارے وہی دونون
جواب یہان بہی ہین یعنے ظاہرا الفاظ حواریون کے کلام
کے ہمارے موافق ہین لیکن صرف احتمالی یعنے تمہارے
مذہب ہمارے نہین ہو سکتے ہین خصوصا بمقابلہ قران
اور صاحب قران کے اور انجیلین بہی بطور شرح کے ہین
کما ہو اظہر من الشمس اور پولوس نے یہود یون کے
نسبت بہی کہا ہے کہ یہ تحریف کرتے ہین ان سبکی تفصیل
استفسار نہم مین ہے گیارہوین دلیل بیچ کے

علیہ السلام نے از روی وحی الہی کے اوسکی خبر دی ہے چنانچہ
بہتیری کتابیں اتنی کثرت سے جیسی اب ہے نہ پہلی ہو
بلکہ اکثر صرف اونہین لوگون کے پاس رہی ہو جنکی سے
ایمانیان حضرت عیسیٰ اور اونکے حواریون نے بیان کین
یعنی علماء ہی ہو اور بعد اوسکے اکثر اونہین لوگون کے
ہاتھ سے آپ لوگون کو پہونچی جنکی سے ایمانیون کی دین
بابت خود آپ لوگ گواہی دیتے ہین یعنی پوپ لوگ
کہ جنکے دنون مین برابر صرف اونہین کا تسلط اوس
کتاب پر رہا تو اوسکی [illegible] ہی ہو [illegible]
تقدیر بطریق اولیٰ صاحب لوازم نبوۃ کا ممکن اسبات
مین عقلاً واجب التسلیم ہے اور جسکے بطور عقلاً مخل صحت نبوۃ
نہین ہو سکتا ہے اور [illegible] اور بڑی ناانصافی اور
راہ راست سے پہیر دینے ہے یہ بات کہ آپ لوگ
وقوع محال عقلی کی خبر دینے کو مخل صحت نبوۃ نہین سمجھتے
ہین اور محال عادی کے واقع ہونے کی خبر کو آپ مخل
صحت نبوۃ بتاتے ہین یعنی خدا کے حکم سے کسی ظاہر ہونے
کی خبر اور اس خبر کو کہ صادر ہونے سے [illegible]

یکتا عادی الرتبہ ہے جیسا آپ لوگونکا با دعای دست اندازی
بیبل حضرت نبیسے کے نسبت اعتقاد ہے خبر دینے والونکی نبوۃ
کا موجب بطلان یا صرف اس استنباط کو باطل نہین سمجھتے
ہین اور تحریف کی خبر دینے کو کہ عند الانصاف وہ محال
عادی بھی نہین ٹہرتی مخل صحت نبوۃ حضرت خاتم النبیین
علیہ الصلوٰۃ والسلام جانتے ہین ان ہذا الشیٔ عجاب
اب مین بیان کرتا ہون پادریصاحب کے خلاصہ دعوی
کو اور اونکے استدلال کے خلاصہ تقریر کو دعوا
یہہ ہے کہ تبدیل اور تحریف واقع ہونیکا دعوا محمدیونکا
بہ نسبت بہ سائل بیبل کے باطل ہے چنانکہ اس فصل کے
اغاز مین گذرا خلاصہ تقریر استدلال کا جو صفحہ ۳۱ سے
صفحہ ۳۹ تک انہون نے لکہا یہہ ہے کہ محمدیون سے
جو ہم تحریف کے ثبوت کی دلیل مانگتے ہین تو کوئی شخص
کوئی دلیل نہین بیان کرتا ہے اور سخن بے دلیل قابل اعتبار
کے نہین ہوتا ہے بلکہ از روی قران شریف کے معلوم
ہوتا ہے کہ مدعیان تحریف وقوع تحریف کا زمانہ بعد مبعوث
ہونے اپنے پیغمبر کے قرار دیتے ہین اسصورت مین ہم

کہتے ہین کہ آیا یہود یون اور نصرانیون سے کے لیے کون امید یا غیر تحریف کا تہا تو کوئی باعث قرار نہین پایا بلکہ تحریف غیر ممکن معلوم ہوتی ہے علاوہ برین کئی نسخے ان کتابون کے لکہے ہوے ظہور محمدی سے پہلے کے اب تک موجود ہین چنانچہ اٹہارہ سو برس پیشتر کا بہی ایک نسخہ بیبل کا موجود ہے اون نسخون سے جو ان نسخونکو جو بعد ظہور محمدی لکہے گئے مقابلہ کرتے ہین تو کچھہ فرق نہین پاتے پس معلوم ہوا کہ تحریف کا دعوا غلط ہے * اس خلاصہ تقریر سے ظاہر ہے کہ اس بحث مین پادری صاحب کی تقریر مشتمل دو باتون پر ہے اول یہہ کہ مدعیان تحریف کے پاس کوئی دلیل نہین ہے سو اسکا جواب یہی ہے کہ دلائل دوازدہ گانہ مذکورہ اون استفسارون سے جنمین اونکی تفصیل لکہی ہے ملاحظہ کیجیے دوم یہہ کہ دعوی تحریف قطع نظر عدم ثبوت سے کے بعضے وجوہ سے باطل بہی ہے اور بطلان کی دلیل پادری صاحب کی مشتمل ہے پانچ باتون پر اول یہہ کہ قران کے ظہور کے زمانے تک تحریف نہین ہوئی دویم یہہ کہ بعد ظہور محمدی کے کوئی سبب تحریف کا اہل کتاب کے

سے لیتے نہیں قرار پا سکتے سوم یہہ کہ عادۃً نا ممکن معلوم ہوتا ہے
چہارم یہہ کہ اگلے نسخے قبل ظہور محمد ہی کے بہی
یہہ کہ وے نسخے نوشتہای متداولہ سے موافقت کلی رکہتے ہیں
* سو اوسکی تقریر پادری صاحب اسطرح کرتے ہین قوله صفحہ
۳۳ ادعای مذکور را تشخیص داده معلوم میسازم که آیا تحریف
کتب مقدسه دریک وقت واقع گردیده است یا نه بلکه
بجهت زبان چنان تحریف درین آیات قرآن اندکی خبرداده
شده است در سورهٔ انبیا است وما ارسلنا قبلک
الا رجالا نوحی الیهم فسئلوا اهل الذکر ان کنتم لا تعلمون الی قوله
در سوره یونس مذکور گشته فان کنت فی شک مما انزلنا
الیک فسئل الذین یقرؤن الکتاب من قبلک پس ازین
مواضع قرآن استنباط میگردد که تا ایام خروج محمد
کتب مقدسه اهل کتاب هنوز تحریف نگردیده بودند والا
اگر قرآن بالفرض حق باشد چگونه می تواند بود که خدا در آیات
مذکوره بمحمد وامتیانش حکم نماید که بکتب مسیحیان ویهودیان
رجوع کنند زیرا که بیرون از امکان است که خدا احدی
را بکتابی که منحرف گشته رجوع نماید * جواب

اگر ان آیتون مین یہہ حکم ہوتا کہ اون کتابون کے طرف
رجوع کرو تو البتہ پادری صاحب کی تقریر فی الجملہ معقولیت
رکھتی سو اسوقت اوسکا جواب بہی دیا جاتا اور اب
پادری صاحب نا سمجہی کے راہ سے یا عوام کو مغالطہ دینے
کے لیے یہہ تقریر کرتے ہین پہلی آیت کا اتنا ہی مطلب ہے
کہ تجہہ سے پیشتر کوئی پیغمبر نہین بہیجا مگر جملہ رجال
یہہ جواب اون کافرون کا ہے جو کہتے تہے کہ خدا کا پیغمبر
چاہیے کہ فرشتہ ہو اور اوسکے بعد آدمیون کا فرون کے
نسبت فرمایا کہ جنکو اگلی باتون سے آگاہی ہے اونسے
پوچہہ لو یعنے کہ ایسا ہی ہوا کیا ہے یا نہین کہ خدا کے
پیغمبر مرد ہوتے رہے ہین یا اور کوئی اور مرد کے لفظ
کہنے مین نکتہ یہہ ہے کہ پیغمبران خدا ایسے آدمی ہوتے آئے
ہین جیسے کہتے ہین کہ فلانا جوانمرد آدمی ہے اور دوسری
آیت کا اتنا ہی مطلب ہے کہ اے مخاطب اگر تجکو اس
تنزیل مین شک ہے تو کتاب پڑہنے والون سے پوچہہ لے

* توریت کے اکثر مقامون سے خصوصاً کتاب استثنا کے
اکثر بابون سے ظاہر ہے کہ خطاب موسی بخدای یا انکو

بابنی اسرائیل ہوتا تہا اور مراد اوس سے بنی اسرائیل ہوا
تہی اسیطرح یہہ خطاب اگرچہ پیغمبر کے طرف ہے مگر مراد وہ
لوگ ہین جو مکلف بتصدیق پیغمبر ہین اور یہہ کلام اون شک
کرنیوالون کے خطاب مین ہوگا جو اس جہت سے شک
کرتے ہونگے کہ قرآن مین بہت سے باتین ایسی لکہی ہین
کہ ہمارے دیکہنے مین نہین آتی ہین یا ہمارے عقل میں بنا
دشوار معلوم ہوتی ہین یا دنیا کے نہد وبست کی ہین یا مخالفات
اوصیانہ اوسمین واقع ہین اور خدا کا کلام چاہیے کہ کچہہ اور
ڈہب کا ہوتا اور اوسمین ایسی باتین نہوتین سو ایسے شک
کرنیوالے کو فرمایا کہ توریت اور انجیل کو جو پڑہتے ہین او
پوچہہ لو کہ خدا ایسی ہی باتین کیا کرتا ہے یا نہین اور نیز اگر
ہے کہ علما یہود اور نصارے بہ نسبت جمہور مشرکین
معرب کے ان باتون سے کہ خدا کے پیغمبر مرد ہوتے ہین
ہین یا کیا اور خدا کسطرح کا کلام انبیاؤن کے پاس اوتار
رہا ہے ایسے مطلع تہے جسکا بیان نہین ہوسکتا ہے اون
کتابون کے طرف رجوع کرنیکا ان آیتون مین کچہہ ذکر ہی نہین
ہے اور اون دو باتون کے دریافت کرنے کو اہل کتاب

کی یا ناواقفیت بہی شرط نہین اسلیے کہ یہہ باتین علوم غامضہ اور
نکات خفیہ مین سے نہین تہین تا او نہین ہے واقف کار کا
چہپانا چل جاتا **قولہ** در سورہ بقرہ نوشتہ شدہ است

یا بنی اسرائیل لا تلبسوا الحق بالباطل و تکتموا الحق و انتم تعلمون

* اس آیت کو ہرچند پادری صاحب اپنے اثبات دعوی مین
نہین نقل کرتے ہین بلکہ دربیان ادعای قرآن اوسکا ذکر
لاتے ہین لیکن اونکے سمجہون کے لیے یہان بہی لکہہ دیتا ہون
کہ اس آیت کا اتنا ہی مطلب ہے کہ خداوند تعالے
بنی اسرائیل کو منع کرتا ہے کہ تلبیس بین الحق والباطل
اور کتمان حق نکیا کرو جیسا کہ اشعیا اور ارمیا نبی منع کرتے
تہے اور یہہ بات کسی لفظ سے نہین مستنبط ہوتی ہے کہ توریت
و انجیل مین تغیر و تبدیل اوسی زمانے سے شروع ہو گئی
اول تو کتاب کا یہان لفظ نہین دوم یہہ کہ کوئی ایسا کلمہ
نہین ہے جس سے نفی تلبیس سابقہ بوجہی جاتی ہو جو جا کہ
ظاہر ہو **قولہ** در ہمان سورہ مسطور است افتطمعون ان

یومنوا لکم و قد کان فریق منہم یسمعون کلام اللہ ثم یحرفونہ من
بعد ما عقلوہ وہم یعلمون اس آیت کو لاتے ہین پادری صاحب

کا اوس مطلب سابق الذکر سے کچھ لگاو نہین معلوم ہوتا ہے
مگر اس مقام پر انہون نے عبارت [illegible] آخر
سے کچھ صاف مطلب پادری صاحب کا نہین کھلتا اسلیئے مین
اوسکے معنے بھی لکھے دیتا ہون اس آیت کا اتنا ہی مطلب
ہے کہ ان لوگون سے حق شنو ہونے کی امید کیا رکھتے ہو
اونمین تو ایسے لوگ ہوئے ہین کہ جان بوجھ کے کلام الہی
کو وضع حق سے منحرف کرتے ہین یعنے جیسے کلام الہی جانتے
اوسمین جو بیان ہے [illegible]
لگے اور بات داود کی شناعت کو اولاد کے طرف منسوب
کرنا اور اسیطرح اسلاف کی محمدت کو اخلاف کے ساتھ نسبت
دینا بوقت مشاہدہ آثار شناعت یا محمدت کے ہر زبان
اور ہر محاورے مین مروج ہے چنانکہ توریت اور انجیل مین
بھی ہے پس یہہ آیت تو مکذب ہے پادری صاحب کے دعوی
کی یعنے اسمین تصریح ہے کہ اگلے لوگ اس قدر
تحریف کرتے رہے ہین۔ **قولہ** در سورہ بینہ نوشتہ
لم یکن الذین کفروا من اہل الکتاب والمشرکین منفکین حتی
تاتیہم البینہ رسول من اللہ یتلوا صحفا مطہرۃ فیہا کتب قیمۃ وما تفرق

الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتہم البینہ الی قولہ از آیات
[illegible] اگر بالفرض قبول نمایم که این ادعای قرآن درست
است این صادر میشود که یهودیان و عیسائیان کتب مستعمله
خود شان را بعد از خروج و آغاز تعلیم نمودن محمد صلعم تحریف
نموده اند نه قبل نهایت مفسران قرآن همین مطلب را دیگر
زیاده بیان ساخته میگویند که عیسائیان و هم یهودیان
انتظار ظهور محمد بودند لیکن بعد از خروج او از راه نقض
[illegible] یا اکثر آن آیات را که
[illegible] بر محمد صلعم اشاره رفته بود از کتب مقدسه مستعمله
خود شان اخراج نمودند* اس تحریر سے ظاہر ہے کہ محل
استدلال پادری صاحب کا آیات سورہ بینہ میں یہ جملہ ہے
وما تفرق الذین اوتوا الکتاب الا من بعد ما جاءتہم البینہ سو اس
آیت کے دو معنے ہیں اول یہ کہ اہل کتاب اپنے عقائد باطلہ
سے جدا اور اپنے دین سے علیحدہ نہیں ہوئے مگر جبکہ یہ
نبی مبعوث ہوا بعضے یہودی تکذیب عیسوی اور بعضے
نصاری تثلیث سے باز نہیں آئے مگر بعد اس نبی کے
ظاہر ہوئے* پس ان معنوں میں پادری صاحب کے استدلال

کے لیے کوئی جگہہ نہین ہے اور جب ایک معنے اُس آیت
کے یہہ ٹھہرے تو یہہ دعوا پادری صاحب کا کہ قرآن سے اونکا
مطلب ثابت ہوتا ہے غلط ہو گیا رہے دوسرے معنے وہ
یہہ کہ اُس نبی صاحب الانتظار کے اعتقاد رکھنے سے جدا
یا اوسکے اعتقاد رکھنے مین مختلف و متفرق نہین ہوے مگر
جبکہ یہہ نبی آیا * ان معنون کے رو سے البتہ یہہ کہا جا
سکتا کہ نبی آخرالزمان کی بشارتون مین اسکے ظہور کے
زمانے تک ~~کچھہ تحریف نہین ہوئی~~
اوسکے منتظر ہوے اسطرح پر کہ جب وہ آویگا تو ہم اوس
پر اور اوسکے پیغمبر پر ایمان لاوینگے تو اسکا جواب یہہ ہے
کہ اس استدلال سے درصورتیکہ صحیح اور درست
کیا جاوے اتنا ہی ثابت ہوا کہ صرف نبی کے لیے جو بشارتین تھین
اونمین تحریف و تبدیل نہین واقع ہوئی مگر بعد ظہور اس
نبی کے نہ یہہ کہ بیبل بھر مین اور کہین کسیطرح کی خرابی
نہین ڈالی گئی مگر بعد ظہور اس نبی کے اور جبکہ ان معنون
سے بھی یہہ نہ نکلا تو پادری صاحب کا استدلال اس آیت
سے دربارہ مسلم رہنے تمام بیبل کے تحریف سے بالفعل

مصنف ہی سے کے غلط ہو گیا اور اگر کوئی کہے کہ آنحضرت کے اشارات سے کیمو فقاموں ہی ہی اگلے نسخے جنکا تا پادری صاحب نے دیا موافق انہیں نسخوں کے ہیں اسکا جواب یہ ہے کہ ہنوز دعوا پادری صاحب کا در باب موجود ہونے کے انجیک تیرہ سو یا پندرہ سو برس کی لکھی ہوئی کتاب کے قابل سماعت کے نہیں خصوصاً جبکہ اونکی روایت اور درایت اور تعصب کا حال معلوم ہو چکا اور اتنے دنوں کا غذ اور اوسکے حروف کا باقی رہنا ایسا کہ اوسکے پڑھنے میں شبہہ نہ پڑے منجملہ محالات عادیہ ہے کسی پوپ وغیرہ نے ابتدا میں مسلمانوں کے الزام دینے کے لیے کسی نسخے کو ظاہر کیا ہو گا کہ یہہ عہد محمدی سے پہلے کا ہے اور غالباً اوسکا خط بھی اب کسی سے نہ پڑھا جا سکتا ہو گا اور یہاں اتنا یہہ بھی سمجھ لیجیے کہ ہم جو از روی قرآن کے مدعی ہیں کہ توریت و انجیل میں ہمارے پیغمبر کی خبر ہے تو ہمارا مطلب یہہ نہیں ہے کہ اسطرح لکھی ہو جیسے قبالوں اور چہرہ نویسیوں میں لکھی جاتی ہے بلکہ ہماری وہی مراد ہے جو ہم استفسار شانزدہم میں لکھہ آئے ہیں **قولہ** صفحہ ۳۶ آیا مسیحیان دہود ان بہمہ فریب گستری

چنین امر جہتے وسببے داشتہ اند یا نہ آیا بعلت تحریف نمودن
کتب مقدسہ از براے خود شان فائدہ تحصیل می نمودند یا پیش
محمد صلعم وامت او تعظیم میگشتند یا دولت حاصل میکردند الی قولہ
یا رضا مندی وخوشنودی خدا را بسبب این امر شامل حال
خود میساختند باشا وکلا ☀ یعنی یہہ دونون باتین محالین
[illegible] یہان تو بحث ہے پیغمبر خدا [illegible] تہہ
[illegible] اہانت کرنے کی ہیں ان احتمالونکے نکالنے کا سبب
مجہے نہین معلوم ہوتا ہے مگر یا دریصاحب کی یا فہمید
نہین ہے یا عوام کو دہوکہا دینا منظور ہے پس اسکا جواب
یہہ ہے کہ کوئی سبب نہین تہا بجز اون سببون کے جن سببون
سے یہودیون نے اگلے تحریف کی تہی جسکی گواہی اشعیا
اور ارمیا اور عیسی اور پولوس حواری نے دی اور
ویسیہی اسباب اونکو پہر اور عیسائیون کو بہی بعد حضرت
عیسی کے پیش ائے جسکی خبر پطرس حواری
نے اور پولوس نے دی اور نہین دونون اونکے آثار
دیکہے تہے اور وہی اسباب تہے جسکی جہت سے موسی
کی کتاب مین دخل و تصرف واقع ہوا جسکی گواہی بیل

سے کے شارحون سے نے دی اور وہی اسباب تھے جنکی جہت
سے وے سے خرابیان تبدیل مین پڑین جنکا اقرار [illegible]
ثامن وغیرہ نے کیا اور اونسے کچھہ اون خرابیون کی توجیہ
نہ بن پڑی سوا اسکے کہ انبیا اور روح القدس ایسی
غلط پلط بتانے سے رہے ہین اور وہی اسباب خرابی کے تھے
جنکی جہت سے [illegible] انکا کلام آدمیون کے کلام سے مخلوط [illegible]
[illegible] کے لکھا گیا اور وہی اسباب خرابی کے
[illegible] انجیلون کی روایتون مین اختلاف ہوا اور وہ
اسباب خرابی کے تھے جنکی جہت سے اب بھی وہی
[illegible] انکھونسے ہم نسخہ ہای مختلفہ مین دیکھتے ہین
[illegible] گواہیون اور اپنے مشاہدے سے کچھہ تعین
اسباب کی ضرورت نہین آپ لوگون کے مقابلے مین
مگر تھوڑے سے احتمالات جائز ہ کین اوپر لکھہ
لیجیے اور ہر گاہ ایسی خرابیان واقع ہوئین
اور اسباب بھی عقلاً بہت نکل سکتے ہین تو محال عادی
ہونے کی تقریر جو پادری صاحب بہ نسبت تحریف کے
لیتے ہین چنانکہ آخر کار صفحہ ۹۳ مین لکھا ہے کہ تحریف سا [illegible]

کتب متفرقہ مستعمل ہووین کہ فلان محال وغیرہ ممکن ہو دمحض فضول
اور بیہودہ ہو گئی اسلیے کہ استبعاد عقلی وہین تک ہے جہان
تک دیکھا نہین اور جب ہمنے اپنی انکہون سے بیل کی غذا بیابان
دیکہین اور اگلے پیغمبرون اور حواریون اور علماے ملت
مسیحیہ کی گواہیان سنین تو وہ استبعاد محض وہمی ہو گیا
اصل منشا اس استبعاد کا یہہ ہے کہ ظاہرا پادری لوگ
جانتے ہین یا مغالطہ دیتے ہین [illegible] ہین کہ نسخہ
ہای کتب دینیہ کی فراوانی جیسی اب ہے ایسیہی ہمیشہ
چلی آتی ہے حالانکہ یہہ بات محض غلط ہے ہرگز ایسی فراوانی
نہی صرف پوپون کے پاس کتب دینیہ ہوا کرتی تہین اور
اور لوگون کے پاس نہایت کم کہین ہزارون مین دو
ایک کے پاس اور دوسرا سبب اس استبعاد کا
یہہ ہے کہ جانتے ہین کہ صرف دوسرے دین کے ساتہہ
عداوت رکہنے سے ایسا کچہہ کیا کرتے ہین سو یہہ ہوا ہوگا
مگر بعد ظہور دین محمدی کے حالانکہ یہہ بہی غلط ہے وے
اپس کی عداوتون کے سبب سے بہی اہل علم جو خدا سے
نہین ڈرتے ایسی بات کے مرتکب ہونے کے لیے تحریفین

کیا کرتے تھے سو ہو گئے وے نسخے محرفہ پہلے پہ
اور اصل نسخے بسبب قلت کے گم ہو گئے اور بڑی خرابی
تو وہی ہوئی کہ توریت و انجیل میں کلام الہی کو کلام نبی
اور غیر نبی سے مخلوط اور ممزوج کر دیا قولہ

۳۶ و این مرحلہ کہ کتب عہد عتیق و عہد جدید فی الحقیقت تحریف
و تبدیل نگشتہ اند بالتمام واضح و مشخص میگردد وقتی
با آن نسخہ ہای کتب مقدسہ کہ از ایام القدیم الی الآن
ماندہ رجوع کنیم زیرا کہ حال چنان نسخہ ہای کتب قدیم
موجود ہستند کہ بسیار قبل از ایام محمد در زبان یونانی
کہ اصل زبان انجیل است بدستیاری قلم نوشتہ شدہ
تا این زمان ماندہ اند و در بعضی از آنہا کتب عہد عتیق و
جدید بالکلیہ مسطور اند و در بعضی با جزء جزء از آنہا
ترقیم یافتہ است از انجملہ یک جلد از نیکو ترین کتب کہ ده
و پنجاہ سال پیش از ہجرت بتوسط قلم سمت تحریر یافتہ
تا زمان باقی و مسمی بہ قدکس واٹیکانوس گشتہ در
کتب خانہ شہر روم واقع است و یک جلد دیگری کہ دو
سال پیش از ہجرت بتوسط خامہ مرقوم گشتہ در کتب خانہ

اور کیا فائدہ بخشتگی کی تکرار فرماتے ہیں ایک بڑی دلیل پادری صاحب
کی غلطی کی یہ ہے کہ وہ سمجھتے ہیں ان نسخوں کو جو بالفعل پیدا و
ہیں یا بعد مگر متواتر سمجھتے ہیں حالانکہ یہ بھی بعد مگر نہیں متواتر
ہیں چنانچہ ہمارے اگلے سب استفساروں سے کالشمس فی
نصف النہار ثابت ہو گیا ہے اس سے معلوم ہوا کہ
اسیطرح پادری صاحب کا یہ بھی دعوا ہے کہ نسخہای مسلمہ
اگلے نسخوں سے ملتے ہیں بالجملہ پادری صاحب کی بڑی مضبوط
دلیل دعوی سابق الذکر کے لیے جو تھی سو وہ باطل
ہو گئی الحمد للہ علی ذلک قولہ صفحہ ۲۳ دلیل دیگر جہت
ثبوت مطلب مذکور بودہ از ان کتب مذکورہ معلمان و پیشوایان
بعد از حواریان بودہ اند یافتہ میشود الی قولہ و ہمگی ان معلما
یا شاگرد ان حواریان علیہ یا شاگردان شاگردان خود
بودہ اند الغرض از نود سال بعد از صعود مسیح ہستند الی قولہ
و دیگر در سنوات صد ثالث سنہ مسیحیہ الی قولہ بعضی
کتب تصنیف گشتہ تا حال ماندہ اند و ہمچنین این اشخاص
الی قولہ کہ در سنوات ۲۳ و ۳۴ مسیحیہ کہ ۳۰۰ و ۱۰۰ قبل از ہجرت
بودہ باشند کتب بسیاری تصنیف نمودہ گذاشتہ اند کہ تا حا

ثانی می باشند الی قوله و اکثر سابق اند انها مشتمل بر تفسیر
کتب عهد جدید و عتیق هم می باشند و بهمین علت اکثر بر وقوع
عهد عتیق و جدید در ان تسطیر یافته است و اکثر مواضع
مسطوره کتب مقدسه که در انها است با ان نسخه های
کتب مقدسه که الی الآن درمیان مسیحیان مستعمل است
مقابله می نمایم هر آینه آشکارا میگردد که تمامی ان آیات
که معلمان مذکورین نقل نموده و از کتب مقدسه ذکر کرده اند بعینه
چنان اند که حال در نسخه های مستعمله مسیحیان مرقوم اند

* جواب جو لوگ کہ تین سو چار سو برس بعد مسیح کے تھے
اونکے لکھنے کا تو کچھ اعتبار ہی نہیں ہے اسواسطے کہ اونپر
شبہہ بھی دیانت کا نہیں جاتا اسلیے کہ وہی پوپ لوگ
تھے یا مثل اونکے اور جو اواخر قرن اول یا اوائل قرن ثانی
مسیحی ہیں سو نہ اونکے کلام کی اونتک سند ہی پہنچی ہے اور
نہ اونکی خود کی لکھی ہوئی بقید تاریخ اور نام کاتب کوئی کتاب
نہیں ہے اور ظاہر آیا در یا صاحب کی تقریر سے یہ پوچھا
جاتا ہے کہ اون لوگونکا ذکر بھی حال ہے یعنی اونکا استعمال با تغییر
ہوتا مشتبہ ہے پس وثاقت اونکی جسکا ثبوت ہو نہو فوت ہوگئی

[illegible] نز بعض محال صحیح اور کہیں غلط پائی بہی جاتی ہوں اور
[illegible] لکہنے والوں کی وثاقت بہی مسلم رکہی جاے تب
بہی [illegible] نا اونکا بعض مواقع مین نسخہ ہای سند او [illegible]
[illegible] مضر ہوسکتا ہے اور رہا پادری صاحب کے مفید
معہذا وہ خرابی جو ابتدا سے پڑی ہے یعنے مخلوط ہو جانا کلام
المعصوم کا کلام غیر معصوم کے ساتھہ اوسکو دیسی کتابین
کیا کرینگی اور کیونکر اصلاح کرسکتی ہین اور یہہ سب تقریرین
[illegible] صورت مین ہین جبکہ ایسی کتابین واقع مین موجود ہون
ورنہ [illegible] اسمین بہی شبہہ ہے کہ کوئی کتاب تصنیفات
اوس زمانے کی ہو کیونکہ پادری صاحب کا جہوٹہ پہلے
بہت ہو چکا ہے قولہ صفحہ ۳۳ [illegible] از ینہا بعد از وفات
محمد صلی اللہ علیہ وسلم [illegible] چند کتب خانہای عظیم
ان ایام را بحیطہ تصرف در آوردہ الی قولہ [illegible]
[illegible] اعیان محمدیہ بکمال آسانی امکان داشت کہ از نسخہ ہای
کتب مقدسہ [illegible] از کتب معلمان قدیمی مسیحیان
ضبط نمودہ در [illegible] تحریف با برابر آن نسخ قدیم
ادعا و مطلب خود شان را ثابت سازند حالانکہ تبعہ

از ضبط و تصرف کتابان کتاب خانہ ہا کمر بسوزانید ... اعلم

داد * **جواب** * ہرگز پیغمبر خدا کو نفیس برس دعوت

کرتے گذرے اور کئی برس بعد اوسکے حضرت عمر کے

ایسکے جو کہ خلیفے کے زمانے تک گذرے اور اسمین

بڑے اہل علم اور اہل دولت عیسائی اور کئی ایک بڑے بڑے

اہل علم یہودی بلا اکراہ اور بلا اجبار صرف بطوع و رغبت مسلمان

ہوے اور پیغمبر خدا کی پیغمبری کی گواہی دی اور اپنی قوم

کو الزام دیتے رہے اور مسلمانون کو [illegible]

اونکی گواہیون اور بہی ازروی دلیل دو ازدہم تحریف

کے تحریف معلوم ہو چکی تہی تو پہر حضرت عمر کیون ایسی

کتابون کو جو بمقابلہ قران شریف ازروی دلائل ہمارا

وہی نہین باقی رکہتے اور اہل کتاب کو الزام دیا کرتے

اور یاد رہے کہ بعد الزام دینے کے جلا دیا ہو اور جو کتابیں

اونہون نے جلائین سو وے نہین جو فی زمانہ مین آپکے ہاتہ مین

نہ یہہ کہ ڈہونڈہ ڈہونڈہ کر خانہ تلاشی کرکے اگر جلائی

ہون اور جو کوئی یہہ ظاہر کرتا ہے تو جہوٹہا ہے

اور ظاہر ہے کہ کتب بعد دیہ مقبول تمہارے

یہان کوئی کلام کہین معصوم کا ہے یا نہین آوینگے نہین
قرآن کی جگہہ آور کلام کوئی اوسکے یہان پڑہتے ہینگے لیکن
ہے یا نہین اگر بفرض محال ساری بلین اسلام ہو جاوین
صحت او صال اس قرآن شریف سے کہ متردد ہون تو
بہی پادری صاحب کا مطلب نہین نکلتا ہان اگر درباب
تحریف یا جواز تثلیث نصاری سے یا ثبوت اعجاز مصطفوی
سے کہ سنی اور شیعون مین اختلاف ہوتا تو البتہ پادری صاحب
کے مفید مطلب تہا جیسا عیسائیون کا اتفاق
مسئلہ تثلیث ہے بمقابلہ مذہب توحید نصاری کے
ہمارے مفید ہے علاوہ اسکے درباب ابطال گمان
شرذمہ قلیلہ شیعون کے جو بنسبت حضرت قرآن کے
ہے انکے ہم تو انکا جو استدلال ہے اوسکو
دیکھ لیجیے یہان محل اوسکے ذکر کا نہین ہے بالاجمال
اوسکا ذکر اٹہارہوین استفسار مین آویگا خلاصہ
اس باب کا یہہ ہے کہ قران سے کے نزدیک ہے توریت
و انجیل کا کلام الہی ہونا ثابت ہے اور منسوخ ہونا
شریعت سابقہ کا کسیطرح جائز ہی نہین مگر یہہ کہ ظاہر ہوسکے

مبدل بباطل ہو جاتا ہے اور تحریف کا دعوا ثابت نہین ہوتا
اور اس نظر سے کہ از روی قرآن کے معلوم ہوتا
ہے کہ تحریف کا زمانہ محمدیون کے نزدیک بعد ظہور
مصطفوی کے ہے سو اگلی کتابین قدیم موجود ہین
چنانچہ ابہین نسخہ ہای متداولہ کے مطابق ہین یعنی قطع
نظر عدم ثبوت اوس دعوی کے وہ دعوی بجاے
خود غلط ہی ہے اور خلاصہ اس باب کے جواب کا
یہہ ہے کہ قرآن سے کہین یہہ بات ظاہر نہین ہوتی
کہ توریت و انجیل مین کچھہ خلل نہین آنے پایا ہے اور
نہ یہہ بات ثابت ہوتی ہے کہ زمانہ تحریف کا بعد ظہور
مصطفوی کے ہے اور تحریف بارہ دلیلون سے
ثابت ہے اور نسخ بھی اگلی شریعت کا پچھلی شریعت
سے از روی بارہ دلیلو کے ثابت ہے ادم بر باب سوم
قولہ فصل اول صفحہ ۱۹۱ در تحقیق و تشخیص آن ادعا
کہ میگویند کہ خبر رسالت محمد صلعم در کتب عتیق و جدید مسطور
است * اس فصل کے مراتب مندرجہ کی تحقیق ہماری
استفسار نشانہ دہم مین دیکھہ لو مگر انصاف کی آنکھہ سے

عرب نمی مانند قرآن کتابے یا عبارتے نوشته شده است ازین
بعض ایشان صادر میشود که قرآن در لسان عرب از تمامی کتب
عرب در عبارت افضل است نه آنکه عبارت قرآن از تمامی کتب
لسانهاے مختلف که در جهان می باشند افضل یا کلام الٰہی باشند
پوشیده نماند که در زبانهاے یونانی و لاطینی و انگلش و سنسکرت
و سائر لسانها چنین کتاب تصنیف گشته اند که در عبارت
یا مراتب از قرآن افضل اند * افسوس کہ صاحب
معجزے کی حقیقت سے نہین مطلع ہین اور نہ اسبات
سے کہ التزام حضرات انبیا کا نسبت مکلفین دربارہ تصدیق
اونکی نبوۃ کے از روی معجزات کے کیونکر تمام ہوتا ہے
اور یہین بیان کرنا بہی ضرور نہین اسلیے کہ حضرت عیسے
نے فرمایا کہ خدا کی مرضی یہی ہے کہ جو لوگ اپنی تئین بڑا دانا
جانتے ہین اونسے انبیا کی باتین چہپی رہین پس اوس سے
اغماض کر کے مین پوچہتا ہون کہ آیا جسطرح صاحب قرآن
نے سرًا و علانیۃً و اولًا و اخرًا قرآن کی عبارت سے بدعوی
نبوۃ اپنے عہد کے منکرون کی تحدی کی اور حکم ناطق دیا کہ ہر گز
الیسا کتاب تہوڑا سا بہی یعنی جسقدر کہ اہل انشا کے نزدیک

واسطے تو یہ فقط طرز پر مگر کے واسطے کہا ہے تم لوگ نہ لا سکو
گے اور اصطلاح کیا ان کتاب الہی اور نہیں بنی نسبت کا کرو
پادری صاحب نے کیا دعویٰ نبوت کا اپنے کلام کو معجزہ قرار
دیکر تحدی کی تھی حاشا وکلا یہ تمام باتیں محض غلط ہیں
کیونکہ نبی نے تحدی نہیں کی ہمن قال فعلیہ الاثبات اور اگر
پادری صاحب کا یہ مطلب ہے کہ بنظر ظاہر ویسی کتابیں
اپنی اپنی زبانوں کے راہ سے فصاحت اور بلاغت
میں قرآن شریف کے مشابہ ہیں سو قطع نظر اثبات
ہے کہ پادری صاحب کی روایت اور درایت کا اعتبار
ہے یا نہیں اور یہی قطع نظر اسبات ہے کہ پادری صاحب
کو اونمیں سے کسی زبان کی بلاغت اور غیر بلاغت کے
پہچاننے کا سلیقہ ہے یا نہیں چہ جائیکہ بلیغ اور ابلغ میں
امتیاز کرنا کہ یہ تو بالیقین پادری صاحب کو حاصل نہیں ایسا
جواب یہ ہے کہ بالاتفاق ثابت ہے اور سب عقلا جانتے
ہیں کہ بہت سے اقسام سحر کے مشابہ ہیں معجزات سے
خصوصاً معجزات موسویہ اور عیسویہ سے مثلاً خروج کی
ساتویں باب کے بیسویں اور اکیسویں فقرہ میں معجزہ

کہ معجزات ہو سو یہ لور عکسو یہ سے کہ جو کچھ زبان ہنود
سے معجزہ کہلاتے ہیں آوار قران کی سی عبارت آج تک کسی نے
ایسی نہیں بنائی کہ جو فقط لوگ اوس زبان کے
جاننے والے گواہی دیتے ہیں کہ یہہ نہایت ابلغ ہے ایسا کہ اس
سے زیادہ کسی بشر سے نہیں ہو سکتا اور پادری صاحب
اگر گواہی دین کہ جن کتابوں کا ہمنے ذکر کیا اونکے ابلغ ہونے
کی بہی جو لوگ کون نے گواہی دی ہے تو بیشک
یہہ ہے اسلئے کہ اونکے روایت کی سند سے انقیاد کی اور
اسی کتاب سے ظاہر ہے **قولہ** صفحہ ۴۳ زنہار ہرگاہ
بالفرض قبول نمایم کہ عبارت قرآن در زبان بے مثل و
مانند است دلائل کلام خدا بودن او را فقط عبارت گواہ
و دلیل باشد الی **قولہ** لازم کہ ہمگی ان کتب مشہورہ
الی **قولہ** کہ تا حال در عبارت مانند ان کتابہا در آن زبانہا
نوشتہ نشدہ است باید کہ تمامی انہا نیز از جانب خدا
بودہ باشند **جواب** ہر ایک بے دین سے ایسی وقوف تیا
ہی تقریر اور انبیا کے نسبت بہی نکہہ سکتا ہے پس جو جواب
اسکا متکفلا ہے وہی پادری صاحب کی تقریر کا جواب ہے

ورنہ اسکے بطلان کی کوئی وجہ ہاتھہ نہیں لگی یعنی یہ کہ
در اناجیل دو گونہ سخنہا ہست یکے گفتہ ہای عیسی دوم گفتہ
مولفین اناجیل پس آنہم سخن گفتہ ہاے عیسی معاذ اللہ نمیگویم
کہ از ان ہیچ سخنی نیست کہ بعقل سلیم مستحسن باشد چنین نیست
کہ پیش یہودیان یا مجوسیان یا یونانیان از پیشتر نبودہ است
پس انہمہ در اناجیل از تعلیمات یہودیان و مجوسیان و یونانیان
گفتہ شدہ است و آنکہ پیش یہودیان و مجوسیان و یونانیان
نبودہ است آن محض نامستحسن است و اما گفتہ مولفین
اناجیل پس ہمہ روایات معاذ اللہ ہمچو داستان امیر حمزہ
و افسانہ چار درویش و ہفت سیر حاتم بر بستہ شدہ است
ہیچ وجہ ثبوتش نزد کسے نیست فقط پس یہ جواب عقلی اسکا
نہیں ہے وہی بلکہ تو بتراو سے بڑہ کے پادری صاحب کے اوس
تقریر کا ہے عقل و دانش کی بات یہ ہے کہ اسطرح
کی باتین اہل الحاد اور زندقہ کو کرنا پہونچتا ہے نہ کہ معتقدین
بعض انبیا کو کہ ہدہ اولٹ کر اونہی پر پڑتی ہے اور الحاد
اور زندقہ والون سے یہان گفتگو نہین ہے ورنہ ہمکو
ابحد و قدرتہ بندہ نے فرق مبارک غلامان مصطفوی سے ..

ملی ہین اور زنا واقعہ کے لیے بھی ہمارے پاس ایسا جواب ہے کہ جب تک وے بچے واقع مین سوفسطائی نہو جائین تب تک اونکو دم مارنے کی جگہہ نہیں ہے اور سوفسطائی واقعی یعنی وے لوگ جنکے نزدیک سے واقع مین اشیا ازانجانب جزئیہ ساقط ہو گئے ہین اور انہین نفس الامر مین کسی بات کی تمیز نہین باقی رہی غیر مکلف ہین اونسے شارع کا خطاب نہین ہے فقرہ ثانیہ صفحہ ۲۱۱ باوجود یکہ در قرآن چند سخنان مطالب راست و استخراج شدہ از کتب مقدسہ مسطور اند باز تعلیم آن با اکثر مطالب و تعلیمات انجیل بالمرہ مخالف و ضد است و ہمین دلیل عمدہ است کہ قرآن کلام خدا نیست * جواب ایسی ہی مجوز اور یہودی کہتے ہین کہ باوجودیکہ در انجیل چند سخنان مطالب راست و استخراج شدہ از کلام انبیائے پیشین مسطور اند باز تعلیم ان با اکثر مطالب و تعلیمات انبیائے پیشین کہ مثلاً در رسائل مجموعہ ایشان یا توریت یہود یا مذکور است بالمرہ مخالف و ضد است و ہمین دلیل عمدہ است کہ انجیل کلام خدا نیست فقط جو جواب اسکا ہے وہی ایسا

اور حلم اور تواضع اور قناعت اور اخلاص اور رحم و کرم
اور ایثار اور تہذیب افعال اسطرح کی باتین قرآن شریف
مین اتنی ہین کہ نسبت اناجیل کے انکا نصف مضاعف
ہوگی اور بہ نسبت صحیفون کے توریت یا زبور سے بیشی
زیادہ اور دوسرے افعال جوارح تو اونمین بڑا عمدہ کام
خدا کی یاد اور اوسکی راہ سکھانا اور اوسکے نام پر مال
خرچ کرنا سو قرآن مین اوسکی اتنی تاکید ہے کہ انجیلون مین
اوسکا عشر عشیر بھی نہین چہ جا کہ توریت مین کہ اوسمین
تو کچھ ہی نہین مگر اصل بات یہہ ہے کہ اخلاق اور افعال
مذکورہ کے حسن مین کسیکا اختلاف نہین تہا اور بہت بڑا
اختلاف جو تہا سو صرف توحید الہی اور شناعت مین اوسکے
خلاف اختیار کرنیکے تہا کہ سارے جہان والے الا ماشاء اللہ
اوسکے خلاف ہی پر تہے اسلیے بڑا عمدہ مطلب قرآن شریف
مین اول سے آخر تک بار بار پہیر پہیر کر یہی بیان کیا ہے اگر
پادری صاحب از راہ ناواقفیت اسکی انکار کرتے تو مین قرآن
کی آیتین اس باب مین بہت سی نقل کرتا مگر ظاہرا وہ بھی
صرف عناد کی راہ سے انکار کرتے ہین اسلیے انکا جواب

اسطرح رد دیا جاتا ہے کہ اگر رافع تقاضاے روح وہی
باتین ہین جو مینے لکہین تو قرآن ایسی باتون سے مالامال
ہے سکر نہ بیند بروز شپرہ چشم چشمۂ آفتاب را چہ گناہ
اور اگر تقاضاے روح رفع کرنیوالا وہ امر ہے
جو صرف نصرانیون کے نزدیک مستحسن ہے تو قرآن مین
اوسکے نہونے سے کچہ قباحت عقلی نہین لازم آتی
کیونکہ ایسی باتین ... مثلاً کوئی
کہے کہ جانور کا ذبح کرنا اپنے کہانے کے لیے خلاف
تقاضاے روح ہے پس توریت و انجیل مین چونکہ یہہ
مندرج ہے لہذا وہ کلام خدا کا نہین ہے اسیطرح اتباع
ارسطو کہین کہ شرک اور بت پرستی پر دعوت
کیے ہوے اور بدون افہام تفہیم کے مار ڈالنا کسیکا
اور اوسے مار ڈالنے کو درست جاننا اور سچا سمجہنا خلاف
تقاضاے روح ہے لہذا توریت مین اوسکا حکم لکہا ہوا
انجیل مین اوسکو درست اور سچا سمجہا ہے اسلیے کوئی
اونمین سے کلام خدا نہین ہوسکتا پس جو جواب اسکا
دینے والے دینگے وہی ہماری طرف سے بہی ہے القصہ پادری صاحب

آدم لاتاسف سے لگا کر تا آخر صفحہ ۶ ۴۱۴ جو کچھ لکھا ہے سو صرف
اپنا عندیہ لکھا ہے کچھ اوسکی دلیل نہیں لکھی پس اوسکا
نقل کرنا بیفائدہ ہے یہی جواب کفایت کرتا ہے کہ مخصوصا
ملت عیسائیہ کے خلاف جو قران میں ہے تو بجا ہے اور
پادریصاحب کا اعتراض بیجا ہے اور اسکے سوا کوئی
بات عقلا اچھی نہیں ہے جسکا اجمالا یا تفصیلا قرآن مین
ذکر ہوا اور اوسکی نفی محض غلط ہے قولہ صفحہ ۴۱۷ سطر
اینکه محمد صلعم از جنس بنی نوع بشر است سهو و گناه ازو پا
میشود پس درینصورت خود او نیز بشفاعت رهانده محتاج
است درینحال چگونه ممکن میشود که چنین شخص وسیله و
شفاعت دیگران باشد و در قران باشکارا گفته شده که محمد صلعم
صاحب گناه بوده است بطریقیکه در سورة المومن مذکور
و استغفر لذنبک الی قوله و در سورة القتال است
و استغفر لذنبک وللمومنین والمومنات الی قوله و در
سورة الفتح نوشته شده است لیغفر لک ما تقدم من
ذنبک و ما تاخر الی ان قال در حصن حصین در فصل صلوٰة
مذکور است که محمد صلعم بگناه خود اقرار نمود فاغفر لی ما

معجزے دکھلاتے تھے تیسری بات عیسائیوں کے نزدیک حضرت
عیسے تو خدا ہیں اور وہی بندوں کے آپ ہی نجات دینے
والے ہیں پس کوئی گنہگار محتاج شفاعت کرنیوالیکا
نہ ٹہرا چہ جائے موجبہ کلیہ صحیح ہو کہ ہر گنہگار شفاعت کرنے
والیکا محتاج ہے یہہ قاعدہ کلیہ پادری صاحب کا اونکے
اصل الاصول دین کو جہوٹہا ٹہراتا ہے نہ یہہ کہ اسکا
ہے اور کسیکو الزام دیتا ہے ... ان کو
عقلاً کچہہ گناہ نہیں ہے تاکہ منافی منصب شفاعت ہو لیکن
اگر نبوۃ کی بات میں سہو ہوا اور اوسکا تدارک معاً نہ کیا
ہو تو البتہ نقصان بعض احکام کا لازم آویگا نہ یہہ کہ لیاقت
شفاعت کی نہ رہے اور ذری انصاف سے کیجیے کہ کہاں سہو
اور کہاں عمداً احکام الٰہیہ کو ضایع کرنا چنانکہ کتاب خروج کے
باب بتیسویں کے درس نوزدہم مین لکہا ہے کہ حضرت
موسے نے مارے غصے کے الواح خداوندی سب کے سب
پہینک دیں کہ وہ چور چور ہو گئے یہانتک کہ دوسری
بار اللہ صاحب نے پہر اور تختیاں لکہہ کر دین پانچویں
گناہ مین قباحت وہیں تک ہے کہ آقا اوسپر عتاب کرتے

اور اگر محض اپنی عنایت سے جسکی وجہ ہمکو نہ معلوم ہو
دوسروں گناہ کو کہ ان تم ہکین تصور کرتے ہے اور عتاب کے
عوض کسی جہت سے کہ منافی قاعدہ عدالت نہو نعمت
وشفقت خطاب کرے چنانکہ خود پادریصاحب نے
سورۃ الفتح سے انحضرت کے حق مین نقل کیا لیغفر
ما تقدم من ذنبک وما تاخر تو عقلاً کوئی قباحت اوس
گناہ مین نہیں بخلاف حضرت موسے کہ اہل کتاب
کے نزدیک باقتضا بشریت افضل الانبیا والمرسلین
ہین معہذا کتاب خروج کے چوتھے باب مین دسوین
درس سے تیرھوین درس تک لکھا ہے کہ حضرت
موسے نے بوقت صدور حکم خداوندی فرعون
کے پاس جانے سے انکار کیا اوسپر خدا نے فرمایا کہ
مین تیرے ساتھہ ہون موسے کو اوسپر بھی اطمینان
نہوا اور پھر دوبارہ امتثال حکم خداوندی سے انکار
کیا تب اسپر چودھوین درس مین لکھا ہے نسخہ ۱۶۲۵
واشتد غضب الرب علی موسے نسخہ ۱۸۲۵ ہوا کا غصہ
موسے پہ بھڑکا چھٹھین بات پادریصاحب کو گناہ کے نسبت

کچهه اعتراض نهین پهونچتا اسلیے که اونکے [illegible] مین انبیا
کے لیے عصمت کا هونا شرط نهین هے چنانکه حضرت [illegible]
اور حضرت هارون اور حضرت داؤد اور [illegible]
کے نسبت جو واهی روائتین توریت مین شرح وار
ملائی گئی هین اوسی سے ظاهر هے اور خود هر ایک
کو اقرار هے اور اگر کوئی عیسائی کهے که یهه بات اگرچه
عیسائیون کے خلاف نهی هے مگر مسلمانون کے اصول
کے خلاف هے یعنی صدور گناه کا نبی سے عصمت کے
منافی مسلمانون کے یهان تو هے سو اسکا جواب یه
که جسطرح عصمت کی اصطلاح تمارے یهان هے اوسیطرح
گناه کی اصطلاح بهی ماننا چاهیے وه یه که گناه همارے یهان
اوس کا نام نهین هے که حسب اقتضای [illegible] شرع
اصطلاح کے لیے جو مقرر رهو اوسکے خلاف کرنا بلکه اس
طرح کا گناه وه بهی کهلاتا هے جیسا مشهور هے حسنات الابرار
سیئات المقربین اور مشهور هے ذنب یعنی
تعین شخصی بهی اطلاق کمالات هے تو اوسکے
معاف هونے کے یهه معنے هین که خدا مین فنا هو جانا جسطرح

کا ظہور نہوا بعد اوسکے سزا سے درگذر کیا گیا بلکہ یہہ
بہی معنے ہین کہ خداوند تعالے نے فلانے کے گناہ
ذاہب وسے یعنے مرتبہ امکان سے مرتبہ ظہور مین
نہین آنے دیے اور اللہم اغفرلی ذنوبی کے بہی معنے نہین
ہین کہ مجہسے گناہ ہوئے ہین بلکہ یہہ بہی کہ تیری عبادت
جیسے چاہیئے ویسے مجہسے نہین ہوسکتی اسکو بخشدے
اور یہہ بہی معنے ہین اے خداوند میرے نسبت
جن گناہونکا امکان ہے اونہین وہین تھانبا رکہہ مر
ظہور مین نہ آنے دے القصہ پادری صاحب کو اپنے
اصول کے موافق گناہون پر اعتراض نہین پہونچتا
اور ہمارے اصول کے موافق ہر طرح کا گناہ منافی
عصمت نہین ہوسکتا اور نہ غفران اور استغفار میں
گناہ کا تحقق مرتبہ ظہور مین لازم آتا ہے چہ جاکہ منافی
منصب شفاعت کے ہو سو تو یہ بات بڑی بات
پادری یون کے الزام کے لیے واجب التعرض بہی ہے
کہ آیا عقلا اور نقلا یہہ بہتر ہے کہ اگرچہ کہ گناہ اپنی
استطاعت بشری کے موافق ظہور مین نہ آیا ہو مگر

تواضعاً اقرار کرنا اور اوسکی مغفرت مانگنا اور اوسکے ہونے
ہونے کو یون تعبیر کرنا کہ خداوند تعالی نے سب مجھے بخش
دیا ہے یا مرتبہ اقرار عبدیت کا بھی ثابت ہوا اور عصمت بھی
یا یہہ بہتر ہے کہ پہلے سب کے گناہ کرنا اور مطلق اقرار گنہگار ہونیکا
نکرنا بلکہ اوسکا کہنا کہ مین تم سبکا خدا ہون گناہ کا مین تو
مالک ہون جیسا انجیلون سے بہ نسبت حضرت عیسیٰ کے
نکلتا ہے اور یہودی لوگ اوسکو وہت اوپر کیا کرتے
ہین از انجملہ پہلی انجیل کے تیسرے باب سے ظاہر ہے
کہ حضرت عیسیٰ شیطان کے کہنے سے ویسے حرکتین
جنسے کچھ فائدہ اوسکے بندون کے لیے تھا کرتے تھے
حالانکہ آسمان والے خدا کے پاس سے کبوتر کی صورت
کا جو اوسکی تیسری خدا پر اوتر چکا تھا از انجملہ اوسی انجیل
کے بارہوین باب کے ورس ۴۶ سے ۵۰ تک
جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت مریم نے
دروازے پر کھڑے ہو کر حضرت عیسیٰ کو بولا یا اور وہ
نگئے اور اپنے یارون کو ماں پر ترجیح دی اور ماں سے
اوس وقت بے اعتنائی محض کی حالانکہ منجملہ احکام عشرہ

اپنے لوجوب اکرام والدہ بہی ہے از انجملہ
سے آٹہوین باب کے درسن بستم مین ہے
کہا کہ لومڑیون کے لیے گہر ہین اور پرندون کیلیے
بسیرے ہین پر میرے لیے کہین سر رکہنیکی جگہہ
ہے * دیکہو یہہ شاعرانہ مبالغہ ہے اور صریح دنیا
کی تنگی سے شکایت کرنا کہ اقبح ترین امور سے ہے
سے ثابت ہوتا ہے از انجملہ یہا لینی پاسکے وقت
باوجودیکہ اپنی تئین خدا کہتے تہے عوام آدمیون کیطرح
طرح پر گہبرا کر کہنے لگے کہ اے معبود میرے اے معبود
میرے مجہے تو نے کیون چہوڑ دیا پس اگر سچے خدا تہے
تو اونکا معبود اور کون ہوگا اور اگر سچے پیغمبر تہے تو
شہادت کے وقت جو کمال مقبولیت کا
اپنی تئین متروک الہی کیون کہا از انجملہ ایسے
ایسے جملے کہے کہ جس سے بسبب نادانی کے ایک عالم
گمراہ ہوگیا اور اونکو خدا ... سے یہان تک
سمجہے کہ صرف اسی جہت سے ... اور اونکو خدا
سمجہنے لگے حضرت عیسیٰ کے ہاتہون سے تیغ باب عبث

ہر است ہی کہ خدا امریم کے رحم مین جنین بنکر خون حیض کا
کئی مہینے تک کہاتا رہا اور علقہ سے مضغہ بنا اور مضغہ
سے گوشت اور اسمین ہڈیان بنین بعد اوسکے فرج
معلوم سے نکلا اور ہگتا موتتا رہا یہان تک کہ جوان ہوکر
اپنے ہندسے یحیی کا مرید ہوا اور آخر کار ملعون ہوکر تین دن
دوزخ مین رہا اور یعقوب سے کشتی لڑنے مین بدون
ایسکے کہ یعقوب کے پانون کی نس چڑہا دی اوس سے مغلوب
نکیسکا اور اسحق کی دعا جو عیص کے حق مین تہی یعقوب کہا
جعلسازی سے یعقوب کے حق مین سمجہا اور آدمیونکو
سزا کر پشیمان ہوا اور گوسالہ اور بت پرستون اور زناکارون
اور ولد الحرام لوگونکو معاذ اللہ شافع امت اور نبی بنایا
* لوگو خدا کے لیئے انصاف کرو کہ اتنی باتون مین کیسی
بات سے خدا کی قدوسیت مین فرق نہین آتا اور جو لوگ
کواعب اور غلمان اور شراب وکباب کے بہشت مین
ہونیکا ذکر کیا تو اوسکی قدوسیت مین بٹا لگا اور جواب
تحقیقی اسکا یہہ ہے کہ یاد رہے صاحب علماء کہتے ہین حور و
غلمان اور شراب وکباب کے بہشت مین دینے سے

خدا نہین کہ یہہ نقصان نہین لازم آتا ہے جو لوگ خدا بنکر سے لیے
اپنی تئین فنا کرتے ہین اونکے لیے آخرت مین جو مزید ار بیان
ہوئی ہے سو تہوڑی ہین پادری صاحب کو جبتک اوسکا
ایمان نہین ہوگا نہین ملین گی خاطر جمع رکہین **قوله** صفحہ ۴۴
در روح آدمی کہ جہت تعبد ابدی خلق شده است و لذت
و عیش روحانی را میخواہد چنین لذات و عیش نفسانی بچہ
طریق مناکت و خوشحالی می تواند گردید [illegible] اسکے دو جواب
ہین اول یہہ کہ یہہ سب باتین سے یعنے بہشت مین لذات جسمانی
کا ہونا اگر ممتنع عقلی ہے تو اوسکی دلیل بیان کرنا اور تثلیث
وغیرہ امور باطلہ مذکورہ سے توبہ کرنا چاہیئے اسلیے کہ خلاف عقل
ویسے باتین باطل ہین اور اگر اس جہت سے اون کو نا لایق
[illegible] ہے کہ انجیل مین مفسر مذکور نہین ہے تو چاہیئے کہ
موسے کی کتاب سے بہی انکار کیا جاے اسلیے کہ اوسمین
کہین قیامت اور بہشت اور دوزخ کا ذکر نہین اور انجیل مین
ہے مین جانتا ہون کہ بطلیموس کی مداہنت کی راہ سے ہے
کہ وہ منجملہ معتقدان ارسطو تہا یہودیون نے قیامت وغیرہ
کے ذکر کو توریت سے نکال ڈالا کیونکہ ارسطو کے لوگ

کہ ... سے یہہ ثابت ہوتا ہے کہ جسطرح دنیا مین انہماک لذائذ
جسمانی سے لذائذ روحانی مین خلل آتا ہے اوسیطرح عاقبت
مین بہی لذائذ جسمانی اور لذائذ روحانی مین کشاکشی اور تنازع
ہوگا بلکہ عقلاً جائز اور نقلاً واجب التسلیم ہے کہ وہان لذائذ
روحانی اور لذائذ جسمانی دونون ایکہی ہو جائینگے اور ہرگز
اسطرح کی کشاکشی اور تنازع اونمین باقی نرہیگی اور جسطرح
کمال لذت جسمانی ہو اوسیطرح عین اوسی لذت مین وہ کیفیت
جو دنیا مین بڑے بڑے عارفون کو کمال ترقی کے وقت حاصل
ہوتی ہے باحسن وجہ حاصل ہو بلکہ اوس سے بمراتب زیادہ
چنانکہ حضرت عیسے باوجودیکہ ہمہ تن روح تہے معہذا انجیل [illegible] کے
[illegible] ہم [illegible] ورستی نوزدہم مین لکہا ہے کہ بڑے
[illegible] بڑے شرابی تہے اور خود بہی اسباتکا اقرار کرتے
تہے پس ہرگاہ اس عالم مین کہانا اور شرابی ہونا
مضر نہو تو اوس عالم مین جو احکام روحانی سراسر غالب
ہونگے [illegible] جسمانی سے تنفر نہین
ہوسکتی اور تکالیف شرعیہ تو صرف اسی دار العمل مین ہین
اور عاقبت تو دار الجزا ہے اگر وہان اعمال حسنہ کے صلے ملین

تو عدالت الٰہی میں نقصان لازم آتا ہے اور رحمت کے
صفات کرم اور رحم اور مغفرت کے ناقص ٹھہرتے ہیں
پس جب تک کوئی برہان عقلی لا انتہائی معلومات کا امتناع پر نہ قائم
ہووے تب تک پادریصاحب کا عقیدہ قابل التفات کے نہیں
ہے اور اوسی انجیل کے باب بست و دوم کے درس
سیوم سے سیزدہم تک جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے
کہ نوشاہ کے ساتھہ شادی کے گہر میں شادی کے کپڑے
پہننے چاہیے اور جو کوئی ماتم کے کپڑے پہنے سو جہنمی ہے
پس بہشت وہی مقام دولہا کے ساتھہ رہنے کا ہے
اور ماتمی کپڑے پہننے کی وہی جگہہ ہے جہاں رونا اور دانت
پیسنا ہے اور بعد اسکے صفحہ ۴۴۳ کے تین سطر سے
صفحہ ۴۴۶ کے دوسری سطر تک کئی آیتیں جہاد کے احکام
اور کئی آیتیں تقدیر کے بیان کی لکھہ کر پادریصاحب لکھتے ہیں
قولہ صفحہ ۴۴۷ پس یقین دانستن و آشکار است کہ کتابی کہ چنین
آیات دران مسطور گشتہ کلام خدا نیست * خلاصہ مطلب
پادریصاحب کا استفہام پر یہہ ہے کہ جہاد کے رو سے
یہہ لازم آیا کہ آدمی کچھہ نیک و بد کے سمجھنے کی فرصت نہ پاوے

مار ڈالا جاتا ہے خواہ مسلمان ہو اور تقدیر کے مسئلے سے
یہ لازم آیا کہ خدا خود ہی بری باتیں کرواتا ہے اور ازل سے
بعضوں کو بھی ان کو بنا رکھا ہے پس دونوں صورتوں میں آدمی
کی خود مختاری اور حریت باطل ہوئی سو ایسی بات خدا کے
کلام میں نہیں ہونی ہے **جواب** اول ایسی بات کا خدا کے
کلام میں ہونا آیا عقلاً باطل ہے یا نہیں اگر عقلاً نہیں باطل ہے
تو اعتراض بیجا ہے اور اگر عقلاً باطل ہے تو اسکے لیے برہان
لانا اور اون امور باطلہ سے جنکو بیبل سے ہے جسنے نقل کیا
اور تمہارے عقیدوں میں داخل ہیں توبہ کرنا چاہیے **جواب**
ثانی کافروں کو کفر پر جھٹ پٹ مار ڈالنا اور پہلے سے اسلام اور
تفہیم نکرنا اور سمجھنے بوجھنے کی فرصت ندینا ہمارے دین میں نہیں
داخل ہے اور نہ قران سے نکلتا ہے مگر توریت میں البتہ ہے
سو اسکی بحث تفصیل وار اسی رسالے کے جواب کے آخر میں
آتی ہے اور تقدیر کے مسئلے کی بحث اور اوسکا ثبوت بیبل
سے دوسرے رسالے کے جواب میں مفصل بیان کیا
گیا ہے **قولہ** صفحہ ۲۲۸ و ۲۲۹ مخفی نماند که در قران چنین آیات
نیز یافت میشود که مضمون آن بخلاف مضامین آیات مذکورہ

آیات جہاد آیدہ از بروں قرار کہ در راہ دین اکراہ د[illegible]
نمایند و بان کسانیکہ کہ از دین اسلام بازگشت نمایند [illegible]
ندہند چنانکہ توضیح ایمعنی درین آیات بیان گردیدہ است
مثلاً در سورہ بقراست ہو العلی العظیم لا اکراہ فی الدین*
یہان پادریصاحب نے دو طرح کی تحریف کی اول یہہ کہ قرآن
مین کہین مذکور نہین ہے کہ جو کوئی مسلمان ہو کر مرتد ہو جا
اوس سے تعرض نکرو اور دوسری یہہ کہ ہو العلی العظیم
کا جملہ مابعد سے کچھہ تعلق نہین رکھتا بلکہ اوپر سے متعلق ہے
سو اوپر کی آیت چھوڑ کر مابعد کے جملے سے ملا کر لکہنا اونکی
غلطی ہے ایسی تحریف میل سے کے ترجمون مین بہت ہے
بالجملہ آیت موصوفہ اور اور دونین آیتین [illegible] ۲۲۳ کے
گیارہوین سطر تک لکھی ہین فسے ہرگز آیات [illegible]
نہین ہین پادریصاحب کی سوء فہمی ہے جو اونہین منسوخ
سمجھے اسکا بیان بھی وہین جہاد کی بحث مین آویگا قولہ در قرآن
بکثرت آیات مزبورہ [illegible] آیات نیز مرقوم
اند کہ در انہا بے ایمانان چنین تکلیف شدہ بیان گردیدہ کہ
اگر بقرآن ایمان نیاورند اصحاب جہنم خواہند شد چنانچہ بنابر

مضمون اینکه این آیات اختیار قبول یا رد کردن تکلیف ایمان در انسان
باقی است * اسکا جواب آوسی تقدیر کے بحث مین آویگا خلاصہ
یہہ کہ اجرای احکام تشریعی اور امضای امور تقدیری مین عقلا
کچہہ منافاۃ نہین ہے اور اگر بالفرض ہے تو بہ نسبت عہد عتیق
اور عہد جدید کے بھی بعینہہ یہی اعتراض وارد ہوتا ہے
جو جواب وہان ہوگا وہی یہان بھی سمجہہ لیجیے قولہ ہر چند
در اکثر آیات قران مسطور است کہ عیسے مسیح محض بشر و بندہ
و پیغمبر است لکن بقصد انہا بانہ و رد و موضع قران بیان شدہ است
کہ مسیح از جنس بنی نوع بشر نیست بلکہ مرتبہ اش اعلی است چنانکہ
در سورۃ النسا بیان گردیدہ است انما المسیح عیسے ابن مریم
رسول اللہ وکلمتہ القاہا الی مریم وروح منہ * اس آیت
سے یہہ بات سمجہہ کر نفسہ آنکہنا کہ مسیح از جنس بشر نیست تحریف
کرنا کہلاتا ہے اہل کتاب سے توریت اور انجیل کے شروح و
تالیف کرنے مین ایسہی تحریف بہت ہوئی اور اگر جنس بشر سے
ہونے کے لیے والدین کا ہونا ضرور ہے تو چاہیے تھا کہ
حضرت عیسے بھی آدمیون کے خواص نہ ہوتے حالانکہ باتفاق
ثابت ہے کہ انہین اس حیثیت سے کہ حضرت مریم سے پیدا ہوے

ہوسکے بہہ جہت خواص آدمی کے تہے اور اپنی تئین بیٹون
جگہہ ابن آدم کہا ہے اور آخر کار پہانسی پاکر معاذ اللہ ملعون
ہوئے اور چاہیے کہ حضرت آدم آدم نہون اسلیے کہ وہ اونکا باپ
آدمی تہا اور نہ ماں اونکی آدمی تہی بلکہ صرف مٹی سے خدا نے
اونکو بنایا تہا اور حضرت عیسے کہ خدا کا کلمہ کہا سو ویسہی کہا
جیسے قران شریف مین اور جگہہ مطلق روح انسانی کے حق مین
فرمایا قل الروح من امر ربی یہہ ویسا ہی محاورہ ہے جیسا
ہر زبان مین جاری ہے کہ جب کوئی چیز بلا اسباب ظاہرا
ظہور مین آتی ہے یا اوسکے آثار اشیاء کی محسوسہ وغیرہ
سے جدا گانہ ہوتے ہین تو بولتے ہین کہ یہہ صرف خدا کا
حکم اور خدا کی قدرت ہے اور ہر عاقل جانتا ہے کہ اسکے
معنے یہہ نہین ہوتے کہ وہ چیز صفت قدیمہ خدا کی ہے سو
جبکہ مشرکین عرب اور یہودیون نے دیکہا کہ مسلمان لوگ
بہی حضرت عیسے کے بن باپ پیدا ہونے کے قائل ہین تو
اعتراض سے یے معنی کرنے لگے کہ بہلا یہہ کیونکر ہوا اسکے
جواب مین کہا گیا کہ یہہ صرف حکم خدا ہے کہ حضرت مریم پر ڈالا گیا
یعنے بنا بر انکو ن جنین اوسکے محل مین حکم خداوندی سے یعنے

کن بہوئچا سو جنین اوسی حکم سے بن گیا اور مین کہتا ہون
کہ بالفرض اگر کوئی پیغمبر خدا سے پوچہتا کہ یہ مخلوقات کثیرہ
کیا چیز ہے تو جواب مین نوشتہ یہی ارشاد ہوتا کہ کلمات اللہ ہین
چنانکہ فرمایا قل لو کان البحر مدادا لکلمات ربی لنفد البحر قبل
ان تنفد کلمات ربی ولو جئنا بمثلہ مددا پس اگر کلمات اللہ خود
تو چاہیے کہ عیسیٰ نا ہی خدا ہو سکتے ہون اور روح منہ جو کہا
سو یہہ وہی لفظ ہے جو حضرت آدم کے نسبت کہا گیا کہ
نفخت فیہ من روحی یعنی روحی کے لفظ مین روح کی نسبت خدا
اپنی طرف کی ویسہی روح منہ مین بہی روح کی نسبت
جو مریم کے پیٹ مین ڈالی گئی اپنی طرف کی اور تکون جنین
کو ماکے پیٹ مین ہر محاورے مین بولتے ہین کہ ایک جان
اوسکے پیٹ مین خدا کے یہان سے آئی ہے یہہ محاورہ
اسی بنا پر ہے کہ جب تک جنین ماکے پیٹ مین ہے تو
اوسکا جزو ہے سو جان پڑنے کی نسبت اوسی کے پیٹ
کے طرف کی جاتی ہے نہ جنین کے بدن کے طرف اور حضرت
آدم کا بدن جو بنا تو زمین سے اوپر اور علیحدہ تہا کا لحجر تہا
لہذا وہان روح کے ڈالنے کی نسبت اوسکے بدن نے

طرف کی گئی بخلاف حضرت مریم کے کہ یہان وہ جنین جب تک
اونسے جدا نہین ہوا اونکا جز تہا لہذا اوس روح کے لینے
کی نسبت مریم کے طرف کی گئی اور پیکر عیسوی کے طرف
نہ کی گئی اسلیے کہ وہ مستقل بالذات علیحدہ تہی اور بظاہر
کہ حضرت عیسے باعتبار بدن کے ہی ہمکے نزدیک عین روح
نہین ہین اور اسکی نفی خود انجیل مین موجود ہے چنانکہ
انجیل کے باب بست و چہارم مین لکہا ہے
۳۶ جب وہ یہہ کہہ رہے تہے یسوع آپ اونکے درمیان
کہڑا ہوا تہا اور اوسنے انہین کہا تم پر سلام ۳۷ وے
گہبراکے ڈر گئے اور سمجہے کہ ہمین روح نظر آتی ہے ۳۸ اور
انہین کہا تم کیون حیران ہو اور کیون تمہارے دلون
اندیشے پیدا ہوتے ہین ۳۹ میرے ہاتہون کو
پانوون کو دیکہو کہ مین آپہی ہون مجہے ٹٹولو اور دریافت کرو
کہ روح مین گوشت اور ہڈی نہین ہوتی جیسا تم مجہمین دیکہتے ہو
۴۰ یہہ کہکے اپنے ہاتہون اور پانوون کو انہین دکہلایا ۴۱
ہنوز وے خوشی سے یقین نہین لاتے تہے اور تعجب
کرتے تہے اوسنے اونسے پوچہا تمہارے پاس کچہہ کہا

کی چیز یہان ہے ۴۳ اُنہون نے اوسے تہوڑی سی بہونی ہوئی
مچہلی اور شہد کا چہتا دیا ۴۳ تہا اوسنے لیکر اونکے سامنے کہایا
* یہہ ماجرا ہے ظہور عیسوی کا بعد واقعہ صلیب کے لوگون
کے دلون مین جو شبہہ پڑا تہا کہ حضرت عیسیٰ شہید ہوگئے
اسلئے آپنے خود باذن الٰہ از روی کرامت اپنے خاص
حواریون پر ظاہر ہوکر فرمایا کہ مین اوسی بدن عنصری سے
[illegible] ہون اور احکام عالم ناسوتی کے مجہمین باقی ہین
کہانا کہاتا ہین نیز ہی انصاف کیجئے کہ یہہ وہی دلیل ہے
جو قرآن شریف مین بہ نسبت بطلان الوہیت مریم کے کہ
فریقے عیسائیون کے انہین بہی خدا جانتے تہے اور یہ
بطلان الوہیت عیسویہ کے معا فرمائی ہے کانا یاکلان الطعام
یعنی وہ دونون کہانا کہاتے تہے اور خدا کہانے سے
منزہ ہے سو یہان حضرت عیسیٰ نے روح کی عینیت کی
ہے نفی کی پس روح منہ سے یہہ نہ سمجہنا چاہیے کہ حضرت
عیسیٰ خود ہی روح ہے بلکہ جو مرتبہ جنین کا جزو مادر کا ہوتا
لہذا روح سے ڈالنے کے نسبت اوسکی ماں کے طرف کی گئی
نہ کہ جنین کے بدن کے طرف کہ ہنوز وہ علیحدہ نہ تہا اور نہ

روح سے ہے حضرت عیسیٰ کی مباینت ثابت ہو گئی تو واجب ہوا
کہ روح سے بہی زیادہ تر وہ مجرد اور منزہ ہے اوسکی بنا
حضرت عیسیٰ سے کے تعین شخصی سے بطریق اولیٰ ثابت ہوئی
بالجملہ حضرت عیسیٰ جنس یعنی نوع بشر سے باہر نہین ہو سکتے
اور یہی ہمارا مطلب ہے قولہ صفحہ ۳۴۳ لفظے کہ در این آیت
بمسیح کلمہ خدا خطاب شدہ است اتفاق عجیب و نسخہ انجیل انتہی
* یہہ عجیب بات ہے کہ قران جہان کہین انجیل کے موافق ہو
تو وہ اونمین سے متہم بسرقہ ہوا اور جہان کہین ناموافق ہو
وہ غلط گنا جاوے یہہ تو اوسی شخص کو کہنا فی الجملہ پہونچتا ہے
جو ایکہی نبی کا قائل ہو ورنہ جو کوئی متعدد نبیون کا قائل ہوگا
تو یہہ قباحت بعینہا اوسکے طرف عائد ہوگی اسلیے کہ بحصر
عقلی دو حال سے خالی نہین دوسرا نبی یا اول نبی کے موافق
ہوگا یا ناموافق پہلی صورتمین سرقے کی تہمت لگے گی اور
دوسری صورتمین غلطی کی تہمت ہوگی اسکا نام الحاد اور زندقہ
ہے کہ نبیون کے مقابلے مین صرف احتمالات وہمیہ پر چلنا
ابدا اوسکے پادری صاحب نے جو صفحہ ۳۴۱ سے آخر فصل
تک بطور دفع دخل مقدر کے لکہا اوسکا مطلب یہہ ہے

یہہ

کہ مسلمان لوگ کبھی ایسے تعارضات اور قباحات کے جو قران
کے معنوں کے نسبت سمجھنے سے لکھے ہیں دفع کرنے کے لیے
نسخ کے قائل ہوتے ہیں اور کبھی کہنے لگتے ہیں کہ قران
کے سات بطن ہیں یعنے معنے در معنے بہت سے معنے
ہیں تو یہہ پادریصاحب نے ناحق تکلیف اوٹھائی اسلیے
کہ جن آیتوں کو وے متعارض سمجھے ہیں اونمیں تعارض کچھ
نہیں ہے تا ہمکو ارتکاب نسخ کی حاجت پڑے چنانکہ تقریر
جہاد کی بحث میں معلوم ہوگا مگر البتہ بعضی جگہہ قران میں کہ
سب ایکبارگی نہیں نازل ہوا ہے بعضی جگہہ نسخ حکم سابق
بھی ہے مگر جن آیتوں کو پادریصاحب درباب جہاد یا مسئلہ
تقدیر متعارض سمجھے ہیں سو غلطی سمجھے ہیں اور بطن اندر
بطن کا مضمون جو ہے سو اسکے یہہ معنے نہیں ہیں
کہ نصوص قرانیہ کے جو ظاہری معنے ہیں اوسکے ضد اور
متناقض باطنی معنے ہوتے ہیں بلکہ ہمارے یہاں اصول
میں داخل ہے النصوص تحمل علی ظواہرہا [illegible]
النصوص یفسر بعضہ بعضاً اور باستعانت عقل [illegible]
کہ اول مخاطب صحیح اور رابطہ التکلیف [illegible]

الخ الی قولہ دلیل آوردہ نخواہند کہ از آیت مزبور معجزہ محمد صلعم
ثابت کنند با وجودیکہ از معنی خود آیہ معلوم و یقین نمیگردد
کہ بمحمد نسبت داشتہ باشد بلکہ موافق قاعدہ تفسیر صحیح معنی
آیت بروز قیامت منسوب است الی قولہ قاضی بیضاوی وغیرہ
کہ آیت اقتربت الساعۃ یعنی نزدیک شد قیامت تفسیر نمودہ و نسبت دادہ
انگار کہ یکی از علامات روز قیامت موافق مضمون این آیت
کہ ماہ شگافتہ خواہد شد * جواب اس آیت مین
پیغمبر خدا کے طرف نسبت کے تصریح ہونے اور نہونے کی
گفتگو مفصلاً استفسار پانزدہم مین ہے اعادہ اوسکا موجب
تطویل ہے اوسی مین دیکھ لیجیے اور یہہ جو پادری صاحب
نے کہا کہ موافق قاعدے تفسیر کے یہہ خبر قیامت کی
معلوم ہوتی ہے سو محض غلط کہا اسلیے کہ اوسکے بعد وا
ان یروا آیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی با الفاظ
ہے دینون کا یہہ حال ہے کہ اگر دیکھتے ہین کوئی معجزہ تو
[illegible] کہ یہہ تو جادو ہے کہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے
پس قاعدہ تفسیر کا مقتضی یہہ ہے مطالب [illegible]
نہ کہ پادری صاحب کے اور بعد اسکے جو اس سورۃ مین

قیامت کا ذکر کیا تو اسکے پیشتر اس معجزہ کو ذکر کیا ورنہ اسکے
ذکر کی کچھ حاجت نہ تھی یعنے قیامت سے بیہ ہے کہ لوگ جو منکر
ہین تو اپنی انکار کی وجہہ یہ بیان کرتے ہین یعنے یہہ بہی کہتے ہین کہ
قیامت مستلزم ہے اجرام علویہ کی خرابی کو اور اجرام علویہ کا
خراب ہونا یعنے ٹوٹ پہوٹ جانا محال ہے پس قیامت
بہی محال ہے اسواسطے شروع سورہ میں شق القمر کے
معجزے کا ذکر کیا یعنے استدلال اور استبعاد عقلی کا ذکر
ہوتا ہے بدیہیات سے ہے اور جبکہ بداہت عقل گواہی دیتی ہے
کہ ٹوٹنا اجرام علویہ کا محال نہین ہے تو اوڑا اور فکر کی حاجت
درباب اوسکے استحالے اور عدم استحالے کے کیا رہی ایس معنے
آیت کے یہہ ہین کہ دور آخر الزمان کا پہونچا اور قیامت پاس آلگی
اور چاند بہی پہٹ چکا یعنے وہ اصل فاسد امتناع خرق والتیام
اجرام علویہ کا بداہۃ عقل باطل ہو چکا اب اوسکے آگے بہت سے
شبہات واہیہ نکیا کروا اور یہہ جو پادری صاحب نے لکھا کہ
بیضاوی والے اور اور مفسرون نے اس آیت کو معنی سینشق القمر
لکہا ہے یعنے آگے چل کر چاند پہٹیگا سو پادری صاحب نے خود مغالطہ
کہایا ہے یا یہہ کہ مغالطہ دینے کے لیے یہہ تقریر انہون نے لکہی ہے:

اسلیے کہ کسی مفسر معتمد (یعنی جنکی کتابیں مستند اول اور معتبر ہیں
اور جنکی جلالت شان اور وثاقت حال کمال شہرت سے
ثابت ہے) اپنا مذہب یا اپنی تحقیق اسطرح پر نہیں لکھی ہے
کہ انشق القمر اس جگہہ بمعنی سینشق القمر ہے بلکہ جسنے
لکھا ہے بلا ذکر نام قائل یوں لکھا ہے کہ بعضے ایسا کہتے
ہیں اور جنہوں نے اسکے قول کو بہہ وہی کہا ہے لیکن بعضا وقات
بطور اپنی تفسیر کے دستور کے اوس قول کو رد تو
کیا مگر رد کی تقریر شد و مد سے نہیں لکھی خلاف اور مفسرین
کے چنانکہ تفسیر کبیر میں لکھا ہے کہ یہہ سخن یعنی انشق القمر
کو بمعنی سینشق القمر کہنا اونہیں لوگونکا قول ہے جنپر مسائل
طبیعیات ارسطو کے غالب آگئے ہیں اور اسلام اونکا
صرف برا ہی نام ہے کسی صحابی یا عالم تابعی یا تبع تابعی
جلیل القدر یا کسی مجتہد کا یہہ قول نہیں ہے کہ انشق القمر
بمعنی سینشق القمر ہے اصل حقیقت یہہ ہے کہ اکناف عالم
میں اسلام کے پہیلنے کے سبب سے بہت لوگ طبعًا ظاہر
میں مسلمان اور باطن میں دشمن پیغمبر خدا کے ہوتے تہے
خصوصًا مجوسی لوگ چنانکہ خود انہیں کے پیغمبر چہاردہم ساسانیان

واقع ہوئیگا جیسا کہ اگر [illegible] عیسی کی اوس بات کو کہ آسمان
سے تارے جھڑ پڑینگے اور قوۃ فلکی بودی پاہلجائیگی اور چاند
منور رح سے بے نور ہوجائینگے بعضی چندون سے تاویل کرکے
کہتے ہین کہ یہہ اشارہ ہے ایک بڑی مصیبت سے جسکا
بعد واقعہ [illegible] کے پچاس برس گذر جانے پر طیطوس
کے ہاتھ سے اورشلیم پر ہوا بالجملہ ہر ایک مستور
کہنے سے قرآن اور حدیث کے لفظی معنے نہین
بدل سکتے ہین اور اگر کسیکے اپنے فہم ناقص کے موافق
خدا کے کلام کی تاویل بیجا کرنے سے اصل مطلب مین
آنا ہو تو چاہیے کہ رومن کاتہلک اور یونیون کی باتون سے
جو انجیل کے معنے اپنے طور پر کہا اور پہیر اکر دیتے ہین اصل
دین مسیحی یا انجیل مین خلل آجاوے حالانکہ آپ لوگ کہتے
ہین کہ کچھ خلل نہین آتا اسیطرح جیسے انشق القمر کے
معنے پہیر کر شق القمر ٹہرائیے اوسکے ٹہرانے سے
انشق کے لفظ کے معنے نہین بدل جاسکتے وہ جسطرح
[illegible] اسیطرح پر ہین بالجملہ جسطرح معجزہ شق القمر کا صادر
ہونا حضرت خاتم النبیین سے ثابت ہے اوسطرح معجزہ نو

سینٹ وسیط السماہیں پیدا ہوا حضرت یوشع سے اور
معجزہ رد الشمس بعض روایتوں میں ایک حضرت اشعیا سے اور
تاریکی ہوجانا آفتاب کا حضرت عیسےٰ کے صلیب کے وقت
بالکہ کوئی معجزہ کسی نبی کا نہیں ثابت ہے اسطرح پر کہ بدون
تصدیق مصطفوی کے اور ثبوت کی کوئی سبیل ہو
قولہ صفحہ ۴۹ و دیگر اخبار قبل از وقوع نیز در قران ذکر شدہ
است * یہہ جملہ محض غلط ہے یا صاحب مغالطہ دیتے
ہیں اسکی بحث استفسار پانزدہم میں دیکھو قولہ یعنی
پیشین گفتہ بود کہ مانند پیشین گفتہا ئے کتب مقدسہ
در قران ذکر نکردہ شدہ تحریر نیافتہ است * یہہ جملہ صحیح ہے
یعنی کہ بیبل میں جو پیشین گوئیاں ہیں اگر وے غیر الہامی
شخصوں نے رکہی ہیں تو مانند احادیث مصطفویہ مندرجہ مدارج
النبوۃ وغیرہ کے ہیں نہ مانند ان پیشین گوئیوں کے
جو درمیان اوسکے کلام کے ہیں جو بالفاظہ کلام الہی ہے
یہہ تو فرق باعتبار ذات کلام کے ہے اور بلحاظ صفت
کے یہہ فرق ہے کہ بیبل کی پیشین گوئیوں کی بابت
کوئی سند نہیں ہے جس سے معلوم ہو کہ درحقیقت

اوس نبی کی پیشین گوئی [illegible] کی طرف منسوب ہے
اور بعد وقوع واقعہ کے کینے لیے مذہب کی رونق
کے لیے نہایت ملا دی ہے اور ان معنون پر بہی وہ جملہ
پادری صاحب کا سچ ہے کہ جسطرح اشعیا اور عیسے
علیہما السلام کی بعضی بلکہ اکثر پیشین گوئیان ہین صرف
بطور معمی یا خواب کے ہین جسپر چاہو منطبق کر لو بالکل غیر
ظاہری معنون سے محض جہوٹہہ ہین یا مانند کلام یوحنا کے
کہ محض مجذوبون کی سی بڑ ہے ویسی پیشین گوئیان البتہ
قرآن مین نہین ہین اور جیسی قلت کے ساتہہ احادیث
عیسویہ مندرجہ اناجیل بلکہ احادیث جملہ انبیای بنی اسرائیل
مندرجہ بیبل مین پیشین گوئیان ہین اوتنی ہی کلام مصطفوی
مین نہین ہین بلکہ بہت زیادہ ہین اور جسطرح احادیث انبیا
بنی اسرائیل کلام الہی سے مخلوط ہو کر لکہی گئی ہین اوسطرح البتہ
احادیث مصطفویہ مخلوط بکلام الہی نہین قلمبند ہوئین ان سب
مراتب کی گفتگو تفصیلی اوسی استفسار یازدہم مین ہے
قولہ ازانجملہ در سورۃ القمر مذکور است سیہزم الجمع ویولون
الدبر الی قولہ مخصص جہت رفع خوف دو لیر ساختن لشکریان

جواب ہے وہی یہاں [illegible] ہی ہے کہ صفحہ ۳۴۳ نہایت
معجزات کثیرہ وعلامات غریبہ وامورات عجیبہ کہ گویا از محمد صلعم
صادر گشتہ باشد محمدیان بزبان احادیث نقل میکنند اما در صحت
وحقیت انہا چند سبب شک کلی است * پہلے مجھے ضرور ہے
کہ جسطرح پادریصاحب نے جو تقریر بمقام ہذا تا سطر ۲۱
۱۵ کی ہے اوسکے مثل مین بھی لکھون بعد اوسکے اوسکی
تقریر کا تفصیلی جواب دون * نہایت معجزات کثیرہ وعلامات
وامورات عجیبہ کہ گویا از عیسیٰ ع صادر گشتہ باشد عیسائیان
بطور احادیث نقل میکنند کہ تالیفش را انجیل نامند اما در بعضی
صحت وثبوت ان ہیچ شک نیست وبدون تصدیق مصطفوی
کسی عاقل ارادہ اثباتش نمی تواند کرد چہ جا کہ باثبات رسانیدن
تواند و امتناع ثبوتش را چند سبب است پہلا سبب یہہ بات
سب پر ظاہر ہے کہ ہر بات جو سیاہی سے کاغذ پر لکھی ہوئی
صحیح نہین ہو سکتی ورنہ حاتم کی ہفت سیر اور چہار درویش
کے قصے اور الف لیلہ کی کہانیان اور امیر حمزہ اور عمر عیار کی
داستان سب صحیح اور واقعی سمجھی جائین اور جو نوشتہ
مدعی بامدعا علیہ [illegible] پیش کرے وہ بمجرد پڑھنے کے جوابدینے

مقبول ہو جاسے پس ضرور ہوا کہ سبہی بات کے لیے تحریری
ہو یا تقریری جب سند میں جمیع شرائطہا پائی جائیں تب مانی
گئی چاہیے سو انجیل کے لیے ایک سند بہی صحیح مرفوع متصل
مسلم علیہا عیسائی کے پاس نہیں ہے چنانکہ اسکی تفصیل استفسار
پانزدہم میں ہے دوسرا سبب یہہ بات نہایت بڑا ہے
کہ نبی کی نبوۃ نہیں تسلیم کیجاتی مگر عقل کے رو سے اور اگر عقل
سے قطع نظر کیجاوی تو جسکا جی چاہے جسکو سچا جانے
اور جسکو چاہے جہوٹہا پس ضرور ہوا کہ نبی کی نبوۃ کے
دریافت کے لیے پہلے یہہ دریافت کرنا چاہیے کہ آیا نبوۃ بشئے
ممکن الوقوع ہے یا ممتنع الوقوع اور جب اسپر مدار اوسکا
ٹہرا تو ضرور ہے کہ نبی وہی شخص ہو جو ممکن کو واجب اور
ممتنع کو واقعی نہ کہے اور اگر بظاہر کہے بہی تو وہ درحقیقت
ماول ہو نہ کہ محمول ہو ظاہر پر جب یہہ بات ٹہر چکی تو حضرت
عیسی انبوں عیسائیوں کے اپنی تئیں واجب الوجود کہے اور
اپنے سے یہی کہ واجب الوجود ایک ہی ہے اور تین شخص بہی ہیں
چنانکہ ایک اون تینوں میں سے میں ہوں اور جو کوئی بہی
سوائے الیسا دعوا کرے وہ جہوٹہا ہے اور از روی ہمارے

اور یہ لکھا ہے کہ ارمیا کی کتاب مین سے ہے اور یہہ کہ عہد عتیق
مین کسی نبی نے نہین کہا کہ عیسے ناصری کہلائیگا اور انجیل مین
لکھا کہ اگلے انبیا نے کہا ہے کہ عیسی ناصری کہلائیگا اور یہہ
[illegible] بعضے قائلین جو اگلے انبیا نے اور وقایع کے نسبت لکھی
[illegible] انجیل والے برغلط لکھتے ہین کہ حضرت عیسی
[illegible] مین ہین چنانکہ استفسار شانزدہم مین اسکی تفصیل
[illegible] کا سبب بعضی پیشین گوئیان انجیل کی محض جھوٹھہ
[illegible] ہین جیسے مثلاً کہا تہا کہ اوس زمانے تک کہ آسمان
کے تارے گر پڑین اور قوتین افلاک کی بودی اور چاند
سورج بے نور ہو جائین اور مین پھر کر آؤن میرے اس
زمانے کے لوگ جیتے رہین گے حالانکہ ابتک کوئی چلنا
نہین رہا یہہ جا کہ قیامت تک اور نہ ابتک کسی نے اسکا التمیز
[illegible] کو آسمان پر سے آتے دیکہا اور کہا تہا کہ مین
[illegible] دن رات برابر قبر مین رہونگا حالانکہ صرف دو راتین
ایک دن پھر لاش قبر مین رہی اور [illegible]
اور یروشلیم کے ہیکل کے نسبت کہا تہا کہ یہان یہہ عمارت
قائم نہ رہیگی حالانکہ عبد الملک ابن مروان کی بنوائی ہوئی

بڑی مسجد عظیم الشان وہاں اب تک قائم ہے * بالجملہ میرے
اس تقریر کو یاد رکھیے اور بعد اوسکے یاد رہے صاحب
نے جو اسباب اپنی تشکیک کے ہمارے یہاں کے احادیث
ہونے کی نسبت بیان کیے ہیں ان دونوں کو بنیر انصاف
و انصاف میں رکھ کر تولیے اور دیکھیے کہ در باب امتناع
ثبوت روایات مندرجہ اناجیل میں تقریر درست اور
قوی ہے یا در باب تشکیک روایات مستخرجہ ائمہ حدیث اوس
کی تقریر درست اور قوی ہے قولہ سبب اول اصل
ناقلان حدیث زوجات و اقربا و اصحاب محمد بودند پس
درینصورت شہادت انہا در بارہ محمد چندان اعتبار
ندارد * جواب اس مقام پر پادری صاحب نے آنکھیں
انصاف کی بند کر دیں اور زبان ناانصافی کی کھول دی
اور عقل کو اپنے پاس سے بالکل علیحدہ کر دیا ہے
یہ نہیں دیکھتے کہ اقربا آنحضرت کے سبب دین توحید
جاری کرنے اور موقوفی دین بت پرستی کے وقوع
کرنے سے کیسے آپکے دشمن اور خون کے پیاسے
بن گئے تھے اگر اونمیں سے صرف دو ہی حقیقی سے کے

موافق ہی انحضرت کا ساتھہ دیتے تو کاہیکو انحضرت کی نوبت اون مصیبتون کے اوٹھانیکی آتی جو انہون نے اوٹہائی اور کاہیکو وطن چہوڑ دیتے پس ہرگاہ با اینہمہ بعض اونہین سے ایمان لائے اور اپنی دیکھی ہوئی باتونکی گواہی دی تو انکی گواہی عقلاً بطریق اولی مقبول ہونے کے قابل ہوتی اور اگر ویسے لوگ معجزے نقل نکرتے اور صرف اجنبی لوگ نقل کرسکتے تو اوسوقت دشمن لوگ یہہ کہتے کہ محرم راز اور گہر والون نے تو کو ایسی بات دیکھی ہی نہین باہر والونکا کیا اعتبار ہے پس خلق کی زبان سے کسیطرح بچاؤ نہین ہوسکتا چنانکہ یہود ہی لوگ کہتے ہیں کہ ہم مین سے جو لوگ توریت کے عالم تہے انہون نے تو حضرت عیسے سے کوئی معجزہ دیکھا ہی نہین اور چند جہوٹون اور ناحق احمقونکا کیا اعتبار عوام الناس تو ذری سے شعبدے مین اجاتے ہین اور اگر صرف قرابت مستلزم کذب کی ہے تو انجیلین بالکل جہوٹہی ہین اسلیے کہ تو اور مریم کی خوابون کی روائتین اور وقت ولادت عیسوی کی باتین جو انجیل والون نے لکہی ہین دو حال سے خالی نہین یا اونہین سے سنکر لکہی یا اپنے جی سے بنا کر لکہین پہر صورت اونکی دروغگوئی ثابت ہوتی در صورت اول صرف پادری صاحب کے اسی اصل

فاسد کے راہ ہے اور یہ صورت دوم محض عقلاً باتفاق
اہل عقل اور جبکہ اتنی باتین قطعاً جہوٹہی ہوئین تو باقی
روایتین اونکی بقاعدہ اصول سمعیات کے سب واجب
التکذیب ہوگئین کیونکہ جب کسیکا ایک بات مین کذب قطعی
ثابت ہو جاتا ہے تو اوسکی سب روایتین ساقط الاعتبار
ہو جاتی ہین پس ساری انجیلین جہوٹہی ہو گئین اور
اصحاب کا جو ذکر کیا سو پہلا ہی گرم ادنی کہ تکرار
فائدہ یہ ہے کہ اصحاب کی روایتین جہوٹہی ہو
ساری بیبل غارت اور غلط ہو گئی اسلیے کہ انکا حال ہونے
تا حال عیسیٰ جو اچھی باتین اونکی طرف منسوب کرکے توریت
اور انجیل مین لکہی گئی ہین بحصر عقلی دو حال سے خالی نہین
یا انہون نے خود لکہی ہین یا نہین اگر خود لکہی ہین تو محض
دعوا ٹہرا اور دعوا بے گواہون کے جہوٹہا ٹہرتا ہے
اور اگر اوسپر گواہیان گذری ہین یا دعوے انکے اونکا
خود نہین بلکہ انہین گواہون نے لکہی ہین تو بحصر عقلی
دو حال سے خالی نہین وے گواہ لوگ اون نبیون کے
قرابت دار تہے یا نہ تہے اگر قرابت دار تہے تو بموجب

پہلے قاعدہ یہ ہے کہ قرابت والے کی گواہی ایسی باتون
مین پادریصاحب کے نزدیک جہوٹہی ہوتی ہے تو یہ
سب باتین جہوٹہی ہین اور اگر قرابت دار نتہے تو بجز
اسکے … حال سے خالی نہین یا اون نبیون کے دیکہنے
والے … اور ایمان لانے والون مین سے تہے یا نہین اگر دیکہنے
والون اور ایمان لانے والون مین سے تہے تو اونکے اصحاب
تہے … اصحاب کی گواہی جہوٹہہ ہوتی ہے تو سب جہوٹہہ
ہوگئی اور اگر دیکہنے والون مین سے نتہے تو پہر کس سے سنکر
اونہون نے لکہا آیا اونہین نبیو کے قرابت والون یا اصحاب
سے سنکر لکہا یا اپنے جی سے بنا کر بہر صورت ان شقون پر
بہی اونکا کہنا موجب تقریر سابق سب جہوٹہہ ہوا اور اگر یہہ
کہیے کہ جنہون نے یہ سب باتین لکہین وے ایمان لانے
والون مین سے نتہے بلکہ سب کافر تہے تو یہہ بات آپ کہہ نہین
سکتے اور … بہی ساری کتابین آپکی جہوٹہی ہونگی
… اور نیز ظاہر ہوتا ہے کہ لکہنے والے اونکے
… کہ ایمان لانے والون مین سے تہے علاوہ اسکے … مین
نہین ہے کہ ہرگاہ دیکہنے والے ایمان نہین لائے

تو معلوم ہوا کہ ویسے حرکتین جو بطریق خرق عادت
سے کی نہین اونکے نزدیک پہا نمتیون سے کچھ جہل یا ساحرون
سے کہ سحر کے طور پر نہین اور اون نبیون سے کہ خشن اخلاق
جو انہون نے لکہی تو ویسے اونکے نزدیک محض بہکاو ہی
اور فریب وہی سے کہ جو دنیا دارانہ تھے اور بہکانے
والون کی تشخیص مین ایسا ثابت ہوا تو ویسے ولیے بطریق
اولی ویسا ہی جانا چاہیے بہرحال اون نبیون کی سب باتون
کو پادری صاحب نے یہان بالکل جہوٹہہ اور بے اصل
جہوٹا اور بیہودہ ثابت کیا کیونکہ ہو بشا باشد حضرت عیسی
بہشت خوش ہونگے رہ سست ذمہ کہ از رفیقان دامن
سرکشان گذشتی گر مشت خاک من ہم برباد رفته باشند
پادری صاحب نے یہان بیگانگی بدشگنی کے لیے اپنی نانی
آپ کا لی اور حضرت خاتم النبیین سے عداوت سے سفارتی
معاملات انبیای بنی اسرائیل کے خاک مین ملا دیے اور
یہ بات سے بالکل کارخانہ علوم دینیہ کا غلط ہوگیا او
ساری تاریخین جہان کی سب جہوٹی ہو گئین قوله
سبب دوم راویان احادیث چنان اشخاص مستند که معجز

بچشم خود ندیده اند بلکه بعد انقضاے صد باد و بست سال
که از وفات محمد صلعم گذشته بود راویان احادیث و نقلها
معجزات محمد را متواتر شنیده و جمع آوری نموده بعد نصف
انها را بعلت سببے اعتباری عمداً انداخته و مابقی را معتبر شمرده
بتحریر انها اقدام ورزیده و کتب تالیف کرده شان ضبط
و ثبت نموده اند الی قوله معجزات را که در کتب خود نقل میکنند
بچشم خود ندیده و احادیثے که ترقیم کرده اند خود نشان الفاظ
از زبان محمد نشنیده اند پس شهادت انها در احادیث
معتبر و اعتبار تمام ندارد * یہ تقریر پادریصاحب کی
صحیح اور موجب بی اعتباری روایات مستخرجہ ائمہ احادیث
ہوتی جبکہ اون روایتون مین بقاعدہ عقلیہ ثبوت سمعیات
سیکے سندین و سے نقل نکرتے جیسا کہ مؤلفین اناجیل نے
کیا اور ہرگاہ اُنہو سنے سندین نقل کین یعنے دیکھنے
والون سے بوسایط ثقات گواہیان سنکر نقل کین پس
بقاعدہ عقلیہ مذکورہ اوسمین کچہہ گفتگو نہی مگر سوفسطائیانہ
مجرد احتمال وہمی کذب کا باقی رہا سو مجرد احتمال وہمی اخبار
سیکے نسبت جیسا زبانی بیان کرنے مین ہوتا ہے ویسا ہی

احادیث کی غیر شایع ہونے مین ایسا ہی عقلاً نہین ہوسکتا اور
حضرت یوحنا صاحب کے مشاہدات کی سیر کیجیے کہ کوئی
خلاف قیاس بات دنیا مین اوس سے زیادہ نہین ہو گی
اور ہمارے یہان کی روایتین ایک طرح کی اگر غلط ہوتی ہین
تو اوسکی غلطی سے باقی ہر طرح کی روایتین غلط نہین ہوسکتین
کیونکہ سب روایتین یک صفت اور یک سند مروی نہین ہین
چنانکہ اسی سبب سے وہ قاعدہ عقلیہ ہمارے یہان سمع بات کے
ثبوت عقلی کے باب مین مقرر کیا گیا ہے جسکا ذکر استفسار
دوازدہم مین گذرا **قولہ** سبب چہارم اینکہ احادیث بسیار
مخالف خود قرآن آمدہ مثلاً باین قسم کہ در قرآن مرقوم
شدہ است کہ از محمد صلعم ہیچ معجزہ بظہور نرسیدہ اما موافق
احادیث نقل میکنند کہ معجزہ بسیار و بیشمار از محمد صلعم ظہور یافتہ
* پادری صاحب کی غلطی ہے کسی آیت سے یہہ نہین نکلتا
کہ معجزہ پیغمبر خدا سے نہین صادر ہوا اور نہو گا بلکہ اجمالاً
جسطرح جود حاتم اور دلیری رستم اور سلطنت سکندر ثابت
ہے اوسطرح پر قرآن مین کئی جگہہ اعجاز مصطفوی کی تصدیق
ہے اور بعضے معجزات کا ذکر علی سبیل التفصیل بھی ہے

قوله و دیگر چنانکه سابقاً ذکر گردیده که در قرآن بیان شده است
که محمد گنهگار بود نهایت بنا بر اکثر احادیث محمد باین بخلاف
آن ادعا میکنند که محمد معصوم بوده است * ہمارے
یہاں عصمت انبیا کی صرف اونکے اس کہنے پر نہین
موقوف ہے کہ ہم معصوم ہین بلکہ موقوف ہے لوازم
نبوت کے ثبوت پر اور جب لوازم نبوة ثابت ہولیے
تو واجب ہو گیا کہ وہ معصوم بہی ہو ورنہ یہہ لازم آویگا
کہ جسطرح مثلاً کوئی کسی شخص کو کہے کہ آدمی ہے اور
اوسکے ساتہہ کہے کہ ضحک بالقوہ اوسمین نہین ہے
اور جس عصمت کے ہم قائل ہین اوسکے منافی ہر طرح
کے گناہ کو نہین جانتے چہ جا کہ استغفار اور غفران کو
کسطرح مستلزم ثبوت گناہ کا جانین چنانکہ گناہ اور استغفار
کے جو معنے ہمنے پہلے بیان کیے ہین عصمت اوسکے منافی
نہین ہے ہمارے اصول کے موافق اور آپکے یہاں
تو انبیا مین عصمت شرط ہی نہین ہے اور احادیث مین تو
نہین تنصیص عصمت کی چندان ہے بہی نہین اور قران مین
ہے قوله و افضل ترین کل مخلوقات بود بلکہ باعث

شریعت کا جسکو حضرت عیسے سے نے حیات جاودانی فرمایا ہے
ہے کہ سوا اسکے واحد حقیقی کے کوئی [illegible] کل کائنات اور
کوئی قابل عبادت کے نہیں ہے اور اسیکے لیے سب
انبیا آئے اور اسی پر اپنی جانین دیتے رہے اور اسی کے
[illegible] کے لیے اپنی آرام اور چین اور عزت اور آبرو
[illegible] دیتے اور اپنے جان و مال اور زن و فرزند
و [illegible] وار ہوتے رہے سو یہہ حکم جیسا کہ محمد رسول
اللہ و آل [illegible] محمد کے ہاتھوں سے پہیلا اور سکا تشہیر
بہی کسی نبی کے ہاتہون سے نہین پہیلا اور حضرت عیسی
کے یہان تو بالکل معاملہ اولٹ گیا یعنی مدار نجات
اسپر آرہا کہ خدا ایک شخص بہی ہے اور تین شخص بہی خدا
ہین چنانکہ ہمارے یہان لکہا ہے کہ اسی تہمت حضرت
عیسی بارے شرم کے فتح باب شفاعت پر اقدام نکرین
گے گوکہ بعد فتح باب شفاعت البتہ ہونیوالے شفیع ہونگے
اور آنحضرت صلعم کے ایمان کو حضرت عیسی نے حیات
جاودانی فرمایا یعنی معبود حقیقی پر دل و جان سے فدا
ہونا اور جس ایمان کی نشانی یہہ فرمائی تہی کہ اگر رائی

ایمان ہو تو سطح دریا پر آدمی چلا جاوے اور پہاڑ کو اگر کہی کہہ ہٹ جا تو اپنی جگہہ سے ہٹ جاوے اور فرمایا کہ مجھ سے بہتر کام کرنے لگے اسطرح سے ایمان کے لوگ جتنے ہمارے حضرت کی امت میں ہوتے رہے ہیں اوتنے کبھی امت میں نہیں ہوئے گو کہ ابتدا اسطرح قرون ہجریہ تک بہت ہوے اور بعد اوسکے کم ہوئے چنانکہ اس نالایق نے بھی بعضے آدمی ایسے دیکھے ہیں الا انجملہ اگلے سب انبیا بنی اسرائیل پر ایمان لانے کی بسبب فقدان اسناد اور ثبوت تحریف کے کوئی سبیل نہیں باقی رہی بجز تصدیق حضرت خاتم النبیین کے قولہ صفحہ ۲۴ چنانکہ در سورہ والضحی مرقوم است ووجدک ضالا فہدی جواب ہمارے یہان راہ گم کرنے کے کئی معنے ہین ایک یہہ کہ راہ حق نہ پایا اور رشتے گم گشتہ کے مانند اوسکو ڈھونڈھنا اور دوسرے یہہ کہ راہ حق چھوڑ دینا اور اوسپر نہ چلنا سو پہلے معنے منافی عصمت انبیا کے قبل نبوت کے ہمارے یہان نہیں ہین مگر دوسرے معنے البتہ منافی ہی عصمت ہین سو انحضرت پر دوسرے معنے صادق

نہین آیتے اسلیے کہ قبل انحضرت کی نبوت کے راہ
حق کہین کہلی ہوئی تہی ہی نہین لیکن چہوڑنا اونکی نسبت
متصور ہو سکے جتنی راہین تہین اونمین بڑے بڑے پہاڑ
اور دریا شرک اور بدعت اور اختلاف اور اختلال اور
تحریف اور خیانت کے پڑ گئے تہے مگر اس بات سے
یہہ لازم نہین آتا کہ انحضرت سے بت پرستی کی ہو اور
یہہ بہی احتمال ہے کہ ضلالت اور ہدایت سے یہان لغوی
معنے مراد ہون پس جسطرح خداوند تعالے نے اوس
آیت کے قبل اور بعد انعامات دنیویہ کا ذکر کیا یعنے فرمایا
الم یجدک یتیما فاوے اور فرمایا و وجدک عائلا فاغنی ویسا ہی
شاید کبہی حضرت سرور کائنات قبل نبوۃ کے کہین
راہ بہول گئے ہون اور بسبب مقابلہ ہلاکت کے گہبرانے
لگے ہون اور خدا نے اوس گہبراہٹ سے نکالدیا ہو
اوسی ماجرے کے طرف یہہ اشارہ ہو چنانچہ بعضی روایتو
مین آیا ہے یا ایام رضاعت مین اونکی دایہ نے ایک بار اونکو
کہین گم کیا تہا اور بعد اوسکے غیب سے پہر اونہین نے
وہان آنکو رکہا ہوا پایا **قولہ** در سورہ شوری است گفت

تدری ما الکتاب ولا الایمان * ہمارے یہان ایمان صرف
خدا کے ایک جانب سے تمام نہین ہے بلکہ رسالت اور کتابون
کا بھی اعتقاد منجملہ ارکان ایمان ہے اور یہہ بھی ہمارے
یہان ثابت ہے کہ قبل ظہور نبوت نہ معلوم ہونا اونکا اور
رسالت کے حال کا منافی عصمت انبیا نہین ہے
یا فوکانہ جاننا مستلزم شرک اور بت پرستی کو
نا کہ ہمارے اصول پر منافات عصمت ہے لازم اوسکی
بالکلیہ عصمت کا مسئلہ ہمارے یہان کا ہے اور اوسکے منافی
اور غیر منافی ہونے مین بھی ہمارے یہان کے اصول کو
دیکھنا چاہیے اور عیسائیون کے یہان انبیا مین سے
عصمت تو کیا نہین مسلم ہے بلکہ بعد نبوت کے شرک اور
بت پرستی کروانا بھی جائز جانتے ہین تو اونکو بطور خود
کچھہ جای اعتراض نہین ہے قولہ صفحہ ۲۴۴ سبب پنجم
اینکہ احادیث مختلف یکدیگر اند آیا مین قسم کہ درمیان
اہل تسنن احادیث غیر آن احادیث ہستند کہ در زبان
مشہور و مستعمل گشتہ اند * جواب یہان گفتگو
کے باب مین ہے معجزات مصطفی ہین کچھہ اختلاف

شیعہ اور سنی کا نہین ہے اور اگر مطلق اختلاف بعضی باتونکا
ہو جناب سقوط قدر متفق علیہ کا بہی ہونا ہے انجیلین بہی
ساقط عن الاعتبار ہون اسلیئے اہل انجیل ہے یعنی عیسائیون
مین شیعہ اور سنی سے زیادہ تر اختلاف اور مکافرہ اوسے
مشغلہ ہوتا چلا آیا ہے اور خود اناجیل کی روائتین بہی آپسمین
مختلف ہین چنانکہ استفسار یازدہم مین ہم نے بطور مشتے
نمونہ بیان کیا ہے قولہ علاوہ برین در بیان احادیث
شیعہ احادیث بسیار بضد و خلاف یکدیگر وارد شدہ اند
الی قولہ و ہمین طریق احادیث سنی نیز مانند احادیث شیعہ
است * در باب معجزات مصطفویہ جو روائتین سنیون کے
یہان ہین اونمین تعارض نہین ہے اور کسیقدر بعضے
واقعہ کے بعضے خصوصیات مین جو اختلاف ہے سو روایات
مندرجہ اناجیل کے اختلاف سے زیادہ نہین ہے قولہ
صفحہ ۴۶۳ چنانکہ بنابر احادیث شیعہ علی ابن ابراہیم
ابن ہاشم در خصوص اختلاف و چند احادیث از علی ابن
ابی طالب سوال کرد علی در جواب او گفت کہ اگر تو معتبر
و غیر معتبر ہی احادیث را نمی توانی فہمید و در شک ہستی

اول چنان است که الی ظهور امام مهدی منتظر باشی الی قوله
و همین شریعت [illegible] در باب اختلاف احادیث واحادیث [illegible]
مرقوم شده است * درصورت فرض کرنے صحت [illegible] کو
کافی ہے کہ یہہ سخن احادیث متعارضہ مین ہے اور سب احادیث
متضمن معجزات مصطفویہ مین تعارض نہین ہے بلکہ وہ
درداشتن بلا تناقض اور بلا تعارض ہین اور قرآن اون سب
پر علاوہ ہے بالجملہ ہرکوئی جانتا ہے کہ دس آدمی یا زیادہ
اگر دس باتین نقل کرین اور نوہین ہمدیگر اختلاف کرین اور
صرف دسوین مین لفظاً اور معناً اور ضمناً اور صریحاً اتفاق کرین
تو ازروی قاعدۂ مسلمات سے ثبوت عقلی ہے کہ وہ دسوین
بات غلط نہین ہوسکتی اور بفرض محال اگر یہہ صورت
بسبب سقوط قدر متفق علیہ کی بھی ہو تو چاہیے کہ انجیلین
بھی سب جھوٹی ہو جائین اسلیے کہ اونکے اپسمین اختلاف
کمی بیشی روایات اور اور مطالب کا حد سے زیادہ ہے
بھلا انصاف کرو کہ یہہ گفتگو علاوہ از قرآن صرف بنظر احادیث
کے ہے واسطے بر فرض کے جسمین صرف احادیث ہی کی
تالیف پر مدار ہوا ایمان کا جسکا نام انجیل قرار پایا اور اوسکی

مؤلف و با اختلاف نسخ ہا از انہا کالشمس فی نصف النہار روشن است
* دیکھیے یہ تقریر ناقابل تسلیم کے ہے پادری صاحب
کا وہ جملہ قولہ اگر بالفرض قبول نمایم کہ محمد صلعم معجزہ نمودہ
باشد باز قرآن او باطل است و خود او پیغمبر صادق نخواہد بود
زیرا کہ قرآن ضد و بر خلاف انجیل است و سابقاً ثابت
نمودہ ایم کہ انجیل کلام خدا است و اصلاً منسوخ نشدہ
و تحریف ہم نگردیدہ است * جواب تسلیما نہ امتناع
نسخ اور تحریف کا سخن پادری صاحب کا باطل ہے اور
اس انجیل کا کلام الہی ہونا بلفظہ باطل ہے
بطور حدیث عیسوی ہونا ہی باطل ہے کیونکہ عیسے
عبری بولتے تھے اور انجیل عبری دنیا میں باقی نہیں اور
تیسری فصل میں جو پادری صاحب نے انجیل کے کلام الہی
ہونے کی دلیل لکھی ہے اوسکا ذکر آگے آویگا جو اوسے
یہود یا نہ ذرہ اسکو کان لگا کر سنیے کہ کیسا مدلل ہے
اور بدون انکار کے اصول ملت نصرانیہ کیسا منقطع
الرفع ہے * اگر بالفرض قبول نمایم کہ عیسے معجزہ نمودہ باشد
باز انجیل او باطل است و او پیغمبر صادق نخواہد بود زیرا کہ

در دروغگو واجب القتل است اگرچه معجزات عظیمه نموده باشند
و عیسی از [illegible] یوسف نجار پیدا شده و شاگرد بود
و می‌گفت که من خدا هستم معهذا به تقریر یعنی اینهم می‌گفت که سه
خدا هستند یکی از ان منم که در شکم مریم جسم گرفتم و یکی پدر آسمان
نشسته می‌ماند و یکی از پیش خدای آسمان به صورت
کبوتر آمده در من حلول کرد سیوم اینکه در توریت مذکور است
که هر پیغمبری که دروغ بر خدا بندد او کشته شود و این عیسی
چون کشته شد معلوم گردید که دروغگو بود چهارم اینکه یهود قسمت
نشان دادن دروغ گفت که ای معبود من چرا مرا ترک ساختی
پنجم اینکه در توریت مذکور است که مدعی نبوتی که پیشین
گوئی کند و سخنش دروغ برآید او را نبی ندانند و عیسی چنین
گفته بود که تا فرو افتادن ستارگان و سرخی شدن
قوتهای فلکیه و بی نور شدن نیرین بعض مردم زمانه
من باقی خواهند ماند تا اینکه باز فرود آمدنم را از آسمان
خواهند دید و آن دروغ برآمد یعنی هنوز کسی از آنوقت
زنده نیست چه جا که تا قیامت و نه کسی هنوز نگاهی از آسمان
فرود آمدن او دید در یکسال که گفته بود * [illegible]

یہہ تقریر یہودیون کی کتنی مدلل ہے مین نہین جانتا ہون کہ
جب تک عیسائی لوگ اپنے عقیدہ کو ہی باطلہ سے توبہ نکرین
تب تک اس تقریر کو بوجہ معقول بلا مکابرہ اوٹھا سکین **قولہ**
۵۱۴ صفحہ درخصوص اینکہ خواص وصفات محمد صلعم کہ درین
ایت مرقوم گشتہ چہ گویم وچہ گمان بریم مثلاً در سورۃ الاحزاب
مذکور است کہ یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت
اجورہن وما ملکت یمینک الاٰیہ * یہان سے لیکر اس فصل
کے آخر تک وے ایتین جنمین مذکور ہے کہ خداوند تعالے
نے پیغمبر خدا کو چار عورتون سے زیادہ نکاح کی اجازت
دی اور زید ابن حارثہ کی زوجہ سے بعد اوسکے طلاق
دینے کے نکاح ہونے کا مذکور اور حضرت ماریہ قبطیہ کے
قصے کا اشارہ اور بے مہر جایز ہونا آپکے نکاح کا ذکر ہے
لکہہ کر پادری صاحب نے یہودیون کے طرح بدگمانیان اپنی
واشگاف ظاہر کرکے اپنی عاقبت درست کی ہے سو اونکی
بدگمانیونکا تو وہی جواب ہے جو یہودیونکی بدگمانیون کا جواب
ہے اور باقی معقول جواب تحقیقی اور الزامی یہہ ہے جواب
تحقیقی کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل سے بہی

اسے بات پر نہیں قائم ہے کہ خداوند تعالے نے کسی نبی کو
بہت سی بیبیاں کرنے کی اجازت نہیں دی ہے سکتا
اور کوئی دلیل عقلی یا نقلی توریت اور انجیل کی اس بات پر
بہی نہیں قائم ہے کہ جو بہت سی بیبیاں کرے [illegible] نہیں
ہو سکتا ہے مطلقہ سے نکاح کرنا سو اگرچہ انجیل [illegible]
کیا گیا ہے مگر توریت میں درست ہے اور [illegible] انکا
دعوا ہے کہ توریت اور انجیل آپس میں منافی ہیں ناسخ
منسوخ نہیں ہیں اور تمہارے نزدیک توریت کا حکم بہی
بحال ہے اور انجیل کا وہ حکم منسوخ ہے اور [illegible] موجب
حرمت نکاح اوسکے زوجہ کی نہ عقلاً ہو سکتی ہے اور
نہ کہیں توریت یا انجیل میں اوسکی تحریم لکہی ہے پس کوئی
اعتراض صحیح نہیں ہو سکتا اور یہی بدگمانی جتنے ملحد اور
بے دین اور متعصب ہیں انبیا کے دشمن ہوتے رہے
ہیں اور بدگمانیاں کرتے رہے ہیں اوسکا [illegible]
پاس ہے اور نقض عقلاً ثابت اور حرمت نکاح [illegible]
کسیطرح نہیں ثابت ہو سکے اسی لیے یار [illegible]
یہاں ماں بہن بیٹی سے بہی نکاح درست ہے اور [illegible]

ہے کے یہان ست جگ مین عورتین بالذات اپنے شوہرون
کی نہین ہوا کرتی تہین اور دروپدی پانچ شوہر محض تہا اور اب اونکے
شاستر مین کئی پشت تک کی جزئیت مین بہی نکاح حرام ہے
اور جمع بین الاختین شریعت یعقوبیہ مین درست تہا اور یہ
شریعت موسویہ مین حرام ہوگیا اور قلت اور کثرت نکاح مین شناعت
عقلی یہہ ہے کہ ضعیف القوی کو افراط صحبت عورت موجب ہوئی
حدوث امراض اور جمودت طبع ہوتی ہے اور شدید القوی
کو تفریط موجب حدوث امراض اور جمودت طبع ہوتی ہے
سو اسکا حال اسیکو معلوم ہوگا جو نکاح کرتا ہے اور کسیکو
کیا معلوم جواب الزامی کتاب استثنا باب بیست ویکم
نسخہ ۱۸۲۵ ورس ۱۱ اون اسیرون مین جو تو ایک خوبصورت
عورت دیکہے اور تیرا جی اوسپر چلے کہ تو اوسے اپنی
جورو کرے ۱۲ تو اوسے اپنے گہر مین لا اوسکا سر منڈوا اور
ناخن کٹوا ۱۳ تو وہ اسیری کا لباس اوتارے اور تیرے
گہر مین رہے اور کامل مہینا بہر اپنے باپ اور ماکیلئے سوگ
کرتی رہے بعد اوسکے تو اوسکے ساتھ خلوت کر اور اوسکا خصم
بن اور وہ تیری جورو بنے * دیکہو حضرت موسیٰ نے اونہا

عورتون سے رکہنے کی اجازت دیتے ہین کہ جس کافر کی
بیٹی کوئی مومن پکڑ لاوے یا دے تو اوسکو بے تکلف جورو بنالے
اور کچہہ تعداد اور شمار کی قید نہین لگائی اور کتاب پیدایش
کے باب ششم مین یون ہے نسخہ ۱۸۴۵ ورس ۲ خدا کے
بیٹون نے آدمیون کی بیٹیون کو دیکہا کہ وے خوبصورت
ہین تو اون سبہون مین سے جسنے جسکو پسند کیا اوسنے
اوس سے بیاہ کیا الی قولہ ۴ اوسکے بعد جب خدا
کے بیٹے آدمیون کی بیٹیون سے ہم بستر ہوے تو اونسے
لڑکے پیدا ہوے اور یہہ وہ اقویا تہے جو قدیم سے نامور
ہان* دیکہو جنکو توریت مین خدا نے اپنے بیٹے کہا وے بہی
بندے پسند اور ناپسند کرنے کی تمیز رکہتے تہے اور
یہہ تو نہین ہوسکتا ہے جب تک دلمین مزا نہو لیس ہرگاہ
حضرت عیسے کے علاتی بہائی عورتون سے رغبت رکہتے
تہے تو عبداللہ ابن عبداللہ جو صرف رسول اللہ ہو اور
اگر رغبت کی تو کیا مضایقہ اور کتاب خروج کے باب
چہارم کے ورس بست و دوم مین لکہا ہے نسخہ ۱۸۴۵
اسرائیل میرا پلوٹہا بیٹا ہے* اور اوسی کتاب کے

باب بست ونہم مین یون ہے نسخہ سنہ ۱۸۲۶ ورس ۱۷
راحیل خوشرو اور خوبصورت تہی ۱۸ اور یعقوب راحیل
پر عاشق تہا سو اوسنے کہا یعنی اپنے سسر سے تیری
چہوٹی بیٹی راحیل کے لیے سات برس تیری خدمت
کرونگا * دیکہو باوجودی کہ یعقوب حضرت عیسی کے بزرگ
تہے کیونکہ پہلا بیٹا فرنگیون کے اصول کے موافق
مالک ریاست موروثی کا ہوتا ہے معہذا صرف عورت
کی محبت سے سات برس کی خدمتگاری اختیار کی
اور اخبار الایام کی پہلی کتاب کے بائیسوین باب مین
حضرت داؤد کی نسبت خطاب کرکے یون لکہا ہے
نسخہ سنہ ۱۸۴۹ ورس ۹ اینک پسری برای تو بوجود
خواہد آمد کہ او صاحب راحت خواہد بود و من او را از جمیع
دشمنان راحت خواہم بخشید چہ نام وے سلیمان خواہد بود
و من در ایام وے سلامت و آرام بہ بنی اسرائیل خواہم بخشید
۱۰ او خانہ بنام من بنا خواہد کرد و او پسر من و من پدر
وے خواہم بود و تخت سلطنتش را بر بنی اسرائیل تا الابد
پایدار خواہم کرد اور کتاب اول سلاطین کے باب ہشتم

ورس بارہ ہم میں ہے کہ یہوواہ کے طرف سے سلیمان پر کلام
اوترا * دیکھیے یہاں سے تین باتیں ظاہر ہوتی ہیں اول
یہہ کہ یہہ پیشین گوئی پوری نہوئی کیونکہ سلطنت بنی اسرائیل
کی اب کہیں زری بہی نہیں باقی رہی دوم یہہ کہ پادری
لوگ مغالطہ دینے کے لیے کہا کرتے ہیں کہ حضرت
ہاجرہ لونڈی تہیں پس لونڈی کی اولاد کسطرح رتبہ
مطلق ہوسکتی ہے اور یہاں دیکھیے کہ سلیمان کو تخت
عام بنی اسرائیل کا ہمیشہ کے لیے لکہا ہے حالانکہ نزدیک
بیبل کے ظاہر ہے غالباً کہ سموئیل کی کتاب میں ہو کہ معاذ الله
حضرت سلیمان ایسی زنا سے پیدا ہوئے تھے جو معاذ الله حضرت
داؤد نے اوریا کی عورت سے کیا تہا تیسری یہہ کہ
یہاں خدا نے حضرت سلیمان کو اپنا بیٹا آپ کہا اور حضرت
مسیح کے نسبت کہیں نہیں لکہا کہ خدا نے آپ اونہیں
اپنا بیٹا کہا ہے اور جسطرح عیسائی لوگ حضرت عیسیٰ
کو اسرائیل کا پادشاہ جانتے ہیں یہاں خدا نے خود حضرت
سلیمان کو فرمایا پس افضلیت حضرت سلیمان کی یہاں سے
ثابت ہوئی اور پادری ہیں تو کچہ گفتگو ہی نہ ہوئی اور کتنا

اول سلاطین کے گیارہوین باب کے تیسرے ورس
مین لکھا ہے کہ سلیمان کی سات سو آزاد جوروان تہین
اور تین سو لونڈیان * دیکھیے کہان تو اور کہان ہزار محمد
بیٹے نے ہزار عورتین رکہین پس اوسکے پیغمبر نے اگر نو
محل کیے تو کیا قباحت ہوئی اور اوسی کتاب مین جو معاذ الله
حضرت سلیمان کے رتبے کی نسبت الخطا پدر کی تہمت
باندہی ہے تو صرف اس بنا پر ہے کہ بت پرست عورتون
سے انہون نے نکاح کیا اور خود بہی بت پرستی کی غرض
کثرت ازدواج کی جہت سے اونکا رتبہ کم ہو گیا یہہ کہین نہین
لکھا ہے اور حضرت سلیمان کے رتبے کے گہٹ جانے
اور اونکے نسبت بت پرست ہو جانے کی روایتین معاذ الله
اگر صحیح ہین تو اس نظر سے کہ خدا نے انکو اپنا بیٹا بنایا اور
ریاست عامہ دی معہذا وہ معاذ الله مرتد ہو گئے تو حضرت
عیسے پر بہی گمان صحیح ہو سکتا ہے کہ انہون نے از راہ
اپنے تئین خدا کہا ہو اور پولوس کے نامہ سو فلیا
سافس کے باب پنجم کے ورس بیست وششم مین لکہا ہے
نیز ہمینطور بر مردان واجب است کہ زنان خود را

دارند ہیچو بد نہاست نبود * اور یو نوس کا قول عیسائیونکے
یہان بعینہ روح القدس بلکہ نبیون خدا کے قول کے برابر ہے
پس اس واجب ہے کہ اوسے محروم رہنا بہتر یا اوسکا بجالانا اور
یہہ جاننا چاہیے کہ توریت سے ظاہر ہے اور سب عیسائیوں
کے یہان مسلم الثبوت ہے کہ حضرت ابراہیم کی تین عورتین تہین
اور حضرت یعقوب کی چار عورتین دو منکوحہ کہ آپسمین حقیقی بہنین اور
دو لونڈیان اونکی حرمین تہین اور سارے سب انبیاے بنی اسرائیل انہین
چارون عورتون کی اولاد ہین نہ کہ صرف اونہین دو منکوحہ کی اور حضرت
موسے کی ایک منکوحہ اور ایک حبشیہ حرم تہی اور
اسوقت مین جس عورت پر جی چاہتا تہا اوسکے رکہنے
کی اجازت عام تہی حضرت داؤد کی بہی بہت سی بیٹیان
تہین اور کتاب پیدایش کے باب بستم کے درس
دوازدہم سے از روی تین نسخون یعنی ۱۶۲۵ اور
۱۶۲۵ اور ۱۸۳۹ کے ظاہر ہے کہ حضرت سارا زوجہ
مطہرہ حضرت ابراہیم اونکی علاتی بہین تہین پس تمام
انبیای بنی اسرائیل اونہین کے اولاد ہین از موسے تا عیسیٰ
علیہم السلام پس متبنی کی جورو کو بعد اوسکے طلاق کے نکاح

کرنے پر طعن کرنا محض بیجا ہے یہہ تو تمنے اپنے طور پر
جواب دیا اور عیسائیون کے اصول پر ہرگاہ خدا کا ایک
عورت کے پیٹ مین نطفہ اور علقہ اور مضغہ اور جنین
بن کر رہنا اور مخرج معلوم سے نکلنا اور جوان ہوکر
ملعون ہونا اور تین دن دوزخ مین رہنا جائز ہو تو حضرت
خاتم النبیین کو اگر بے انتہا عورتون کے نکاح کرنے
کی خدا اجازت دیوے تو کونسی اوسکی قدوسیت مین
قباحت عاید ہوئی اور تیسری انجیل کے آٹھوین باب
کے دوسرے اور تیسرے درس سے ظاہر ہے کہ
بہوتیری رنڈیان اپنے مال سے حضرت عیسیٰ کی خدمت
کرتی تہین اور ساتھ ساتھ پہرا کرتی تہین * پس اگر کوئی
یہودی ازراہ خباثت اور بدباطنی کے کہے کہ حضرت عیسیٰ
خوش رو جوان تہے رنڈیان اونکے ساتھہ صرف حرام کاری
کے لیے رہتی تہین اسیواسطے حضرت عیسیٰ نے بیاہ
نکیا اور ظاہر یہہ کرتے تہے کہ مجھے عورت سے رغبت
نہین تو کیا جواب ہوگا اور پہلی انجیل کے باب یازدہم
کے درس نوزدہم مین حضرت عیسیٰ نے مخالف نکاح کیا

اپنے حق مین قبول کرکے کہا کہ مین تو بڑا کہاؤ او رشرابی
ہون پس دونون باتون کے ملانے سے اور شرآ
کی پرستیون کے لحاظ سے جو کوشی کچھہ بدگمانی نکر سے
سو تہوڑا ہے اور دشمن کے نزدیک ان باتون سے بکسی
تن آسانی اور بے ریاضتی حضرت عیسے کی بوجھہ [illegible]

قولہ صفحہ ۵۵۳ فصل پنجم در بیان مشہور رفتن
دین اسلام است * یہہ ساری فصل پادریصاحب
نے بطور ملحدونکے لکھی ہے یعنے صرف اپنی بدگمانی
سے الہٰی کے لوازم نبوة سے چشم پوشی کرکے بعض افعال
کو اونکے کہ سراسر عقلا محمود ہین نکمّا قبول کرنا بدی ہے
کہ ملحدونکا یہی قاعدہ کلیہ ہے لہذا ضرور ہوا کہ ایک معارضہ
موافق اصول ملحدونکے کیا جاے پس جو جواب عقلی اوسکا ہوگا وہی
عقلی جواب ہمارے طرف سے [illegible]
ہم اشعارہ کرتے ہین کہ اکثر اوقات اسطرح کے وقایع ہوے ہین کہ
شخص اپنے موروثی دین مین بعضی باتین صرف اپنے
ہوای نفس سے محض دنیا طلبی یا اور کسی مصلحت سے
یا بسبب ضعف قوة متفکرہ کے بطور مالیخولیا کے نئی نکالیتے

ہین اور نئے نئے دعوے کرنے لگتے ہین چنانکہ بعض
حواریین نے عیسائیون مین ایسے لوگون کے ہونیکی خبر
دی ہے کہ وے ہلاک کرنیوالی راہین پھیل جاوینگی
گی پس کبھی ایسا ہوتا ہے کہ اوس مذہب والونکے
ہاتھون سے وہ شخص اسطرح مارا پڑتا ہے کہ پھر اوسکے
بعد اوسکی سب باتین صفحہ روزگار سے نسیًا منسیًا ہو جاتی
ہین اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ بلا تخویف اور بلا تطمیع و
وے باتین پھیل [illegible] ہین تجربہ ثابت ہے
کہ جو کوئی شخص کسی دین کا اوس دین کے امہات اصول
اور اونکے ماخذ کو مسلم رکھکر نئی بات نکالتا ہے تو وہ
نکلات بہت جلد پھیل سکتی ہے بلا خوف اور بلا طمع
اور جو بالکل اپنے موروثی جمہوری دین کے اصلی ماخذ
یا امہات اصول کی تغلیط کرتا ہے یا اوسکی موقوفی چاہتا
ہے تو البتہ اوسکی بات پھیلنا منجملہ محالات عادیہ ہے بلکہ
بدون اسباب قویہ مطلق پیش نہین جاتی اور یہ بھی
تجربہ ثابت ہے کہ طبایع آدمیون کے تشبیہ کی
طرف یعنے جسمانیات کی پرستش اور ظاہری اطراف

کی باتون کے طرف میلان تمام رجوع ہوتی ہین اور اون ہندوؤن مین ایسے
جنہین کچھہ دنیوی فائدے نہون بالطبع سبکدوشی چاہتے ہین اور
ہین جسطرح ہندوؤن مین اوس سے گورکھناتھہ اور کبیر اور
پیران ناتھہ اور نانک شاہ اور مسلمانون کے لباس مین
خفی شاہ نمود اور رسول شاہ اور اسیطرح دونون فرقون
مین اور اور لوگ اوسدا اور دین داتون مین ایسے لوگ
گذرے کہ اوس اصل دین کو جسکی ترقی مین تہے مسلم
رکھہ کر اوسکے نصوص محکمہ اور احکام مسلمہ کو تسلیم کرکے
اوسکی تاویلین کین اور ظاہر کیا کہ ہم بہی صاحب الہام
ہین اور اپنے موافق ہواے نفس کے کسی مصلحت کے
راہ سے یا صرف بطور مالیخولیا کے چند مسئلے ایجاد
کیے اور کہنے لگے کہ خدا اسی طریقے مین ملتا ہے اور
مجہے اپنا مقتدا جانو اور مجہے اپنا وسیلہ عند اللہ سمجہو
پس تہوڑے دنون تک اور لوگ بسبب احداث نئی
باتون کے اونکے ساتہہ عداوتین کرتے رہے اور
کچھہ لوگ ہمیشہ سے بغیر خوف جان اور بدون
طمع زر اونکے دام مین پہنس کر بقول شخصے کہ پیران نمی پرند

مریدان ہی پر انندا اونکی ہوا خواہیون مین جان دینے
لگے ہوتے ہوتے اونکا ایک جتہا ہو گیا اور اگر کچہہ لوگ
حکمت کی باتین پڑہتے ہوے اونمین ہوتے تو اونہی
اونہون نے اوسکی رد تو دی یہان تک اونمین اگر کوئی صاحب
حکومت ہو گیا یا کوئی صاحب ریاست تو بہلا چنگا ایک دین
ٹہر گیا اور کچہہ حاجت شمشیر زنی وغیرہ کی نہوئی اسیطرح
معاذ اللہ عیسے نے کہا کہ آؤ ہم بہی ایسی کچہہ بات کرین
یا شاید بطور مالیخولیا کے اوسکے جی مین آئی کہ مین خدا
ہون یا خدا کا بیٹا ہون بعضے حمقا اوسکے دام مین پہنس گئے
اور اوسکے خادم خاص سے یہان تک کہ اپنی حماقت سے
اپنی جان دینے تک بہی دریغ نہ کیا اور عیسے نے حکمت کی
کہ توریت کے نسبت بظاہر کچہہ اعتراض نہ کیا اور دین
یہہ منظور رکہا کہ اوسکو بالکل خاک مین ملا دے پس کہنے
لگا کہ یہہ سب احکام ماؤل ہین سو خلقت بہڑیا دیہان جسطرح
اور بہیڑیون کے دام مین پہنس جایا کی
لوگ اوسکے مریدون کے دام مین آ پہنسے لگے اور
اونہون نے کہ اگر وہ خدا ہوتا تو بہلا کیسی بار نے کے

الہی الہی کرکے کا[illegible] کارتا اور اگر سچا نبی ہوتا تو باز رہتے
جانے کے وقت اضطر[illegible]ین وہ بات جو بسبب ملت
موروثی کے اوسکے جی مین تھی یعنی جانتا تہا کہ اندر وہی
توریت کے مین متروک الہی ہون کیون کہتا اور یہہ بہی
انہون نے نہ خیال کیا کہ توریت مین جو علامتین سچے نبی
کی لکہی ہین وہ مفقود ہین یعنی اونمین منجملہ علامت صدق
نبوۃ یہہ بہی تہا کہ [illegible] اور یہ تو اپنی تئین
معبود کہتا تہا اور یہہ بہی تہا کہ پیشین گوئی اوسکی کوئی
جہوٹہہ نہو اور یہان ایسا ہی ہوا چنانکہ اسی سبب سے جہاندہ
علماے یہود نے اوسکے قتل کا فتوا دیا با اینہمہ آدمی جو
بالطبع تشبیہات کے طرف مائل ہے بہت لوگ اوسکے
مذہب مین مانند سکہون اور گورکہا نیون اور رسول
شاہیون اور مخفی شاہ نمودیون کے در آئے اور جو
اونہون نے دیکہا کہ اسنے لوگون کو مقوت سے بہی اخراج
کرانے کی قید نہین رکہی اور نہ کسی جانور کے نہ کہانے
کی بلکہ سبکو جائز کہتا ہے اور عبادت مین سبکو خود مختار
[illegible] تصریح ڈاکٹر شٹلر صاحب کے تاریخ

سے ظاہر ہے بے تکلف اوس مذہب کو سچا سمجھنے لگے
اور سمجھے کہ فی الواقعی خدا کو اس بات سے کیا کام ہے
کہ فلانی چیز کہاؤ فلانی چیز نہ کہاؤ یہہ کام کرو یہہ کام نکرو صرف
خود دنیا کے انتظام اور آپس کے متفق ہونے مین کام آوین
اونہین کو سچا سمجھنا چاہیے باقی سب واہیات ہے تا اینکہ
رفتہ رفتہ آخر مائۃ ثالثہ عیسویہ مین کوئی عیسائی
دانشمند قیصر یعنی شاہنشاہ روم کے دربار مین جا گھسا اور جسطرح
فیضی اور ابو الفضل نے اکبر کے دربار مین گھس کر
اوسکو مذہب موروثی سے باہر کر دیا اوسیطرح اوس
عیسائی نے قیصر کو بھی عیسائی کر ڈالا اور مذہب موروثی
سے باہر کر دیا اور یہہ بات بھی بتجربہ ظاہر ہے کہ اہل فرنگ
اپنے بادشاہ کی تابعداری مین بہت غلو کرتے رہتے
ہین پس سیکڑون فرنگی عیسائی ہوگیا مگر اوس قیصر کے
بعد اوسکا بیٹا یا پوتا مجوسی ہوگیا لیکن جانشین ششم اوسی
قیصر عیسائی اول کا پہر عیسائی ہوا اور فرمان عام نفاذ
تبلیغ جاری کیا کہ جو کوئی میرے قلمرو مین رہکر عیسائی نہو
وہ مار ڈالا جاوے چنانکہ اتنی بات تو سب انگریزی تاریخون

میں بھی لکھی ہے پھر اب کیا کہنا چاہیے کہ کیا ہوا انہوں نے
دونوں میں جمہور اہل فرنگ دین موروثی کو چھوڑ کر ایک نئی
بت پرستی کی طرف مائل ہوگئے اپنے قسیسوں کو خدا سمجھنے
لگے اور بعد اوسکے اون میں ایک لوگ ایسے پیدا ہوئے
کہ دین کے حاکم ہوئے جو اونکی جگہ میں آیا وہ اونہوں
نے جاری کیا یہاں تک کہ مسلمانوں کا عہد ہوا اور
قیصر کی سلطنت بادشاہ فرنگ کی بالکل مبتذل ہوگئی
تب اونکے پیشواؤں نے دونوں کے اونچے سب دین کے
حاکموں نے جہاد مقدس نکالا کہ فرنگستان میں مسلمانوں کو
مار کے نکال دو اور جو نہ نکلے اور پھر عیسائیت کی طرف
رجوع نکرے اوسے مار ڈالو چنانکہ ڈیڑھ سو برس تک
تمام فرنگستان کے بادشاہ اسی بات پر متفق رہے کہ
جہاں تک جو غیر عیسائی ہوا اوسے مار ڈالو غرضکہ دنیا
میں دین مسیحی کے پھیلنے کی یہی صورت ہوئی اور اہل
تاریخ پر یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ بالفعل جہاں تک
نظر کیجیے بت پرستی ایسی سہل طرح پھیل جاتی ہے
جسکا کچھ بیان نہیں ہوسکتا ایک ادنیٰ تحریک سے اونکا

جھٹ پٹ رواج ہوجاتا ہے اور جبکہ اوسکے ساتھ جبروت
شاہنشاہی بھی منضم ہوا اور ایک ولایات عظیمہ سبکے تابع بادشاہ
اوسکے سبب ایک مدت تک شمشیر زنی کرین تو کیون نہ پھیلے
چنانکہ عیسے پرستی اسیطرح پھیلی اور ہمینے اور لوگون سے
بھی ہزار ہا آدمی مذہب موروثی تبدیل کیے وایسے
اور ہزارون کچھ دین اور ملحد اور دہریے ہوتے دیکھے
کہ صرف صحبت کی جہت سے ہوجایا کیے ہین اور کچھ طمع
زر یا خوف جان نہین ہوا کیا بس صرف صحبت کی تاثیر سے
دین موروثی چھوڑنا مستلزم اس امر کو نہین کہ دین موروثی
غلط تہا اور نیا دین درست ہے اگر یہ بات صحیح ہو تو چاہیے
کہ الحاد اور دہر بہی دین حق ہو اسلیے کہ کسی ملحد اور دہریے
کو ہمنے نہین دیکہا کہ صرف بطمع زر یا بخوف شمشیر ملحد اور
دہری ہو گیا ہو حالانکہ باتفاق سائر ملیین طریقہ الحاد اور
دہر کا باطل ہے اور چاہیے کہ قسطنطین اول کے بیٹے یا پوتے
کا مجوسی ہونا بھی بجا سمجھا جاوے پس اسیطرح اب بھی لوگ
جیسے بعضے عیسائی ہوجاتے ہین اور دہر کا صرف صحبت سے
پیدا ہوا کرتا ہے تو درصورتیکہ حصول وجاہت پیش اہل حکومت

یا اوسکے رئیس سے کہ کتنہی بڑا آدمی ہو تو تیرہ روپئے کئی
آپنے سہال سے زیادہ نہین ہے مقرر کروالینا چاہیے اور
جو کسب و عمل کی طاقت نہ رکہتا ہو اوس سے کچہہ
بہی نہین اور اگر وے اپنی مغلوبیت نہ گوارا کرین تو اونسے
کہا جاے کہ آمادہ لڑائی کے ہو ہم تمسے نہین [illegible] اور
تمہین لوٹینگے اور تمہارے جو لڑکے چہین لینگے
بعد اوسکے یہان تک اونسے لڑے کہ حکومت اسلامیہ
اونپر جم جاے اور فتنہ اوسکے استقلال حکومت کا
فرو ہو جاے اور وے احد الامرین جنکا اوپر ذکر ہوا
قبول کرلین اور صرف خاص تبدیل مذہب کی انتظار
نہ کی جاے فقط یہہ تو صورت جہاد کی ہوئی اسکے سوا
جو تقریرین پادری لوگ مسلمانونکے گمراہ کرنیکے
لیے در باب بیان احکام جہاد کیا کرتے ہین سب جہوٹہہ
ہین اور جو کوئی کچہہ کہے بالکل غلط ہے اب آگے دلیل اوسکے
استحسان کی سنیے دلیل عقلی اس امر کے جواز کی مشتمل
ہے اوپر کئی مقدمون کے پہلا مقدمہ عقلا اور شرعا
باتفاق سائر عقلا و جملہ ملیین مسلم الثبوت ہے کہ آدمی

کے لیے قوت عملیہ کی اصلاح سے قوۃ نظریہ کی اصلاح
مقدم ہے یعنے اعمال کی درستی سے عقائد کی درستی
مقدم ہے اور اسی جگہہ سے یہہ بات ہے کہ اگر کوئی
شخص کتنا ہی بڑا سخی اور مروت والا اور حلیم اور کریم
الطبع اور فروتن اور ہنرمند ہو اگر عیسے کو جہوٹہا اور
فریبیا جانتا ہو تو عیسائیوں سب کے نزدیک وہ شخص آخرت
میں بدتر گنا جائیگا اور شخص ہے جو مثلاً بخیل اور بے
مروت اور درشت طبع اور بدمعاملہ اور بے ہنر ہو
مگر ساتہہ ان سب باتوں کے حضرت عیسے کو اپنے دل
و جان سے سچا اور اپنی شفیع اور ان بری باتوں میں پہنسا
اور خدا کا گنہگار جانتا ہو اور دوسرے کے نزدیک بہی
وہ شخص اچہا ہے و قوف سے وہ ہرا مقدم
تمام اہل تجربہ کے اتفاق سے یہہ بات ثابت ہے کہ دوبارہ
سے بعضی بات کے سمجہنے میں جو غلطی واقع ہو اکرتی ہے
وہ سمجہانے سے کبہی نکل بہی جاتی ہے اور جو بری بات
بعض اوقات دلمیں جم جاتی ہے وہ دوسرے کے
سمجہانے اور بوجہانے سے دل سے مٹ بہی جاتی ہے

اچھی باتوں کا ہمکو سنیگا اور جبکہ اوسکے کان دہرے کے سننے
سے مایوسی ہے تو امید ماننے کی بہت دور ہے اس
صورت میں موافق مقدمہ دوم اور چہارم کے اوسکی
قوم کی سطوت کو توڑنا اور بھی بات والوں کی وجاہت
اور سطوت کو بڑہانا بالبداہت مستحسن بلکہ ضرور ہے
[illegible] الجہاد پر جسکا مدار انہیں [illegible]
ہے کوئی اعتراض عقلی نہیں ہوسکتا مگر یہہ کہ جن باتکو
جہاد والے اچھا سمجھے ہیں وہ بات اچھی ہی نہو یہہ بحث
دوسری ہے اوسکے مباحث کی جگہہ یہہ نہیں ہے اوسکو
علیحدہ طے کر لینا چاہیے اور ہرگاہ اس مسئلے کا حسن
عقلا ثابت ہوا اور از روی تجربہ متحقق بھی ہوا اور اسبات
کہ وہ فائدہ جو ہمنے از روی مقدمات مذکورہ کے بیان کیا
بغیر جہاد سے نہیں حاصل ہوسکتا ہے بلکہ ممتنع ہے
کوئی برہان عقلی قائم نہیں ہوسکتی تو پہر اس مسئلے
سے کے اجرا میں اور نبوت اور رسالت الہیہ میں عقلا کسیطرح
[illegible] نہیں ثابت ہوسکتی اور یہہ مسئلہ عقلا موجب
بطلان نبوت الہیہ نہیں ہوسکتا اور ویسے لوگ جو نبی ہے

ممتنعات عقلیہ کے جواز بلکہ وقوع کے مسئلے کو مانتے

اور مدار نجات کا جانتے ہین یعنے واجب الوجود کا ایک

شخص بہی ہونا اور تین شخص بہی اونکو تو دم مارنے کی

جگہ نہین ہے اور پادری صاحب نے جو اسکے فصل

سیوم مین آیتین معارض آیات جہاد کے نقل کین سو وہ

معارض نہین اور اونکا بیان اسطرح ہے صفحہ

۲۲۸ اور ۲۲۹ لا اکراہ فی الدین اس آیت کا اتنا ہی مطلب

ہے کہ دین کے حاصل ہونے مین اکراہ کو دخل نہین یعنے

کیونکہ دلمین اکراہ سے دین نہین جمتا ہے رہا یہہ کہ جو قرآن

شریف مین حکم ہے کہ فاقتلوہم حیث وجدتموہم سو یہہ

حکم خاص انہین لوگون کے حق مین ہے جو وہان بت پرست

تہے اور موسی اور عیسے کو بہی نہین مانتے تہے اور

پیغمبرون اونکو سمجہانے گذرا انہون نے نہ مانا اور نہ

مانتے کے سوا خدا پرستون اور توحید والون پر طرح

طرح کے انہون نے ظلم کیے او مکر کرتے تہے اور پیغمبر

کے لیے جیسے ہو پاتے اکراہ کرتے اور بد دعا

اور لوٹ لیتے تہے اور انواع انواع فساد کرتے

موقوفی کے لیے برپا کرنے نہے سو صرف اونکی تذلیل
کے لیے حکم دیا کہ اونکو جہان پاؤ لوٹ لو مار ڈالو ہان اگر
مجاہد اسلام قبول کرین تو اونکو چھوڑ دو اس سے مطلب
نہی کہ دلمین اونکے ایمان آجاوے بلکہ صرف بطور تادیب
الہی کے اونکے نسبت یہہ حکم ہوا تہا کہ اونکو ذلیل کرو
اور یہہ حکم قرآن کا عام نہین ہے کہ جو کوئی جب کبہی اسلام
نہ قبول کرے اوسکے مار ڈالو اور مرتد کے لیے جو حکم
ہے کہ بعد فہمایش کے اگر نمانے تو مار ڈالو تو یہہ بہی اسواسطے
نہین ہے کہ اوسکے دلمین ایمان آجاوے بلکہ صرف تذلیل
کے لیے اور بطور سیاست مدنی کے یہہ حکم ہے اور
بڑے ظلم کی بات ہے کہ بادشاہ عادل سے بغاوت
کرنے پر تو قتل باغی مستحسن سمجہا جاوے اور خدا کے ساتھ
بغاوت کرنے والونکا قتل مذموم ہو قولہ در مسودہ ما
مسطور است فذکر انما انت مذکر لست علیہم بمصیطر * اسکا
مطلب یہہ ہے کہ تو صرف نصیحت کرنے والا ہے اور
تو مسلط نہین ہے پس ظاہر ہے کہ جہاد سے غرض
حصول جماعت ہے اور جماعت کا حاصل ہونا موقوف

نصیحت ہے اور جب تک جماعت نہ حاصل ہو تو نبی سوائے
نصیحت کے اور کیا کرے کسی طرح کا تسلط اسکو نہین ہے
اب دیکھیے جہاد کی ممانعت یہان سے بوجھی بھی نہین
جاتی چہ جا کہ ظاہر ہو اور جب ممانعت نہ بوجھی گئی تو آیات
جہاد سے اس آیت کو تعارض نہوا ... کی
نافہمی ہے جو اسکو معارض ... ہین قولہ درسولہ
تو تحریر یافتہ استان تطیعوہ تہتدوا و ما علی الرسول الا البلاغ
* یعنے اگر رسول اللہ کی فرمان برداری کروگے تو منزل
مقصود کو پہونچوگے اور اس رسول کے ذمے کچھہ نہین ہے
بجز پیغام رسانی کے سو اوسمین پیغام مین یہہ بھی داخل
ہے کہ جب تک اجازت جواز جہاد کی حاصل نہو اور تیر
ایسی باتین نہ پائین تو صرف صبر کرنا چاہیے اور ممانعت
جہاد کی یہان سے بھی نہ نکلی تا آیات جہاد سے تناقض پیدا
ہو
دلیل الزامی کافرون کا کفر کی جہت سے قتل
کرنا صرف مخصوص بشریعۃ محمدیہ نہین ہے بلکہ اگلے دینون
مین ہوتا رہا ہے چنانکہ ہندوون کے یہان بڑی پوتھی
بھارت ... پرب دوازدہم مین لکھا ہے کہ راجہ پر تہہ

جو راجہ ہین سکے بعد ظاہر ہوا اور سارے جرسنے اور پیشے
دنیا کے اوسکے وقت سے نکلے ہین اوسکو خداوند تعالی
نے حکم عام دیا کہ لوگون کی میری بندگی کے لیے دعوت کرے
جو بدمانے اوسے مار ڈال اور سنکراچارج جو بعد بکرما
جیت کے ہوا پوتہی مین صاف لکھتا ہے کہ نوج کے
مانے پر آدمیونکا مار ڈالنا جائز ہے اور پارسیون
کے یہان گشتاسپ اور لہراسپ کا زرتشت اپنے
پیغمبر کے کہنے کے موافق دین کا رواج دینا اشمشیرنی
اور نوشیروان وغیرہ عادلین کا مرواڈالنا مزدک
متنبی وغیرہ کو صرف جہوٹے دعوے نبوۃ پر ثابت ہے
اسکی تفصیل یہان ہمین لکہنا ضرور نہین مگر ملت موسوی
کے یہان کی تفصیل اس مسئلے کی بیبل سے نقل کرتا
ہون کتاب خروج باب بست وسوم نسخہ ۱۸۳۱ء ورس
۲۳ فرشتہ من پیش تو خواہد رفت وبسمت خداموریان
وحتیان وفرزیان وکنعانیان وحویان ویبوسیان ترا
خواہد رسانید ورس ۲۴ معبودان انہارا سجدہ مکن وعبادت
ایشان ومباعمال شان موافقت مکن بلکہ ہی باید بہ تحقیق

بالتمام استیصال نمایی و بتہای ایشان را سرتا پا ریزہ
ریزہ کنی * کتاب زبور باب سی و چہارم نسخہ ۱۲ ورس ۱۲
۱۳ آز نہار با سکنہ دیاری کہ متوجہ ان باشی عہدی مبند
مبادا دام قوم تو شوند ۱۳ آ و مذبحہای ایشان را خراب
کنید و اصنام ایشان را بشکنید و قطع اشجار ایشان [illegible] نمایید ۱۴ از انرو
کہ پرستش با معبود دیگر روا نیست بسبب اینکہ خداوندی
کہ اسمش غیور است خدای است غیور * کتاب عدد
باب سی و یکم نسخہ ۱۲ ورس ۷ انہون نے مدیانیون
سے لڑائی کی جیسا یہواہ نے موسے کو فرمایا تہا اور
سارے مردون کو قتل کیا ۸ اور انہون نے اون
مقتولون کے سوا آوی اور رقیم اور صور اور حور
اور ربع جو مدیان کے پانچ بادشاہ تہے اونہین
جان سے مارا اور بعور کے بیٹے بلعام کو بہی تلوار سے
قتل کیا ۹ اور بنی اسرائیل نے مدیان کی رنڈیون
اور بچون کو اسیر کیا اور اونکے مویشی اور چارپایہ
اور مال اور اسباب سب کچھ لوٹ لیا ۱۰ اور اونکی
ساری بستیون اور گہرون اور محلون کو پہونک دیا

حکم دیتے تجھے نہیں کیا تم اور یہہ تجھ سے کہا جاوے اور
تو سنکر پاوے اور تحقیقات [illegible] ہے اور یہہ سچ نکلے
اور یہہ بات یقین کو پہونچے کہ اسرائیل میں ایسا گھنونا
کام ہوا ہے تو تو اوسی مرد [illegible] اوس عورت کو جسنے
تیری [illegible] نہیں یہہ برا کام کیا اپنے دروازہ [illegible]
اور اونپر یہان تک پتھراو کیجیو کہ وے مر جاوین
یہان اتنی ہی بات غور کرنے کے قابل ہے کہ آیا
علت قتل صرف کفر و شرک خدا سے بیان کی ہے یا
صرف اور یہہ اعمالیان اونکی اور واسطے بیان کرنے
تفصیل یہہ [illegible] ات موسوی اور یوشع اور داؤدی جوانوا
[illegible] اور کتاب یوشع اور کتب سموئیل اور سلاطین مین
بخوبی مالامال ہے ایک بڑی اور کتاب چاہیے جسکا
بھی چاہیے اون کتابون کو دیکھے اور پولس
اپنے نامہ موسومہ عبرانیون کے باب یازدہم میں تنوع
حالات انبیا کے بیان میں لکھتا ہے نمبر ۱۲ اور یہہ
دو دیگر چہ گویم کہ مرا وقت کفافت نخواہد کرد اگر در بارہ جدعون
و بارک و سمسون و یفتح و داؤد و سموئیل پیغمبران گویم

که مفصلاً بیان نمایم ۳۳ که ایشان از راه ایمان بر ممالک
غلبه نموده و به نیکو کرداری پرداخته و آخذ وعده ها گردیدند
و دهان شیران را بند نمودند و تیزیهای شمشیر رستگار
شدند و از ضعف بقوت رسیدند و در جنگ دلیر شدند
قلعهای بیگانگان را منهدم ساختند * یهان بهی دیکهنی
اور یاد رکهنی کی یهه بات هے که حضرت داؤد کی تدبیر
کو پولوس نیکوکرداری مین گنتا هے اور کهتا هے که وہ
لوگ بزور مقاتله بهی فتحیاب هوے تهے پس اب
دیکهیے پادری فنڈر صاحب ان لڑائیون کی کیا خوب
تاویل کرتے هین قوله باب سیوم فصل پنجم صفحه ۳۶۱
نهایت بیجا است که از علماے اسلام مقدمه جدال و قتال
بنی اسرائیل کنعانیان را و غزوات داؤد را امیال آورده
میگویند چنانکه به بنی اسرائیل قتل و جدال کنعانیان جائز
و حلال بود بهمان طریق جهاد در راه دین محمد نیز جائز
گردید و حال آنکه ادعای مذکور محض از ندانستن و نفهمیدن
مطلب توریت است زیرا که خدا در توریت به بنی اسرائیل
نفرموده بود که نخست به کنعانیان تکلیف ایمان نمایند تا اگر

ہر گاہ تکلیف را استفا نگردند ایشانرا قتل و غارت سازند بلکہ حکم
خدا این بود کہ انہارا بجہت گناہان کثیرہ و اعمال قبیحہ قتل عام سازند پس
مدعای جنگ بنی اسرائیل تکلیف اہل کنعان نبود بلکہ غضب
الہی بود کہ خدا بوساطت بنی اسرائیل در پاداش اعمال
قبیحہ ایشان بظہور و انجام رسانید و ہمچنین مدعای
جنگ و جدال داؤد در راہ دین نبودہ است بلکہ چون
بادشاہ بود جہت استقلال امر سلطنت خود جنگ و جدال
می نمود * پادری صاحب سے یہان جی بہرکے سواد
تحریف کی ڈی اور توریت سے معنون کو بالکل بدل ڈالا
مین پوچھتا ہون کہ بالفرض اگر وے مقابلے واسطے حضرت
موسے اور حضرت یوشع سے بالکل خدا سے مطیع اور
منقاد ہو جاتے تب بہی بجہت اپنے اگلے اعمال قبیحہ
مستحق مار ڈالنے کے ہوتے یا نہوتے اگر نہوتے تو تمہارا
مطلب ثابت ہوا کہ صرف تکلیف شرعی کے لیے ان سے
ساتہ مقاتلہ کیا گیا اور تکلیف شرعی کے لیے قتل کرنے
کو کیا خدا ان کے حق مین ہم بہی غضب الہی جانتے ہین یعنی حکمت
الہی نہین جانتے اور اگر کہیے کہ اگرچہ وے تائب ہوتے

۵۷۱

اور حضرت موسے اور یوشع کی تابعداری کا اقرار کرنے

تب بھی مارڈالنے کے قابل ہوتے تو ہمارے یہاں تین جواب

ہیں اول یہہ کہ مجرد احتمال وہمی بیکار اہمارے الزام کو رفع

نہیں کرسکتا اسلیئے کہ کوئی لفظ اور کوئی قرینہ تو بیت کے

ان مقاموں میں ایسا نہیں ہے جس سے یہہ موجود ہو

دوسرے یہہ کہ اصول میں شناعت عقلی اس مسئلے پر عائد ہوتی ہے

یعنے ایک کافر اگرچہ بعاجزی پیش آوے تو بھی اوسے

مارڈالیئے نہ کہ ہمارے یہاں کے مسئلے پر کہ اگر کوئی کافر جزیہ لیکے

بعاجزی پیش آوے اور گڑگڑا اپنے لگے اور اپنے جان بچا

نیکے لیئے کہے میں اپنے برے کاموں سے

تائب ہوا اسلیئے کہ شاید رفتہ رفتہ اوسکے دلمین بھی

نیکیوں کی خوبی جم جاوے اور نیکی اونہیں عمل میں لاوے

تیسرے یہہ کہ یہہ سخن محض غلط ہے کیونکہ کتاب استثنا کے باب

بیستم میں یوں لکھا ہے نسخہ ۱۰ اوس آ اور جب تو قتال

کے لیئے کسی شہر سے نزدیک ہو تو پہلے صلح کا پیغام کر

تب یوں ہوگا کہ اگر اونہوں نے صلح قبول کی اور دروازے

کھول دیئے تو ساری خلق جو اوس شہر میں ہے

تیری خراج گذار ہوگی اور تیری خدمت کریگی نسخہ ادبا توریت
سنہ ۱۸۲۵ ورس ۱۱ فان قبلت یعنی الصلح وفتحت لک الابواب
فکل الشعب الذی فیہا یکون لک عبیدا یعطونک الجزیۃ
* یعنی سب غلام لونڈی ہو جاینگے اور جزیہ دیا کرینگے اور
یوشع کی کتاب کے پہلے باب کا ورس آخر یہہ ہے نسخہ ۱۸۳۹
ہر آنکہ نمرد حکم تو کند و در ہر چہ بفرمائی کلمات ترا اطاعت نکند مقتول
شود نسخہ سنہ ۱۸۲۵ جو کوئی کہ تیرے حکم کی مخالفت کرے اور تیری
ساری باتونکا جو تو اوسے بتلاوے فرماوے شنوا نہو مار ڈالا جاوے
* دیکھو [illegible] جیسے بعبارۃ النص مفید ہین اسبات کے کہ اگر وے
لوگ [illegible] ہین فرمان بردار نہی ہوسکے اور یوشع کی کرنے نہ
[illegible] مار ڈالے جاسکتے یہان سے صاف ثابت ہو گیا کہ پادری صاحب
نے محض مغالطہ دہی کے لیے یہہ کہا ہے کہ اون پیغمبرون کے
مقاتلات مین دعوت اور استدعای اطاعت کا مضمون نتہا
اور پادری صاحب نے جو لکہا ہے کہ صرف اون مقتولون کے
اعمال قبیحہ کے عوض مین یہہ کیا گیا تہا سو اگر یہہ مطلب ہے
کہ اونکی بت پرستیون اور شرک کی باتون سے یہہ معاملہ
اونسے ہوا تو ہمارا مطلب ثابت ہوا یعنی جہاد اسی کو کہتے ہین

اور اگر مراد اونکی یہہ ہے کہ کفر و شرک باعث اونکے قتل و غارت کا نہیں ہوا تھا بلکہ صرف اور اعمال قبیحہ باعث اونکے قتال و جدال کے ہوئے تو محض غلط ہے اسلیے کہ اون درسون سے جو ہم اوپر لکھہ آئے ہین صاف ظاہر ہے کہ صرف بت پرستی اونکی علت اونکے قتل و غارت کی واقع ہوئی یہان تک کہ ایک عورت فاحشہ نے جو حضرت یوشع کے جاسوسون کی مہمان داری کی تھی تو بروقت فتحیابی کے حضرت یوشع نے قتل عام کے حکم سے اوس عورت کو مع اوسکے لواحقون کے مستثنے کردیا تھا کہ اسکی تفصیل یوشع کی کتاب کے چھٹین باب کے درس ۲۲ سے ۲۵ تک لکہی ہے اور پولوس کے خط موسومہ عبرانیون کے باب یازدہم کے درس ۳۱ مین اوسکی تصدیق ہے پس معلوم ہوا کہ بداعمالی کو مطلق ان معاملات مین دخل نتہا ورنہ عورت فاحشہ کا بچا لینا کیونکر درست ہوتا اور یہہ جو پادری صاحب نے کہا کہ یہہ قتل و غارت بطور غضب الہی کے تہا تو اسکا مطلب اگر یہہ ہے کہ کنعانیون کو بت پرستی کے سبب سے تا وقتیکہ وے گردن

حکم نہ کہین مار ڈالنا اونکے حق مین انکا غضب ہے اور
یہہ دنیا نہین ہے جیسے پیغمبر لوگ مار ڈالے جاتے ہین
کہ وہ اونکے حق مین رحمت الٰہیہ ہے تو ہمارا عین مطلب ہے
اور ہم بہی جہاد کو درحق کفار غضب الہی سمجہتے ہین اور اگر یہہ
مراد ہے کہ جسطرح قوم نوح اور قوم لوط پر عذاب آسمانی
اوترا تہا اوسیطرح اوس قتل و غارت کا بہی معاملہ تہا
سو اسکے بہی تین جواب ہین اول یہہ کہ یہہ تمہارا تحرد احتمال
وہمی ہمارے الزام کو رفع نہین کرسکتا ہے اسلیے کہ کوئی
لفظ انمضامون مین اسطرح کا نہین وارد ہے جس سے
تشبیہ مذکورہ کا مضمون کچہہ بہی صحیح بوجہا جاسے دوسرا
یہہ کہ وہی مضمون درگذر کرنیکا بوقت صلح اور عطا سے
جزیہ اور فتح باب قلعہ وغیرہ کا لحاظ کرو کہ یہے باتین صاف
دلالت کرتی ہین کہ اونکے حق مین وہ مقاتلہ اسیطرح
کا غضب الہی تہا جسطرح پر ہم جہاد کو کہتے ہین نہ کہ اوسطرح
پر جو قوم نوح اور لوط پر اوترا اسلیے کہ کوئی شرط اوس
کے اترنے کے باب مین نہین ہوتی تہی بلکہ دفعۃً بعد
سرنامون کے عذاب اونپر نازل ہو گیا تیسرا یہہ کہ اگر یہہ

تکذیب ہوتی ہے اسلیے کہ وہ اونکے اسبابکو منجملہ نیکوکاری
لکہتا ہے دور صورت اول ہمارا مطلب حاصل ہوا
کہ سلطنت بڑہانا بہی پیغمبرونکا منجملہ نیکوکاری ہوتا ہے اور
جو کوئی نیکوکاری کو بدکاری کہے تو وہ خود بدکار ہے رہا
مسئلہ مرتد کا کہ وہ مار ہی ڈالا جاے تو وہ ایسی بات ہے
جیسے کتاب خروج کے بائیسوین باب مین ہے لنسخہ ۱۸۲۵
درس ۲۰ جو کوئی یہواہ کے سوا کسی معبود کی نذر چڑہاوے
وہ مار ڈالا جاے* اور کتاب استثنا کے بات ۱۳ ہفدہم
کے آدان درسون کو جو مینے نقل کیے پہر ملاحظہ کیجیے
کہ ان مقامون مین کسی قوم خاص کی تخصیص نہین ہے بلکہ
مطلق بنی اسرائیل کے حق مین یہہ فرمایا ہے مگر ہماری
شریعت مین اتنا اور بڑہا دیا گیا کہ پہلے اوسکو سمجہانا چاہیے شاید
محض غلط فہمی سے وہ مرتد ہوگیا ہو اور توریت مین تو اتنا بہی
نہین ہے پس عقلاً ہمارے یہان کا مسئلہ مستحسن ٹہرا یا توریت
کا ذری انصاف کیجیے اور یادری لوگ اس مقام مین یہہ
بہی مغالطہ دیا کرتے ہین کہ اگر مسلمانون مین شمشیر زنی
نہوتی تو اونکا دین نہ پہیلتا صرف تلوار کے زور سے

وہ دین پھیلایا گیا ہے **جواب** اُس تقریر کا مطلب ہم
آج تک نہیں سمجھا ظاہرا یہی مطلب معلوم ہوتا ہے کہ جو دین
بلا شمشیر زنی پھیلے سو یقیناً حق ہے اور جو شمشیر زنی سے پھیلے وہ
عام ہے اس سے کہ مشکوک اور باطل ہو یا نہو اگر یہی مطلب
ہے تو محض جھوٹھہ ہے کیونکہ اگر یہہ بات سچ کہی جاوے
تو چاہیے کہ اگلے عربوں کی بت پرستی اور اسیطرح
انگلستان کی اگلی بت پرستیان اور ہندوستان کی بھی
اور لاسینیگرو اور بودہ کا مذہب اور نانک شاہی اور
کبیر پنتھی اور ملاحدہ مانی نقاش اور حقی شان نمو دیون کا
مذہب یہہ سب حق ٹھہریں اسلیے کہ ان دینوں میں سے کسی
کسیکے لیے کسیسے شمشیر زنی نہیں کی حالانکہ یہہ بات بالاتفاق
باطل ہے اور چاہیے کہ تیرہ برس کے اندر قبل اجراے
جہاد کے جو سیکڑوں آدمی مسلمان ہوے کہ اونمین بعضے
جہابذہ علماے یہود اور امراے نصاری سے بھی داخل ہیں
اور سواے مشرکین عرب کے جو اور لوگ مثل اہل فارس
اور اشیای روم اور ترکستان اور مصر او حبش اور
بعضے یہود اور نصاری کے بعد اجراے جہاد

مسلمان ہوئے تو پھر بھی حق تھا چاہیے کیونکہ اونپر اکراہ
نہیں ہوا تھا حالانکہ آپ لوگ نہیں حق جانتے اور جو قسطنطین
اول کے جانشین ششم سے فرمان عام جاری کیا تھا
کہ جو عیسائی نہو وہ مار ڈالا جاوے اور اسطرح جو اکثر
ملوک فرنگ سے آگے صرف دین کے باعث خونریزیاں
کی ہیں اور ایسے ہی اسباب سے دین عیسائی فرنگستان
میں بہت پھیلا اور مستحکم ہوا چنانچہ انگریزی تاریخین
اسکی گواہ ہیں اور ڈاکٹر پیلڈر کی تاریخ میں بھی مجملا یہہ
حال لکھا ہے تو چاہیے بطریق اولی باطل ہوا اسلیے
کہ دین اسلام میں بخصوص مشرکین عرب اور اقوام
عرب اور کل ماعدا اسکے سے یہہ حکم کسی سے نہیں جاری
کیا تھا کہ جو مسلمان نہو سو مار ڈالا جاوے بخلاف فرمان
جانشین ششم قسطنطین اول اور احکام اور ملوک فرنگ کے
کہ وے سب بر سبیل اکراہ فی الدین کے جاری ہوئے
تھے حالانکہ یہہ بھی اب نہیں مانتے اور اگر اوس سے
کا یہہ مطلب ہے کہ جو دین شمشیرزنی سے قائم ہو سو
باطل ہے اور جو بلا شمشیرزنی پھیلے وہ عام ہے اس لیے

کہ مشکوک اور باطل ہو یا نہو اور اوسکے دو جواب ہین اول یہہ
کہ سوای مشرکین عرب کے اور کسی قوم کے لیے بالجبر اکراہ
کے دین کے لیے شمشیر زنی اصول اسلامیہ مین داخل نہین
ہے اور مشرکین عرب کے لیے جو شمشیر زنی بالجبر اکراہ
کے ہوئی تو بعینہ ویسہی تہی جیسے حضرت موسے اور حضرت
یوشع نے کنعانیون وغیرہ سے کی اوسکی چاہیے کہ دین
موسوی بہی باطل ٹہرے اور اگر کہیے کہ بعضے جابرہ ملوک
اسلامیہ نے اور جگہہ بہی بالجبر اکراہ سے شمشیر زنی کی تو
اول اسکا ثبوت چاہیے علاوہ برین اگر کسی نے کی تو خال
خال کہین اتفاقیہ بر سبیل ندرت کے ہوگی معہذا اوسے
شمشیر زنی سے کچہہ دین نہین پہیلا جیسا بغیر شمشیر زنی
کے خلفای راشدین اور اونکے تابعین بالاحسان کے
ہاتہہ سے پہیلا پس جابرہ کے اکراہ کرنے سے اصل
دین باطل نہین ہوسکتا ورنہ چاہیے کہ قیصر
ہاتہہ سے بہی جو اکراہ ہوا تو دین عیسائی باطل ہو جاے
حالانکہ اسکے آپ قائل نہین ہین دوم یہہ کہ کوئی برہان
عقلی اسبات پہ قائم نہین ہے کہ جبر یا سکتے لیے شمشیر زنی

کیسا ہی وہ باطل ہی ہو بلکہ بداہۃً عقل حاکم ہے کہ حق یا باطل
ہونا کسی مذہب کا اور سخن ہے اور شمشیرزنی کرنا یا نکرنا
دوسرا سخن ہے اسکو مذہب کے حق و بطلان مین
کچھ دخل نہین ہے اور اگر اوس مناسبے کا یہہ مطلب
ہے کہ اگر حکومت اسلامیہ کا پایہ بلند نہوتا تو دین اسلام
نہ پہیلتا سو اسکا جواب یہہ ہے کہ یہہ تو ہم پہلے کہہ آئے
کہ جب تک وجاہت اور سطوت کا پایہ بلند نہین ہوتا ہے
تب تک مخالفین جنکی قوم بر سر سطوت ہوتی ہے کسیطرح
بات کے شنوا نہین ہوتے چنانکہ اسی جہت سے جب تک
انگریز لوگ ہندوستان مین ملوکانہ داخل نہین ہوئے کوئی
کرشٹن نہین ہوا اور جب تک امریکہ مین عیسائی لوگون کی
حکومت نہین ہوئی کوئی شخص وہان عیسائی نہین ہوا اور
جب تک فرنگستان مین شاہنشاہ [illegible] عیسائی نہین ہوا تب
تک عیسائی وہان کچھ [illegible] چلا تہا اور جب تک
اگبرٹ شاہ نشین انگلستان کا عیسائی نہین ہوا کوئی
وہانکا آدمی عیسائی نہین ہوا تہا اور قیصر اور اگبرٹ
کا نصرانی ہونا اسیطور پر ہوا جسطرح اکبر بادشاہ ملحد ہوگیا

پا اور بہت سے آدمی دیکھے کہ باوجود ثروت اور مکنت کے
صرف بسبب بہشت کے دین موروثی سے پہر جاتے ہین علاوہ
برین ازروی تجربہ ثابت ہے کہ جس مذہب مین پرستش
مادیات کی اور اسقاط قیود شرعیہ کی گرم بازاری ہوتی
ہے وہ مذہب بہ نسبت اوس مذہب کے جسمین تشبیہات
ہے تیزی اور تنزیہات پر ذرا مدار ہوتا ہے بہت زیادہ
پہیلتا ہے چنانکہ اسی جہت سے جب تک مذہب عیسوی
اصول حقہ پر رہا یعنی حضرت عیسی خدا نہین ٹہرائے
گئے اور تکلیفات شرعیہ کے سقوط کا مسئلہ نہین جاری
ہوا مذہب عیسوی کچہہ بہی نہین پہیلا اور جبکہ حضرت عیسی
کی پرستش اور تکلیفات شرعیہ کا سقوط منجملہ اصول دین
عیسوی ٹہرائے گئے تو جوق جوق لوگ اوسمین داخل
ہوئے اور جبکہ اوسکے ساتہہ سلطنت قیصریہ منضم ہوئی
تو پہر وہ مذہب خوب پہیل گیا چنانکہ جسنے اس مضمونکی نسبت
اون لوگون کو جنہون نے تواریخ اہل فرنگ کی دیکہی
ہوگی اور شیوع ملت عیسویہ کے وجہون کی اون تاریخون سے
تفتیش کی ہوگی ایسی ہوگی جیسے دوپہر کے افتاب کی تصدیق

ہوتی ہے جو ایک جیلے ڈاکٹر شیلڈر کی تاریخ سے میں بیان
کرتا ہوں کہ اوس سے بھی فی الجملہ میری اس بات کی
تصدیق ہوتی ہے اور بعضے حالات اور بھی متعلق اسکے
ظاہر ہوتے ہیں دفتر اول باب چہل و پنجم فصل سیوم
استنباط میں رواۃ کے آرا مختلف ہیں کہ ابتدا میں جینا
دین کے رسوم کس ڈہب کی تھی اور انتظام اوسکا
کس نوع کا تہا اور نہ فقط کاٹہولک اور پروٹسٹنٹوں کے
درمیان اس امر میں رائے کا اختلاف ہے بلکہ پہلے
فرقے کے مختلف گروہوں میں بھی چنانچہ لودری اور کالونی
میں بھی رد و بدل ہے علاوہ اسکے ایک رای یہہ بھی
ہے کہ ہمارے مسیحی اور اوسکے حواریوں نے اپنے
دین کے خالص احکام کے مطابق وعظ اور نصیحت کی
ترویج پر اکتفا کیا اور اسباط پیرویون کو مختار چہوڑا
کہ اپنے اپنے ملکی رسوم کے موافق اپنے لیے قواعد
عبادت کے ٹہراویں علاوہ ایسی شرع عیسی اور حواریون
کے طرف منسوب کرنا اس طریقہ باحت عامہ کو تو غلط
اور محتاج بہ ثبوت ہے ہاں شاید لوتہس نے ایجاد کیا

ملکون مین کامران تہے اور اونہین بہی درجے اونچے مقرر
ہوگئے اور سب آبا قدیم کا سردار روم کا اسقف ٹہرا * اور
فصل ہشتم مین لکہا ہے * پہر کلیسا نے ایک بدعت نکالی
جو منجر بسوی شرک تہی اور انہون نے بہت سے مقدسون
اور تبرکون کی پرستش اغاز کی اور علاوہ اسکے اور بہت سے
نئے احکام نکالے * اور صاحب سیر المتقدمین عیسائی
اور [illegible] بہی [illegible] مورخین نے لکہتے ہین کہ
[illegible] بعد اسکے قسطنطین اول جو عیسائی ہوا تہا اوسکا
جانشین سوم جولین نامی صحبت مین مجوسیون کے
مرتد ہوگیا جانشین ششم نے باتفاق اہل دربار کے
ایک فرمان جاری کیا کہ ساری رومی سلطنت مسیحی ہوجاوے
اور جو مسیحی نہو سو مار ڈالا جاوے * پس دیکہیے جبکہ
قسطنطین اول ایک عیسائی کے صحبت سے عیسائی ہوگیا تہا
[illegible] اوسکا [illegible] اس سے معلوم
ہوا کہ صرف صحبت کی [illegible] سے بہی دین ناحق متعدی
ہوتا ہے اور یہہ بہی ثابت ہوا کہ شمشیر زنی سے جو قوت
پہیلے سو وہ ناحق نہین بہی ہوتا ہے اور [illegible]

بہزادون کی عشقبازی بھی ہم آغوش ہو تو اور بھی سلسلہ
سکے نزدیک وہ دین ناحق نہیں ہوتا ہے بالجملہ رواج تحریر
کا بغیر شمشیر زنی نہ موجب اوسکی حقیت کا ہوتا ہے اور نہ
رواج اوسکا بشمشیر زنی موجب اونکے ابطال کا ہے
اور صرف سطوت فرمان روائی سے کہ جیسے دین
کا پھیلنا بھی دو طرح پر ہوتا ہے ایک یہہ کہ اہل سکوت
کی فروتنی اور مروت اور سخاوت اور عدم تنگ گیری
اور تہذیب اخلاق اور حسن اعمال اور زہد اور
اور بندگیان باعث ہوئی ہین جیسا ہمارے یہان پہلے
پہنچنے والون کے ہاتھ سے ہوا جون جون انکے آثار
کم ہوتے گئے دین کی ترویج کم ہوتی گئی گو کہ سطوت
اور طمطراق ظاہری اور چیزون سے پھیلا تو بڑھتا گیا
اور بعد اوس زمانے کے جو پھیلا تو اکثر بزرگون کی
کرامتون سے پھیلا اور دوسری طرح یہہ کہ تنگی معاش
رعایا اور نفع حکام اور زبردستی حاکم کی باعث ہو جیسا اس
ہم دین عیسائی کے رواج مین دیکھتے ہین سوای اون
لوگون کے جو تنگ ہو کے بہت رہے اور الواب

معیشت سے کے اوپر بند ہوا ہے اور کوئی بہت کمتر عیسائی ہوتا ہے
مگر شاذ و نادر اور اسطرح پر جیسا قسطنطنین اول کا پوتا مجوسی یا
اکبر بادشاہ بیدین ہوگیا اب میں پوچھتا ہون کہ کتاب
خروج کے بابو نمبر سے ظاہر ہے کہ سب بنی اسرائیل بموجب
حکم الہی ہوا اور موسیٰ کے مصریونسے کرورون روپیے
کا چاندی سونا از قسم زیور اور ظروف اور اسیطرح کپڑے
بھی عاریت لیکر مصر سے روپوش ہو کے بھاگے سو
عاریت لیکر کافرون کا اسباب اور دغے سے بھاگنا
ہماری شریعت مین جائز نہین ہے اور توریت مین اسکا
حکم ہوا پس شناعت عقلی کسمین ہے اور تقاضا ہے روح
کو ایسے احکام رفع کرتے ہین اور انجیل اول کے
باب بیست و یکم کے درس ہجدہم اور نوزدہم مین لکھا ہے کہ حضرت عیسیٰ
ایک انجیر کے درخت پر صرف اس جہت سے کہ اوسمین
پھل نتھے خفا ہوئے پس جمادات پر خفا ہونا عقلاً کمال
جہالت کی بات ہے اور اوسی انجیل کے تئیسوین باب
مین دیکھئے کہ حضرت عیسیٰ نے کون سا مرتبہ درشت گوئی کا
اوٹھا رکھا جو یہودیون کے خطاب مین اونکے کفریات پر

کہ انجیلوں میں جن باتونکو پادری صاحب موجب رفع تقاضا
روح سمجھے ہیں دو حال سے خالی نہیں توریت میں وہ
باتیں ہیں یا نہیں اگر ہیں تو محض سرقہ ثابت ہوا انجیل
کی بذاتہ کچھ تعریف نہ نکلی اور اگر نہیں ہیں تو دو حال سے
خالی نہیں اون باتونکا نہونا موجب بطلان اوس کتاب کا ہے
ویسی باتیں نہوں ہو سکتا ہے یا نہیں اگر ہو سکتا ہے تو توریت
باطل ہوئی اور اگر نہیں ہو سکتا ہے تو بالفرض محال
کہ قرآن شریف میں ویسے باتیں نہوں تو بھی قرآن نہیں
باطل ہو سکتا ہے چہ جائکہ ویسے باتیں اور اوس سے
بہتر بھی قرآن میں ہوں اور میں سچ کہتا ہوں کہ
انجیلوں میں کوئی بات جو عقلاً علی الاطلاق مستحسن ہو
ایسی نہیں ہے جو کسی دین میں اوسکا استحسان نہ
مذکور ہو کل سرسبد سب باتونکا عیسائیوں کے
نزدیک یہہ ہے کہ انجیل میں لکھا ہے کہ دشمن سے
[illegible] کرنا چاہیے [illegible] کے بدلے میں بھلائی
کرنا چاہیے سو میں کہتا ہوں کہ آیا یہہ امر وجوبی ہے
یا استحبابی اگر وجوبی ہے تو کئی قباحتیں لازم آویں گی

اول یہہ کہ آیا اسکا وجوب ایسا ہے کہ جس دین مین
اوسکا وجوب نہو سو وہ دین باطل ہے تو چاہیے
کہ توریت باطل ہو اسلیے کہ اوسمین کہین اوسکے وجوب
کا ذکر نہین چنانکہ یہودیون اور عیسائیون کا اسپر اتفاق
ہے اور اگر ایسا نہین ہے تو کچھ اعتراض نہین دوسری
یہہ کہ جیسے احکام سیاسات متعلقہ فوجداری عدالت
بلکہ عدالت دیوانی کے بھی اہل حکومت ملت عیسائیہ
کے ہاتون سے ابتدا سے ابتک ہوئی اور ہوتے جاتے
ہین موجب کمال عذاب اخروی اور ناخوشنودی
حضرت حق ہو اور سراپا کارخانہ عدالت کا عین ظلم
ٹھہر جاوے اسلیے کہ طالب اپنے حق کا بموجب ارشاد
[illegible] سوی ناحق پر ہے پس اوسکی اعانت ظلم کی اعانت
ہے اور اگر دشمن سے [illegible] دشمن مراد ہے تو باتین
بست سیوم مین انجیل اول کے حضرت عیسے نے یہودیو
کو حد سے زیادہ جو گالیان دین تو ظلم کیا اور منافات
ہوسوہ اور پوشیدہ بہت بڑا ظلم ٹھہرا تیسری یہہ کہ انجیل
سے فی الجملہ بدلا لینا بھی نکلتا ہے چنانکہ پہلی انجیل کے

اٹھارہوین باب کے پندرہوین اور سولہوین فقرہ سے پوچھا جاتا ہے تو سبب سے وہ مسئلہ وجوب کا باطل ہوگیا اور اگر وجوبی نہین ہے اور دشمن سے مراد دشمن دنیوی ہے تو قران شریف مین کئی جگہہ لکھا ہے کہ عفو بہتر ہے چنانکہ الکاظمین الغیظ والعافین عن الناس کی علانیہ تعریف لکھی ہے اور وتواصوا بالصبر وتواصوا بالمرحمہ اور ایثار دوسرے کا اپنی جان پر اور اور باتین مواساۃ اور شفقت علی خلق اللہ کی قران مین اتنی ہین کہ انجیلون مین نہین ہین چنانکہ بہت لوگ کہتے اور کرتے آئے ہین جیسا سعدی نے فرمایا ہے بدی را بدی سہل باشد جزا* اگر مردی آحسن الی من اسا* بالجملہ دشمن دنیوی سے انتقام نہ لینے کو اچھا کہنا اگر موجب ہوا ہے تو کیا کہ جس کتاب مین ایسا حکم لکھا ہے وہ کلام الہی ہے تو چاہئے کہ کتب حکمت عملیہ قدیمہ یونانیہ ورپارسیہ اور ہندیہ کے جو حضرت عیسیٰ کے زمانے سے پہلے کے ہین سب کلام الہی ٹہر جائین دیکہو یہہ کیسی سفاہت کی بات ہے کہ صرف مستحسنات عقلیہ کے ذکر کرنے سے

کتاب کو کہنا کہ یہہ کلام الہی ہے یہہ سوا ہے اوس شخص کے
جسکی عقل بالکل کہو گئی ہو اور کون کہیگا انجیل میں بہت باتین
خلاف استحسان عقلی لکہی ہین اور منظر سرسری سے
دیکہی ہین اونہین سے جو سر دست یاد پڑتی ہین وہین
لکہتا ہون دیکہیے تقاضا ہے روح کو کیا ایسی باتین منع
کرتی ہین حاشا و کلا مگر اونہین [illegible] جو معارض قرآن شریف
کے نہین ہین اونکو تکذیبا ہین نقل نہین کرتا [illegible] خداوند انبیا
[illegible] انبیا علیہم السلام کی تکذیب اور توہین ہے [illegible] کہیے مگر [illegible]
پادریصاحبون کے الزام کے لیے نقل کرتا ہون اور بعضی
باتونکا پتا اسی جگہہ دیتا ہون اور بعضی باتونکا پتا اسی جلد
کتاب کے اوراقون سے مل سکتا ہے اور بعضی ایسی
ہین کہ اگرچہ انجیل مین اپنا نہین مذکور ہین مگر عیسائیون کے
عقیدے مین داخل ہین جیسے کہ ہمارے عقیدے مین لا اله
الا الله محمد رسول الله داخل [illegible] کسی [illegible] اونکو
انکار نہین ہے [illegible] کی کتابون مین لکہا ہے کہ خدا
آدمیون کے بنانے سے بہت شرمندہ ہوا اور پچتایا از انجملہ
اوسی مین لکہا ہے کہ خدا آدمی بن کر رات بہر یعقوب [illegible]

نی لڑتا رہا اور جب مغلوب نکر سکا تو اوسکے پانوُن کی نس چڑہا کر
دی ہے مارا ازانجملہ خدا اسحٰق کی دعا کو جو عیص سے کے حق میں
انہون نے کی تہی یعقوب سے کے حق میں سمجہا ازانجملہ گوسالہ
پرست اور بت پرست کو نبی کرنا کہ عین زمانہ نبوۃ میں انہون نے
گوسالہ پرستی کروائی اور بت پرستی کی جیساکہ معاذ اللہ حضرت
ہرون اور حضرت سلیمان سے کے نسبت توریت میں لکہا ہے
ازانجملہ زبور یکصد و چہارم میں لکہا ہے کہ ہوا سے بدلیون
اپنا مرکب بنایا [illegible] ہوا کی بازوُون پر وہ سیر کرتا پہرتا ہے
ازانجملہ زبور ہفتاد و ہشتم میں لکہا ہے کہ خدا نیند سے چونکا اور زاد
انند پہلوان مخمور کے عربدہ کیا اور اپنے دشمنون کی پچہاڑی
ماری ازانجملہ خدا مریم کے پیٹ مین نو مہینے رہا اور پیدا ہوکر
لیتی پر سے بنتے جب جوان ہوا تو یحیی پیغمبر کا مرید ہوا اور آخر کو
ملعون ہو کر تین دن دوزخ میں رہا ازانجملہ خدا نے موسی سے
[illegible] بنی اسرائیل سے کہہ کہ فرعونیون [illegible] زیور طلائی اور
برتن نقرئی وغیرہ اور کپڑے اونسی عاریت لیوین اور
لیکر وعدہ سے بہاگ جاوین ازانجملہ خدا نے موسی کو حکم دیا کہ
بدون تبلیغ دعوت اپنے مخالفون اور اونکے زن و فرزند

اور نہیں نہیں بچون کو مار ڈالوا اور انکو بالکل لوٹ لو اور چہوٹی
لڑکیون کو اپنے لیے رہنے دو ازانجملہ موسے کو حکم دیا جو کوئی
غیر خدا کی نذر مانے اوسے مار ڈالو یعنے بدون فہمایش اور بدون
انتظار توبہ کے ازانجملہ انجیلون مین ہے کہ خدا کا احمقانہ کام
آدمیون کے عاقلانہ کام سے بہتر ہے ازانجملہ انجیل مین ہے
کہ مردون کو واجب ہے کہ عورتون کو جدا کرین مانند اپنے بدن کے
ازانجملہ انجیل سے ظاہر ہے کہ اپنی عورت کا زنا اگرچہ ثابت ہو
تب بھی اوسکو سزا مت دو ازانجملہ یہی انجیل والا گیارہوین
باب کے نوین درس مین حضرت عیسے کا قول نقل کرتا ہے
کہ یحیی کا مرتبہ نبی سے زیادہ ہے اور پھر گیارہوین درس مین کہا کہ یحیی
سے زیادہ بزرگ کوئی آدمی نہیں ہوا ہے پھر اوسی جگہہ یہہ بھی کہا کہ
آسمانی بادشاہت مین جو چہوٹا ہے وہ بھی یحیی سے بڑا ہے اور سب
عیسائی بالاتفاق کہتے ہین کہ آسمانی بادشاہت عبارت ہے راہ نجات
سے ہے اب دیکہیے ان سب باتون کے ملانے سے ظاہر ہوتا ہے کہ جو تمام اشخاص
سے زیادہ بزرگ ہے یعنے یحیی وہ آسمانی بادشاہت مین نہین داخل
ہوگا اور آسمانی بادشاہت والا اگرچہ کمترین ہو وہ حضرت عیسے اور
یحیی سے بھی افضل ہے ازانجملہ اوسی باب کے بارہوین

ورس میں ہے کہ یحیی کے وقت سے ابتک آسمان کی بادشاہت پر جبر اور زبردستی کیا کرتے ہین اور زبردستا اوسے چھین لیتے ہین* دیکھو یہہ کیسی بات ہے راہ نجات پر زبردستی اور اوسکا چھین لینا کیسا انتہا اونجملہ پہلی انجیل کے دسوین باب مین ہے نسخہ ۱۸۳۱ ورس ۳۴ یہہ گمان مت کرو کہ مین ملاپ کرانے آیا ہون ملاپ کروانے نہین آیا ہون تلوار چلوانے آیا ہون ۳۵ مین اسلیے آیا ہون کہ مرد کو اوسکے باپ سے اور بیٹون کو اونکی ماسے اور بہو کو اوسکی ساس سے جدا کروں * حالانکہ خود ہی کہا تہا کہ مبارک وے ہین جو صلح کروانے والے ہین وے خدا کے فرزند کہاینگے * چنانکہ اوسی انجیل کے پانچوین باب کے نوین درس مین ہے یہہ کیسی باتین خلاف تقاضاے روح انسانی ہین انتہا اونجملہ اوسی انجیل کے بارہوین باب مین ورس ۴۳ سے ۴۵ تک حضرت عیسے سے نقل کیا کہ ناپاک روح جب آدمی سے جدا ہوتی ہے اور سوکھے مکان مین آرام ڈہونڈہتی ہے اور نہین پاتی ہے تو جہان سے نکلتی ہے وہان آتی ہے اور اوس مقام کو اچہا پاک دیکھ کر سات روحین ناپاک اور بولا لاتی ہے وے سب ملکر وہان رہتی ہین * اور دیکھو کہ مطلق روح

بعضے بعضے ظالم بادشاہ ایک مدت تک اپنے لوگون پر آپ ظلم کیا کرتے
ہین اور اونکی سلطنت شخصی قائم رہتی ہے چہ جائکہ مخفی چنانکہ انگلستان
کی تواریخ سے ظاہر ہے کہ آگے وہان بھی بڑے بڑے ظالم بادشاہ
گذرے ہین معہذا وہ سلطنت قائم رہی ہان یہہ صحیح ہے کہ اگر
برابر ہمیشہ ویسا ہی ظلم ہوتا رہے تو البتہ سلطنت قائم نہین رہ
سکتی ہے سو حضرت عیسے کا زمانہ بہت قلیل تہا اونکی مدت
قلیلہ تک اگر رکھین دیوؤنکا اپنے لوگون کے خلاف مرضی اونپر
ظلم کرنا اور اوسکی سلطنت مین خلل نہ پڑتا تو ممکن تہا علاوہ
برین دیوؤنکا باز رکہنا آدمیون پر ناحق تصرف کرنے سے
ظلم نہین بلکہ عدل ہے پس اگر دیوؤنکا سردار اپنے لوگون
کو ظلم سے باز رکہتا تو چاہیے کہ موجب بقا اوسکی سلطنت
کا ہوتا نہ کہ موجب زوال کا از انجملہ پہلی انجیل کے باب بست
وسوم کے ورس سی وپنجم مین ہے کہ ہابیل نیک کے خون سے
لیکر زکریا کے خون تک سبکا خون تم پر پڑیگا دیکھو یہہ کیسی
بات ہے بیگناہ کوئی پکڑے جائین اور لوگ سبب از انجملہ
احکام عشرہ کے بیان مین توریت مین لکہا ہے کہ بدکارونکا
بدلا اولاد سے تیسری چوتھی پشت تک لیا جاتا ہے * دیکھو

سے تا ۱۰ جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ
نے منجملہ احکام عشرہ ابدی البقا کے ایک حکم کو بالکل متروک
کیا ہے یعنے اکرام والدہ نکیا از انجملہ اوسی انجیل کے [illegible]
باب کے ورس ۱۴ سے ۱۵ تک جو لکھا ہے اوس سے
ظاہر ہے کہ نبی سے کیسے ہوتے ہوئے اوسکے امتی کو زنا
کرنا نہ چاہیے سو دیکھو یہ بات کیسی تقاضای روح کے
خلاف ہے از انجملہ اوسی انجیل کے باب پانزدہم کے
ورس ۲۲ سے ۲۸ تک جو لکھا ہے اوس سے ظاہر ہے
کہ اوس کا کہنا جو اپنا دکھ کہے تو اوسے بڑا کہنا اور اپنے
قوم کے مقابلے میں اوسے کتا کہنا درست ہے از انجملہ
اوسی انجیل کے باب بست و یکم کے ورس ۱۸ و ۱۹ سے
ظاہر ہے کہ حضرت عیسیٰ نے ایک بات پر غصہ ہوئے تھے دیکھو یہ
بات تقاضای روح کے کیسی خلاف ہے از انجملہ حضرت
عیسیٰ نے کہا ہے کہ جس وقت تارے آسمان سے گرینگے
اور چاند اور سورج بے نور ہو جاینگے تجھے سب آسمان پر
سے آتے دیکھینگے اور اوس وقت تک اس زمانے
کے لوگ زندہ رہینگے ٭ دیکھو یہ بات پوری نہی ہوئی

اور انجمله اوسی انجیل کے باب نوزدهم کے درس بست و هشتم
سے ظاهر هے که حضرت نے اپنے باره شاگردون کو فرمایا
که جب ابن آدم یعنی مین اپنے تخت حشمت پر بیٹهونگا تم بهی
باره تختون پر بیٹهوگے * حالانکه اونهین باره هون مین سے
ایک بقول اهل اناجیل حضرت عیسے کی شب شهادت کو
مرتد هو گیا اور انجمله اوسی انجیل کے چوتهے باب مین
[illegible] درس [illegible] اوسوقت شیطان اوسے شهر
مقدس مین لے گیا اور بڑی عبادتگاه کے کنگرے پر
کهڑا کرکے اوس سے کها که اگر تو خدا کا بیٹا هے تو آپ کو
نیچے گرا دے الی قوله یسوع نے کها که تو اوس خداوند
کو جو تیرا خدا هے امتحان مت کر * دیکهو اگر امتحان دینا
مقصود تها تو شیطان کے کهنے سے کنگری پر سے [illegible]
کیسی حرکت هے کیا روح حضرت عیسے کے حق مین ایسی
هی تعلیم دیتی تهی اور انجمله گیارهوین باب کے درس
۲۹ سے ۳۰ تک حضرت عیسے کا قول لکها هے که میرا جوا
آسان هے میرا بوجه هلکا هے اور باب هفتم کے درس
۱۳ سے ۱۴ تک لکها هے که نجات کی راه تنگ هے اور

دشوار گذار ہے ان دونوں مضمونوں کے ملانے سے ظاہر
ہوتا ہے کہ حضرت عیسے کی پیروی میں نجات نہیں ہے
از انجملہ اوسی باب کے پچیسویں درس میں ہے نسخہ
۳۹ سنہ ۱۱ اے باپ آسمان و زمین کے مالک تیرا شکر کرتا ہوں
کہ تو نے ان چیزوں کو حکیموں اور عاقلوں سے چھپایا اور
لڑکوں پہ کھولا ۲۶ ایسا ہونے میں تیری یہ رضامندی تھی
تھی * دیکھو حق بات کا چھپا رہنا موجب رضامندی خدا
کیونکر ہو سکتا ہے اور بقول پادریوں کے معلوم ہوتا ہے
کہ فہمیدہ آدمیوں کے نزدیک حضرت عیسے کے لیے
لوازم نبوۃ نہیں ثابت ہوئے تھے صرف بیوقوفوں نے
اونکو نبی سمجھا تھا انتہی بالجملہ ایسی باتیں جو اور یوں خصوصاً
پولوس کے خطوں میں بہت ہیں اور ایسی باتیں ہونی
کی دستاویز انکار واقع ہوتی ہیں مگر میں بفضلہ تعالے
حضرت موسے اور حضرت عیسے علیہما السلام کی نسبت
سوء ظن سے بری ہوں بالجملہ انجیلوں میں اون باتوں کے
سوا اور یہ باتیں جو ہیں اونکو بلکہ اونکی ساری تعلیمات کو میں
پوچھتا ہوں کہ وہ بے سبب موافق اون علامتوں کے ہیں

جو پادری صاحب نے الہام حقیقی کے شناخت کے لیے
بیان کی ہین یا نہین ہین اگر نہین ہین تو بقول پادری صاحب کے
انجیلین الہام حقیقی نہین ہین اور اگر ہین تو مین پوچھتا ہون کہ
تعلیمات توریت کی اوسکے موافق ہین یا نہین ہین اگر نہین ہین
تو توریت الہام حقیقی نٹھہری اور اگر موافق ہین تو بقول پادری صاحب
کے سرقہ لازم آیا کہ اونہون باتون کو توریت سے لیکر انجیلین
بنائی ہین اور بعضے پادری لوگ اپنی نافہمی سے کہتے
ہین کہ معجزات بینہ کا ظہور موجب ثبوت نبوۃ اور مفید تصدیق
[illegible] ہے سوا اوسکے ہم پوچھتے ہین کہ ایک
شخص موافق توریت و انجیل کے تعلیم دے اور معجزہ ظاہر
نکر سکے اور یہ کہے کہ مین نبی ہون تو چاہیے کہ وہ نبی برحق شمار
کیا جاوے سچ ایسی بات وہی شخص کہیگا جو تقاضاے رو
انسانی سے بالکل بے بہرہ اور نابلد ہے انتہی میزان
حق کے پہلے اور تیسرے باب کا جواب ہو چکا اور ہیمشہ
جو اوسکے جوابون کے ادا کرنے مین یہہ طریقہ اختیار کیا
کہ پادری صاحب کی مقبول تقریرین نہین لکھین اور ہیاں ہر
لفظ لفظ [illegible] نہین کیا سوا اسکا سبب [illegible]

کہ طرز بیان اور تقریرین لا طائل اگر صرف دو ہی تین رسالون
مین پادریونکے ہوتین اور وے لوگ ایسے ہوسکتے کہ اونکے
تقریرون کی لغویت کے ثابت کر دینے سے اور پادری لوگ
سرنگر بیان ہو جاتے اور اور صاحبان انگریز اونکو آیندہ ویسی
لغو تقریرین کرنے سے منع کر دیتے تو البتہ اون تقریرونکے
لفظ لفظ کے بحث کا لطف تہا اور ہرگاہ ایسا حال نہین ہے
بلکہ ہزارون پادری اسی کام کی روٹی کہاتے ہین اور
یہی اونکی معاش ہے کہ اور باتون پر اعتبار نہین
کیا کرین عام اس سے کہ معقول ہون یا نا معقول اور یہ
نت نئے رسالے بیسیون دیا لکہہ لکہہ کر چہپوایا کرین
اور اپنے لڑکے بالون کے پیٹ پالنے کے لیے شب و روز
اسی کام مین مصروف رہتے ہین اور ہمیشہ اگر کسی پادری
کی بعضی تقریرون کی نامعقولیت ثابت کر دیجئے تو اور کوئی
عیسائی متاثر نہین ہوتا اور اونکو سمجہاتا نہین ہے کہ
ایسی نامعقول تقریرین نکیا کرو ایسی صورتون مین بہلا ہم لوگ
کہ اشاعت دین کا پیشہ نہین رکہتے اور صاحبان عالیشان
انگلیسیہ باوجود دوست رکہنے مناظرہ معقول کے مناظرہ

کرنے پا صرف اونہین کو ذکر کہتے ہین اور رادرنقت والون کو
اس کام پر کچہہ نہین دیتے کہان تک پادریون کی تقریرون کے
لفظ لفظ سے بحث کرین اتنا ہی غنیمت ہے کہ
اہالیان سرکار کمپنی نفس الاعتراضات کے جواب
دینے کو منع نہین کرتے اور جو اونمین حکمت پسند ہین
وے سخن معقول کو جو معرض جواب مین لکہا جاتا ہے
پسند کرتے ہین اور نفس الاعتراضات محصور
ہی ہین اسلیے صرف انہین کے جوابون پر اکتفا کرنا
مستحسن معلوم ہوا جاننا چاہیے کہ جیسا ہیون
کو جسقدر گنجایش فی الجملہ معقول گفتگو کی بمقابلہ اہل
اسلام ہے سو اوسیقدر ہے جو رسالے
مذکورہ مین ساتہہ اور نامعقول تقریرون کے مندرج
ہے اور دوسرے رسالہ تحقیق دین حق مین جہان تک
کہین تہوڑا سا میزان الحق کی بعضی باتونکا پر تو ہے
وہ تو البتہ فی الجملہ معقول ہے اور باقی قدر کثیر اوسمین
میزان الحق کی نامعقول تقریرون سے زیادہ تر نامعقول
بیان ہے چنانکہ اوس دوسرے رسالے مین جابجا مین

ہین یہ پہلا باب اوسکا خلاصہ مطلب یہہ ہے کہ قرآن
و حدیث مین بعضی باتین ایسی مذکور ہین جنسے ظاہر ہوتا ہے
کہ خداوند تعالے قدوس اور عادل اور رحیم اور عالم الغیب
اور صادق القول اور غیر متغیر نہین ہے سو اولاً باب ربط
فصل ۹ سے تا صفحہ ۳۲ یہہ اعتراض کرتے ہین کہ اس
قسم کی آیتون یعنی لقد ذرءنا لجہنم کثیراً من الجن والانس
کہ فنڈر صاحب نے بھی اپنے رسالے مین اوسکو نقل کیا
ہے اور ختم اللہ علی قلوبہم و علی سمعہم اور لو شاء اللہ
لجمعہم اور یہ من یشاء اللہ یضللہ ومن یشاء یجعلہ علی صراط مستقیم
اور انہین مضمون کی حدیثون سے خدا کی قدوسیت اور
عدالت اور رحمت مین نقصان لازم آتا ہے * جواب
ایسی آیتون اور حدیثون کے جمع کرنے سے دو باتین
ثابت ہوتی ہین ایک تقدیر کا مسئلہ اور دوسری یہہ
کہ آدمیون کے افعال بہ نسبت الہی ظہور مین آتے ہین
تقدیر کے معنے ہمارے اصول مین یہہ ہین کہ جو کچھ
عالم ظہور مین موجود ہوتا ہے منجملہ جواہر ہو خواہ منجملہ
اعراض سبکا اندازہ ظہور کا یعنی یہہ کہ کیا اور کون

اسیطرح پر ہے کہ معلومات حضرت حق جل و علے کا ظہور
نہین ہوتا ہے مگر بموجب اوسکے ارادے کے نہ کہ اور کسیکے
ارادے سے اور جس چیز کو خداوند تعالے نے اپنے عرصۂ
ظہور مین ذوی علم اور صاحب ارادہ بنایا ہے مثلاً انسان
کو سو اوسکے ارادے کے آثار نہین متفرع ہوتے ہین
اسیطرح پر کہ اوسمین ارادہ الہی کو دخل نہو بلکہ جسطرح انسان
کی ہستی حدوثاً اور بقاءً ہر آن حضرت وجود واجب کے
فیض ارادے کی محتاج ہے اوسیطرح انسان کے
ارادے کے آثار بھی حدوثاً اور بقاءً اوسی فیض کے
محتاج ہین سو اگر اس مسئلے کی دقت کا لحاظ ہوتا اور توریت
و انجیل مین اوسکی تنصیص مفسراً ہوتی تو بحول اللہ و قوتہ بتصدق
نعال مقدسہ غلامان شاہنشاہ دوجہان حضرت سرور کائنات
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے اس مقام پر
اس مسئلے کے ثبوت کی دلیلین اور اوسپر جو خطا ہوا
تھا جستین وارد ہوتی ہین اوسکے رفع کی تقریرین تحقیقی
وضع پر لکھتا ایسی کہ سننے والون کو خدا چاہتا تو مزا ملتا مگر
[illegible] مسئلہ مفصلاً مذکور ہے

تو صرف جواب الزامی پر اکتفا کرتا ہون جاننا چاہیے کہ جواب
الزامی اوسکا دو طرح پر ہے ایک اجمالی دوسرا تفصیلی جواب
اجمالی یہہ بات بالاتفاق مسلم الثبوت ہے کہ خدا ہر چیز کو
اوسکے ظہور سے پہلے جانتا ہے اور یہہ بھی بالاتفاق
مسلم الثبوت ہے کہ آدمی کو مع اوسکے لوازم اور خواص کے
خداوند تعالے نے بنایا ہے یعنے جیسی اوسکو ہستی
دی ہے ویسی ہی آدمین قوت ارادہ وغیرہ کی ہستی کو بھی
دبعث کیا ہے مگر وے دونو باتین متفق علیہ ہیں
تو ہم کہتے ہین کہ خداوند تعالے پہلے سے جانتا تھا
کہ فلانے فلانے لوگ ازروی اپنے فہم و ادراک اور
ارادے اور قدرت کے قتل عیسوی کے درپے ہونگے
اور تدبیرین کرکے مارڈالینگے اور یہہ بھی جانتا تھا
کہ جو لوگ مرتکب ایسے امر قبیح کے ہونگے وے میرے
غضب مین گرفتار اور جہنم مین ہمیشہ کے لیے اوسمین گرکے
سے داخل ہونگے اور باینہمہ خداوند تعالے نے اون
لوگون کو پیدا کیا اور اونکی ذات کے پیدا کرنے پر اکتفا نہین
کی بلکہ اونکو ادراک اور ارادہ وغیرہ بھی دیا اور علاوہ اوسکے

حرکت پر اونہین مستوجب عذاب ابدی بہی کیا اسصورت مین
بقول پادری صاحب کے اوسکے پیدا کرنے سے اسطرح
پر سراسر اوسپر ظلم ہوا اور معاذ اللہ خداوند تعالے ظالم
اور بے رحم اور غیر مقدس بہی ٹہرا پس جس قباحت کی
جہت سے پادری لوگ اوس مسئلہ مشیت سے منکر
تہے وہی قباحت بعینہا عائد ہوئی جواب الزامی تفصیلی
کتاب خروج کے ساتوین باب مین خطاب خداوند تعالیٰ
حضرت موسے اور حضرت ہارون علیہما السلام سے
یون منقول ہے نسخہ ۱۸۲۵ اور سطر ۳ و ۴ مین
فرعون کے دلکو سخت کرونگا وہ تمہارا شنوا نہوگا * اور
اوسی باب مین اوسکا مصداق مولف توریت نے یون نقل
کیا ہے سطر ۱۳ اور ۱۴ مین فرعون کے دلکو سخت کردیا کہ
وہ جیسا کہ خداوند نے فرمایا تہا شنوا نہوا * دیکہو پہر کیا فرعون
لیکن باوجود اوس عدم شنوائی کے مورد غضب الہی نہین ہوا
اور کیا جہنم مین نہین گیا اور اگر ایسا ہوا تو بقول پادری صاحب
کے خدا ظالم اور بے رحم ٹہرا کہ آپہی بشنوا نہونے دیا
اور آپہی اوسکے شنوا نہونے پر اوسکو عذاب مین ڈالا

فرماتا ہے کہ میرے سوا کوئی نہیں ہے چہ جائیکہ تین شخص قدیم
بالذات اور غیر مخلوق اور قادر مطلق اور خدا ہوں اور
پہلی انجیل کے گیارہویں باب میں ہے نسخہ ۲۵ اور ۲۶ وہ سب
باتیں جو ان کو نہیں او سکے بہت سے معجزے ظاہر ہوے
... کرنے لگا کیونکہ انہوں نے توبہ نہیں کی تہی الی قولہ
۲۵ او سی وقت یسوع پہر کہنے لگا کہ اے باپ آسمان
اور زمین کے مالک میں تیرا شکر کرتا ہوں کہ تو نے
... سے اور عاقلوں سے چہپایا ہے اور
لڑکوں پر کہولا ہے ۲۶ ہاں باپ ایسا ہوا کہ تیری
رضا مندی یہی تہی * دیکہیے حضرت عیسیٰ اسبات کو کہ جو لوگ
اپنی تئیں دانشمند جانتے تہے اور اپنی عقلوں پر مغرور
تہے حضرت عیسیٰ کی حقیقت اور حقانیت نہ دریافت کر سکے
اور جو لوگ اُمّی اور نادان کہلاتے تہے وے اوس
کی حقیقت اور حقانیت دریافت کر ... لئے خداوند
تعالیٰ کے طرف منسوب کرتے ہیں کہ یہی تیری خواہش
... کے معنے یہاں خوشنودی کے
... الٰہی اور اگر خواہش اور مشیت کے

ہین تو ہمارا عقیدہ ثابت ہوا اور چونکہ اوسپر حضرت عیسیٰ شکر
کرتے ہین تو بقول پادریصاحب کے اوسکے دو نون خدا ظالم
اور بے رحم ٹھہرے ہان اتنا فرق البتہ ہوا کہ آسمان پر والا خدا تو خود مرتکب
ظلم کا ہوا اور خدای مجسم زمین پر والا مرتکب ظلم نہین ہوا مگر اوسپر
خوش ہوا اور ظلم پر خوش ہونے والا بھی بالاتفاق ظالم ہے اور
دوسری انجیل کے چودھوین باب مین جہان حضرت عیسیٰ
کی شب شہادت کی باتین لکھی ہین یون لکھا ہے ۱۱۲۶
ورس ۳۵ زمین پر گرکے دعا مانگی کہ اگر ہو سکے تو یہ
گہڑی مجھسے ٹل جاوے ۳۶ اور کہا ابا باپ سب کچھ
تجھ پاس ممکن ہے اس پیالے کو مجھسے ٹال
کو مجھسے دور کر لیکن جسطرح تو چاہتا ہے نہ اوسطرح
جو مین چاہتا ہون ٭ دیکھو دوسرا خدا زمین پر
والا اپنی جسمیت کے راہ سے اپنی مشیت کا قصور بیان
کرتا ہے اور اپنی شہادت کو خدا کے جسمیت کے
رو سے ہوئی آسمان والے خدا کے مشیت کے
مین داخل کرتا ہے تو شاید بقول پادریصاحب
اپنے کو ظلم سے مبرا کرتا ہے اور دوسرے خدا آسمانی

والے کو ظالم ٹھہراتا ہے کیونکہ بار بار کہتا تھا کہ میرا مارا جانا ظلم
سے ہوگا اور تیسری انجیل کے بائیسویں باب میں حضرت
عیسی اپنے گرفتار اور قتل ہونے کی نسبت فرماتے
ہیں نسخہ ۱۸۱۹ ورس ۲۲ فرزند انسان بحسب تقدیر
بیدرد لیکن واسطے برانکس کہ اوراگرفتار کیا ہے نسخہ
۱۸۲۵ ابن آدم جیسا مقدر ہے جاتا ہے لیکن اوس شخص پر
جسکے سبب سے وہ پکڑوایا جاتا ہے واویلا ہے*
پکڑے جانے کے سبب سے یہاں کیا مراد ہے اگر اپنا اظہار دین
اور دعوی صداقت مراد ہے تو اوسپر واویلا کیسا
اور اگر یہودا سے اسخر وطی گرفتار کروانے والا مراد ہے
تو وہی بات ہماری ثابت ہوتی کیونکہ حضرت عیسی نہیں
پکڑے گئے مگر مقدر سے اور مقدر کے معنے نہیں ہیں
مگر وہی تقدیر الہی اور پکڑوانے والا بھی یہی ہوگا اسصورت میں
وہی مشیت الہیہ بامور قبیحہ اور بقول پادری صاحب کے
ظلم اور بے رحمی حضرت حق تعالے اللہ عن ذالک علواً
کبیرا کی لازم آتی ہے بالجملہ ایسے مضامین مقدس بیبل میں بہت
ہیں مگر مجھے سردست معلوم نہیں ہوتے علاوہ بریں خدا تعالی

بالاتفاق علی الاطلاق اسباب پہ قدرت رکہتا ہے یعنی

آدمی ہے جس کام کو چاہے ہونے دیوے اور یہی ہندا

وہ کسی شخص کو شرارت کرنے سے باز نہین رکہتا

اور جانتا ہے کہ اس شرارت سے ہمیشہ کی آگ مین

پڑیگا پس بالبداہت بقول پادری صاحب کے بے رحمی اور

خلاف قدوسیت اوسکی ثابت ہوئی اور پادری صاحب لوگ

ایسے مسئلون کی اگر کچھ تاویل کرسکتے ہین تو قرآن

حدیث کی ایسی باتون کی تاویل کرلین تکذیب کرنیکی کوئی

وجہ نہین ہے غایت الامر یہہ کہ اسمین تاویل کی

اشعریہ وغیرہ فرقہاے مجبریہ انسانیہ کی لازم آویگی

سو آپ کیسے قرآن کی تکذیب کرکے اپنی ہین ہلاکت ابدی

مین کیون ڈالتے ہین مین سچ کہتا ہون کہ مسئلہ تقدیر

و مشیت سے کچھ خلاف عدل و رحم اور تقدس درحقیقت

نہین لازم آتا ہے اور جو بظاہر لازم آتا ہے سو صرف

اسی جہت سے لازم آتا ہے کہ صفات اور افعال الہیہ کے

لیے جو الفاظ مستعمل ہین بعضے لوگ جانتے ہین کہ اونہا

لفظون کے جو معنے آدمیون مین

میں بھی ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہے الفاظ تو البتہ مشترک ہیں
مگر معنوں کی حقیقت جداگانہ ہے مثلاً سمیع کہ آدمی کو بھی کہہ
سکتے ہیں اور اللہ کو بھی کہتے ہیں لیکن معنے کی حقیقت
ایک نہیں ہے آدمی کی سماعت کی اور حقیقت ہے اور
خداوند تعالیٰ کی سماعت کی وہ حقیقت نہیں ہے چو بشنوی
سخن اہل دل مگو کہ خطا است سخن شناس نہ دلبرا
خطا اینجا است باینجا عدل و رحم کے معنے خداوند تعالیٰ
میں اس طرح پر نہیں ہیں جو آدمی میں ہوتے ہیں اعتراض
صفحہ ۱۴۳ ملائکہ کے سجدہ کرنے کو جو آدم کے لیے کہا
پادری صاحب کہتے ہیں کہ بت پرستی اور ناپاک کام ہے
جواب تحقیقی سجدہ اور عبادت مترادف نہیں ہیں صرف
عبادت سے یعنی اعتقاد رکھنا اس بات کا کہ بڑائی کی بات میں
ماسوا سے مستغنی اور بے نیاز ہے اور اس قسم کی
تعظیم کی نیت سے کوئی کام کسی کے لیے کرنا یہ البتہ مختص
واجد حقیقی معبود کل کائنات کے ساتھ اور موجودات میں سے
کسی کی نسبت اعتقاد رکھنا یا اس کے لیے کوئی کام کرنا
[illegible] اور ناپاک کام ہے جیسا اہل تثلیث کرتے ہیں

کہ ہین شخص اُس مرتبے کے ٹھہراتے ہین اور ہندو لوگ
دس شخص اور صرف سجدہ یعنی کسیکے سامنے سر کو زمین پر
رکھہ دینا علی الاطلاق ناپاک کام نہین ہے ہان اگر اوس
قسم کی تعظیم کی نیت سے کرے جو اوپر لکھی گئی تو البتہ
عبادت ہوگی جواب الزامی کتاب پیدایش کے باب
سی و ہفتم کے ورس ہفتم مین حضرت یوسف کا جواب لکھا ہے
کہ انہون نے دیکھا کہ چاند اور سورج اور گیارہ تارے
مجھے سجدہ کرتے ہین اور اوسی باب کے ورس دہم
مین حضرت یعقوب نے اوسکی تعبیر یون کی ہے کہ
یوسف کو اوسکے والدین اور گیارہ بھائی سجدہ کرینگے
اور باب سی و چہارم کے ورس بست و ششم مین جو لکھا ہے
اوس سے ظاہر ہے کہ انہون نے مصر مین یوسف کو
سجدہ کیا سو کیا یوسف نے خواب مین یہ دیکھا تہا کہ حضرت
یعقوب وغیرہ اونکو معبود جانینگے اور کیا یوسف کو
انہون نے اپنا معبود ٹہرایا تہا جسطرح عیسائی لوگ
حضرت عیسی کو اور ہندو لوگ راجچندر اور کنہیا کو ٹہراتے
ہین حاشا و کلا محض غلط ہے اعتراض صفحہ ۱۵ آیہ

کہ نساؤکم حرث لکم فاتوا حرثکم انی شئتم کو لکھہ کر کہتے ہین
کہ فلانے فلانے مفسرون نے جو اسکے معنے لکھے
ہین ہمین بیان کرتے شرم آتی ہے * شاید اون مفسرون
نے یہان وہ معنے بہی لکہی ہونگے جو شیعون کے یہان
مقرر ہین سو اونکے لکہنے سے اور شیعون کے اون
معنون کے مقرر کرنے سے قرآن شریف پر اعتراض
نہین ہو سکتا کیونکہ انی شئتم کے معنے صرف یہی نہین
ہین کہ جدہر سے چاہو بلکہ یہہ بہی ہین کہ جسطرح سے چاہو
اور حرث کا لفظ کہ اوسکے معنے ہین کہیتی مشعر بتوالد و تناسل
ہے اور اذی کا لفظ کہ اوسکے معنے ہین نجاست اور
وطی فی الحیض کے ممانعت کے اسباب مین دوسری
جگہہ قرآن شریف مین مذکور ہے یہہ دونو لفظین مقتضی ہین
کہ یہان انی شئتم کے وہی دوسرے معنے مقصود ہین
یعنے جسطرح سے اپنی زوجہ سے صحبت کرو کرا سکی
تقسیم کرنے والون نے چہتیس قسم پر کی ہے
اور اوس آیت کے شان نزول سے بہی یہی ظاہر
ہے اور اگر فرقہ مختلفہ اسلامیہ کی اختلافی باتون سے

سخن کے بحث مین آگے مین لکھہ چکا ہون اور اگر زنان
محلّلہ سے صحبت کرنے اور اوسکو اپنے لیے جائز الصحبت
ٹہرانے سے پادری صاحب کے گمان فاسد مین کچھہ نبوت
نبوت مین خلل لازم آتا ہو تو محض ضلالت ہے اور ایسا
ہی خلل بزرگترین انبیائی یسوع مین بہی لازم آچکا چنانچہ
اسکی بحث بہی مفصلاً اوپر گذری ہے اور پادریون کو شرم
نہین آتی کہ اونکی انجیل سے ظاہر ہے کہ بہت بیعصمت اور
زناکار عورتون کو کہ جنکی نسب مین دو جگہہ لفظ زنا تہا
ان سبکو خدا نے اپنا بیٹا اور نبی برحق اور شفیع مطلق
اور رئیس الابدی ٹہرایا ہے اور اوسکے کسی فضیلت و عزت
مین خلل نہین آیا اور ایک نبی کو زنان محلّلہ سے صحبت
کرنے کی اجازت دی اور اوس نبی نے جو اونکی صحبت
کو اپنے لیے جائز ظاہر کی تو اسمین خدا شہوت پرست
ٹہر گیا اور نبی غیر نبی ہوگیا اس بے انصافی کا جواب
خدا سے ملیگا **اعتراض** صفحہ ۲۳ یعنی روایتون مین
آیا ہے کہ ایک عابد مغرور بمقابلہ ایک عاصی شرمسار کے
جہنم مین بہیجا گیا اور وہ عاصی شرمسار بہشتی ہوا

اسٹیباولیصاحب کہتے ہین کہ یہہ خلاف عدل ہے

جواب تیسری انجیل کے اٹھارہوین باب مین بعینہ ولیسا ماجرا لکھا ہے جو وہان سے مینے ہین وہی اوس روایت کے بھی ہین **اعتراض** صفحہ ۲۳۳ ایک روایت مین آیا ہے کہ ایک شخص نے اپنی انگلیان کاٹ ڈالی تہین کہ اوسکے صدمے سے مر گیا سو وہ پیغمبر خدا کی خدمت مین حاضر ہونے کی برکت سے بخشا گیا اور ایک روایت مین آیا ہے کہ امت گذشتہ اسرائیلیہ سے ایک شخص نے سو خون کیے تہے اور پہر اوسنے توبہ کی تو بخشا گیا یہہ سب باتین خلاف عدل ہین اور پہلا باب خدا دوسری روایت کے بہی ہے کہ جسمین وارد ہے اپنی تئین آپ مار ڈالنے والا جہنمی ہے **جواب** ہمارے اصول مین داخل ہے کہ سواے کفریات کے باقی گناہ دو قسم کے ہین صغیرہ اور کبیرہ اگر کبایر سے آدمی اچہی طرح بچتا رہے تو گمان غالب ہے کہ صغائر بخش دیے جائین بشرطیکہ اونپر تعمداً اصرار نہو ورنہ وہ بہی منجملہ کبائر ہو جاتے ہین اور کبائر دو قسم ہین ایک حق اللہ ایک حق العباد پہلے قسم

کے کبائر کے نسبت یہہ گمان ہے کہ بے توبہ معاف نہیں ہو سکتے الا ماشاء اللہ خدا اگر بعضون کو بخشش بہی دیے تو ہو سکتا ہے جیسا حضرت عیسے نے فرمایا کہ دولتمند ملکوت مین داخل نہین ہو سکتا جب تک اونٹ سوئی کے ناکے سے نہ نکل جاے ہان مگر اللہ کے نزدیک سب ممکن ہے اور دوسرے قسم کے کبائر کے نسبت گمان ہے کہ جب تک صاحب حق عفو نکرے خدا معاف نکریگا اور جو معاصی صرف استغفار سے بخشے جاتے ہین وے برکت بعضے حسنات کے بہی بخشے جاتے ہین اور حق العباد بخشے جانے کی یہہ بہی صورت ہوتی کہ خداوند تعالے اہل حق کے دلکو کسیطرح سے خوش کر دیے کہ وہ اپنے ظالم کو اپنا حق بخش دیے بالجملہ جسطرح خداوند تعالے نے اسباب جلب لعنت اور عقوبت کے تکوینًا اور تشریعًا مقرر کیے ہین اوسیطرح اسباب جلب رحمت اور مغفرت کے بہی تکوینًا او تشریعًا ٹہرائے ہین اور ہر دو از ند اون سکے اثر دنکا مخصوصیات المزجہ نشوہ کسیکو نہین معلوم ہے گوکہ توعید اثار اور نیکے از ردی شرع

سے کہ معلوم ہون طبیبے اکثر ماکولات اور مشروبات وغیرہ
سے کہ اثر ونکا موازنہ نوعی از روی تجربہ سب اطبار حاذقین
کو معلوم ہوتا ہے مگر موازنہ آون اثر ونکا از روی افراد
شخصیہ افراد بشری سے کہ بہت دشوار ہی ہے بعض
شخصیونکو کبہی معلوم ہو جاتا ہے جب یہہ بات ٹہر چکی
از روی عقل ظاہر ہین سے کہ ہی گنہگار سے بلا عقوبت
چہوڑ دینے مین مخالفت عدل کی نہین ثابت ہو سکتی
جب تک موازنہ حسنات اور سیات شخصیہ کا جسکا بسبب
طبیعت شخصیہ کے حسن اور بہی سے کہ دربارہ کیفیت اور
کمیت آثار احسان اور اساءۃ سے کہ معلوم ہو کر یہہ ثابت نہ
ہو لے کہ فلانے شخص مین اثر حسنات کا کم ہے اثر
سیات سے ہان اگر کسی دلیل سے پہلی یہہ ثابت
ہو لے کہ فلانے شخص مین اثر سیات کا غالب ہے
اور باوجود اسکے خدا نے اوسے بخش دیا تو البتہ عقل ظاہر
مین اوسے کہہ سکتی ہے کہ یہہ معاملہ خلاف عدالت
ہوا اور دنیا کے انتظام کی عدالت نوعیہ پر عاقبت کی
عدالت شخصیہ کو قیاس کرنا حماقت ہے پس جب

قواعد مذکورہ کے امتناع اور بطلان پر کوئی برہان
عقلی یا شرعی نہ قائم ہووے تب تک کسیکا کوئی اعتراض
ویسا جیسا پادری صاحب بیان کرتے ہین نہین لگ
سکتا ہے مگر اس بحث مین از روی توریت
وانجیل کے جو اعتراض قائم ہوتا ہے مین نہین جانتا کہ
کوئی پادری اوسکو مرتفع کر سکے اور وہ یہ ہے کہ کتاب
خروج باب ۲۰ مین درضمن احکام عشرہ کہ حضرت
موسی کو عیسائیون کے نزدیک دو لوحون پر صرف
وہی لکھکر دیے تھے اور وے ممتنع النسخ ہین لکھا ہے
نسخہ ۱۸۲۵ء ورس ۵ لانی اللہ ربک القادر الغیور
مطالب بذنوب الآبا مع البنین والثوالث والروابع
لشانئی ۶ وصانع الاحسان لالوف من محبی وحافظی
وصایای نسخہ ۱۸۲۵ء اسلیے کہ مین یہوواہ تیرا
خدا غیور ہون آبا کی بدکاریون کی سزا اونکے لڑکون
کو جو میرا کینہ رکھتے ہین اونکے تیسری اور چوتھی نسل
تک دینے والا ہون اور اونہین سے ہزارون پر جو
مجھے دوست رکھتے ہین اور میرے حکمون کو حفظ کرتے ہین

رحم کرنیوالے والا ہون نسخہ ۳۹ ۱۸ ازان رو کہ من خداوند خدا ہیے تو غیور ہستم انتقام گیرندہ گناہان پدران از اولاد تا سیوم وچہارم طبقہ کسانیکہ مرا دشمن دارند ورحم کنندہ بہ ہزاران از کسانیکہ مرا دوست دارند و احکام مرا ادا نمایند* دیکھو یہہ کیسی ظلم کی بات ہیے کہ باپ دادے جو خدا سے دشمنی کرین اوسکا بدلا اونکی چوتھی پشت تک لیا جاوے اور یہہ بات کیسی خلاف عدالت ہے کہ ایک دوستی کرنیوالے کے ہزار دن تک کے گناہ نبخشے ہوا خذہ نہو اسمقدمے مین عقل حیران ہیے کہ گویا خدا ظلم کا دوستدار ہیے کہ ایسی آئتین نازل کیا کرتا ہیے اور زبور یکصد ونہم کے درس دوازدہم مین یون ہیے نسخہ ۱۰۹ ۱۲ کسیے مباد کہ دست شفقت برا ہیے وے دراز کند وکسیے مباد کہ بر یتیمانش مہربانی کند* دیکھو گنہگار دونکے حق مین دعا ہیے بدکی اور یہہ ظاہر ہیے کہ یتیم طفل غیر مکلف ہوتا ہیے سواوسپے بھی بددعا دی حالانکہ وہ گنہگار ہو ہی نہین سکتا یہہ کیسی ظلم کی دعا کلام الٰہی مین ہیے اور تیسری انجیل کے گیارہوین باب مین ہیے

نسخہ ۳۹ سے ۱۹ ادرس ۱۵ ہابیل کے خون سے لیکے زکریا
کے خون تک جو قربانگاہ اور ہیکل کے بیچ مار گیا میں تمسے
سچ کہتا ہون کہ سبکا بدلا اس زمانے کے لوگون سے
لیا جایگا * دیکھو یہان دو طرح کا اشکال ہے ایک
تو یہی کہ گناہ کرے کوئی اور اوسکے ساتھہ پکڑے
جاوین اور لوگ بہی دوسری مخالفت توریت کی بھر
چار درجے تک مجرم کے اولاد کے واسطے کی وعید
اور یہان چار درجے سے زیادہ کو کہا اور زیادہ
اولاد مجرم کی قید نہین کیا خدا ظلم کا نا بعدار ہے کہ ایسی
آئتین بیان کیا کرتا ہے اور پہلی انجیل کے باب دوازدہم
کے درس سی و یکم اور سی و دوم مین یون ہے نسخہ
۳۹ سے ۱۹ لوگونکے ہر طرح کا گناہ اور کفر معاف کیا جایگا
مگر وہ کفر جو روح کے مقابلے مین ہو آدمی کو معاف کیا
نجایگا اور جو کوئی ابن آدم کی بدگوئی کرتا ہے وہ سے
معاف کیا جایگا پر جو کوئی روح القدس کی بدگوئی کرتا
ہے اوسے معاف کیا نجایگا نہ اس جہان مین اور نہ
اوس جہان مین * دیکھو اس سے بوجہا جاتا ہے

کرسواے تکذیب انجیل حقیقی کے باقی سب گناہ چاہے ہزاروں
خون یا ورلاکہوں غصب کیوں نہوں قطعاً معاف ہونگے یہہ
کیسی ناانصافی کی بات ہے اور کتنا بڑا ظلم ہے اور کیسا عدل
کو خاک میں ملاناہے کیا خدا ایسی صفتیں رکہتا ہے اور
...ی انجیل کے تیسرے باب میں ہے ورس ۲۸ میں
...ہون کہ آدمیوں کے سب گناہ اور کفر جو وے کرتے
...اف کیے جاینگے ۲۹ لیکن جو روح القدس کے حق میں
کفر کی بات کہے اوسکی معافی کبہی نہوگی بلکہ وہ ہمیشہ کی سزا میں
گرفتار ہوگا * یہاں دو اشکال ہیں ایک تو وہی لزوم ظلم
بسبب عفو قطعی سب گناہوں کے اور دوسری مخالفت زبور کیا
یعنے کہ حضرت عیسے روح القدس کے خدمت میں بے ادبی
کرنے والے کو کہتے ہیں کہ ابدی عذاب میں رہیگا اور زبور
یکصد و سیوم نسخہ ۱۸۳۹ کے ورس ۹ سے ظاہر ہے کہ
...ئی شخص ابدی عذاب میں نرہیگا اور تیسری انجیل کے باب
...ہفتم میں لکہا ہے ورس ۳۷ تا ۵۰ اوس شہر میں ایک
عورت ... تہی الی قولہ اوسکے پانوں جو ...
اور ... لگی الی قولہ تب اوس عورت کے طرف

دیکھہ کر شمعون سے یہہ کہا الی قولہ اسکے گناہ جو بہت ہین معاف
کیے گئے کیونکہ اوسنے بہت پیار کیا ہے پر جسکے تہوڑے
معاف کیے گئے ہین وہ تہوڑا پیار کرتا ہے * دیکھو
بقول پادری صاحب یہہ کیسی عدالت شکنی ہوئی کہ صرف
حضرت عیسی کو پیار کرنے سے وے گناہ عورت بدکار
کے جو بہت سے تہے معاف کیے گئے اور یہہ کیسی
نا انصافی ہے کہ کیسا ہی کوئی گناہ کرے اور کتنا ہی
وہ بڑا گناہ اور کیسے ہی بہت سے ہون یہان تک کہ
ہزارون خون اور لاکہون غضب عمل مین لایا ہو جب
وہ حضرت عیسی کو پیار کرے سب معاف ہو جاوین
اور کچہہ اوسکو کسی بات کی سزا نہ دیجاوے بالجملہ ان روایتون
کے مضمونون کے رو سے پادری صاحب ناحق ظلم کا
اعتراض کرتے ہین اور ان روایتون کے بالفاظہ قطعی
الثبوت ہونے مین ہمارے یہان شبہہ ہے بخلاف
توریت و انجیل کے اون روایتون کے ثبوت مین اہل
کتاب کو شبہہ نہین ہے پس دیکھیے پادری لوگ کیا جواب
دیتے ہین لوگو خدا کے لیے انصاف کرو کہ عیسائیون

کا اصل الاصول دین و ملت کا یہہ ٹہرا ہے کہ ہر آدمی گنہگار رہے
اور کسطرح وہ گناہو نسے رستگار نہین ہو سکتا ہے سوا سیطے
عدل و رحمت کے برابر کرنے کے لیے خدا نے دوم
جسم پکڑا اور یہودیوں سے ایذائین سہین یہان تک
کہ از روی جسمیت کے قتل ہوا اور ملعون ہو کر تین دن دوزخ
مین رہا پس اگر ایسا نہوتا تو یا مخالفت عدل کی لازم آتی
یا مخالفت رحم کی بہلا غور کرو کہ اس حرکت بیمعنی نامعقول
ممتنع الوقوع سے اور عدل و رحم کے جبر و نقصان سے
کیا علاقہ جیسے کہتے ہین کہ پوت پادر ہوا وہ ایسیہی بات
ہے اس عقیدہ مہملہ باطلہ کو نہ دیکہنا اور گناہ
کو شرمساری اور محبت نبوی اور توبہ کے سبب سے
بخشش دینے کو ظلم کہنا کیا ناانصافی ہے اعتراض
صفحہ ۳۳ آیہ اولی سورہ اسری سے یعنی سبحان الذی اسرا
بعبدہ لیلا من المسجد الحرام الی المسجد الاقصی الذی بارکنا حولہ
کی نسبت کہتے ہین قولہ اور شلیم کی ہیکل نہی وہ جسکو
رومیون نے محمد صلعم سے چہہ سو برس پیشتر نیست نابود
کر ڈالا اسطرح پر کہ اوسکا نشان بہی باقی نرہا کیا قرآن نے

بانی نے یہہ بات نہ جانی * **جواب** اتنی سو برس
تہوڑی دور آگیے چنانچہ اوس ہیکل کی پہلی خرابی جو باتفاق
مورخین توریت اور بعض مورخین اسلام کے بخت نصر کے
ہاتہہ سے ہوئی اور دوسری بار اوسکی آبادی جو باتفاق
بادشاہ فارس کے ہاتہون سے ہوئی اور دوسری
بار کی خرابی اوسکی جو باتفاق طیطاوس رومی کے ہاتہہ
ہوئی ان تینون حالات کا بیان وارد ہے اور علاوہ اسکے
بیچنے والون کے نزدیک بسبب پیشہ تجارت کے اورشلیم
کے حالات مشہور ایسے ظاہر تہے جیسے ہم لوگون کے
نزدیک کلکتے کے حالات مشہور ہیں اور یہ صاحب شا
صرف در و دیوار و طاق و محراب کے بہت اچھی طرح
زینت دینے کو مسجد کا قائم رہنا جانتے ہیں یہہ اونکی
غلطی ہے مسجد نام ہے صرف اوس زمین کے علو و سفل
کا جو خدا کی عبادت بدنی کے لیے باذن عام وقف
کر دی گئی ہو سو ایسی چیزین کسی متصرف کے تصرف اور
حوادث کی تخریب سے کچہہ خلل نہین آتا اور کسیطرح وہ مسجدیت
سے باہر نہین ہو سکتی اور بعض دانشمندین جو کچہہ وہانکی

بقیہ عمارتکا ذکر ہے سو وہ واقعہ روییہ کے منافی نہین
اسلیے کہ اوسکی اکثر عمارتین باندودگی اور انباشتگی ہوئی
تہی نہ یہ کہ مطلق نام و نشان اوسکی عمارتکا اوسوقت نہ باقی
رہا ہو اور بعد اوسکے پہر سے نئے اوسکے کسی نشیمن کو مطلق
نہ بنایا ہو اور اگر بالفرض کسی تاریخ مین ایسا لکہا بہی ہو تو
کچہہ ضرور نہین کہ سچ بہی ہو تاریخون مین بہتیری باتین غلط
غیر [illegible] لکہی ہوتی ہین

اوریشلیم کے ذکر مین لکہا ہے کہ وہان حضرت عمر کی قبر
اسلیے مسلمان لوگ اوسکی زیارت کو وہان جاتے
ہین حالانکہ کافہ مورخین گواہی دیتے ہین اور بتواتر متواتر
ثابت ہے کہ حضرت عمر کا مزار مدینہ منورہ مین پیغمبر خدا
صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ہے علاوہ برین زبور نہم
مین ہے ورس ۱۳ [illegible] خدا نے کہ در صیہون
* اور زبور یکصد وسی و دوم مین ہے ورس ۱۴
صیہون تا ابد الآباد باقی خواہد ماند * دیکہو صیہون اوریشلیم
کے عبادتگاہ قدیم کا نام ہے اوسکو ابدی کہا سو
اوسکے بعض نشیمن کو حضرت عمر نے بوقت فتح اوریشلیم

صاف کرکے نماز پڑہی تہی اور اسکا ذکر حدیث معراج
مین آیا ہے مگر یہہ بتاسیے آپکے کیا معنے ہین جو انجیل اول
باب بست و چہارم کے درس دوم مین اوس عبادتگاہ
کے نسبت حضرت عیسے سے منقول ہے کہ وہان اینٹ
پر اینٹ کبہی نہ رہیگی * حالانکہ اوسی مقام خاص مین
عبد الملک ابن مروان کی بنائی ہوئی مسجد اجتک قائم ہے
جسکا ذکر خود آپ پادری صاحب نے کیا ہے اعتراض
صفحہ ۳۳ قولہ توریت اور زبور اور اور نبیون کی
کتابون مین لکہا ہے کہ مسیح آویگا اور دکہہ سہیگا اور
لوگون کے گناہ کے واسطے مارا جائیگا اور پہر تیسرے
دن جی اوٹہیگا اور انجیل مین لکہا ہے کہ ہزارون
سامنے مارا گیا اور تواریخ رومی اور یونانی اور یہودی
اور سب عیسائی بہی گواہ ہین ان باتون کے مگر آپ
نے خلاف قرآن انکار کرتا ہے اگر قرآن کا بانی تواریخ
رومی بہی جانتا تو ایسی بات کبہی نہ لکہتا * جواب عقلی
یہ کسی رسالے مین یہہ نہیں لکہا ہے کہ پادری صاحب لکہتے
ہین یہہ شخص اونکا گمان فاسد ہے اول تو حضرت عیسے

کی خبر ہی لکہی ہے صاف کہین نہین لکہی جیسے ہمارے پیغمبر
خدا کی خبرین لکہی ہین سوا اسکے اس خبر کے کہ ایک کنواری بیٹا
جنیگی سوا اسمین اول تو کچہہ اونکی حقیقت اور نبوۃ کے لوازم
کا ذکر نہین علاوہ برین کنوارپن عورت کا منجملہ علامات ظاہر
نہین جو منکر پر حجت ہو خصوصاً جبکہ اوس عورت کا شوہر بہی
موجود ہوا اور شوہر کرنیکے بعد جنے اور جسقدر حضرت
عیسیٰ کی اگلی کتابون مین خبر ہے اوسکا حال استفسار
شانزدہم مین لکہہ چکا ہون بہرحال قتل عیسوی کی خبر کو
جو پادری صاحب عہد عتیق کے طرف منسوب کرتے ہین یہہ
افترا محض اور بہتان صرف ہے اور پادری صاحب کو یہہ
نہین سوجہتا کہ قرآن خود ہی معترف اور مظہر ہے اسبات کا
کہ یہودی اور عیسائی حضرت عیسیٰ کے مقتول ہونیکے
قائل ہین اور باینہمہ وے لکہتے ہین کہ بانی قرآن کو یہہ
بات تواریخ کی نہین معلوم ہوئی ایسے بیہودہ گو کا جواب خدا
ملیگا نری انصاف کیجیے اور گریبان مین سر ڈال کر بتائیے
فرمائیے کہ صاحب قرآن کا اسمین کیا فائدہ تہا کہ ایک گروہ
عظیمہ اور انبوہ کثیرہ کے خلاف کہتا کہ حضرت عیسیٰ قتل نہین

کن لفظوں سے تعبیر کرتے ہیں کہ جملہ محاورات اسے مشہورہ
ہے علحدہ ہے ازالۂ انجیل یوحنا انجیل سے کے دوسرے
باب میں ہے درس ۱۸ و ۱۹ تب یہودیوں نے اوسے
پوچھا تو کون سا معجزہ ہمیں دکھاتا ہے کہ یہہ کام کرتا ہے
یسوع نے جواب میں انہیں کہا اس عبادتگاہ کو ڈھا دو میں
اوسے تین دن میں کھڑا کر دونگا * دیکھو یہاں سے صاف
ظاہر ہے کہ حضرت عیسے ایک معجزے کا دعوا کرتے ہیں
وہ یہہ کہ ہیکل سلیمانی کو بعد مسمار ہونے کے تین دن میں
بنا سکتے ہیں چنانچہ اوس پر یہودیوں نے اوسکے جواب
میں کہا درس ۲۰ چھیالیس برس میں یہہ عبادتگاہ بنی ہے
تو اوسے تین دن میں کھڑا کریگا * اور مؤلف انجیل بلا ضرورت
[illegible] اوسکی تاویل یوں کرتا ہے درس ۲۱
اوسنے اپنے بدن کی عبادتگاہ کی بابت کہا * یعنے عبادتگاہ
سے حضرت عیسے کی مراد خود اپنی عمارت بدنی تھی ازالۂ
اور اور مقاموں میں بھی اسی قبیل کی امور چنانچہ بعضی اونمیں سے
اوپر کے استفسار ۱۰ ۔ ۱۶ سے ظاہر ہوتی ہیں القصہ جب
یہہ بات ثابت ہوچکی کہ ضرورت عقلیہ بھی عیسائی لوگ

صرف ظاہر مین گیا مصلحت سے موافقت رکھتی ہین علاوہ
ازین اگر فرض کیا جاے کہ حواری لوگ بعد واقعہ صلیب کے
اوسکے مقابلے کا اعتقاد لائے تو بھی ہماری دلیل تمام ہے
کیونکہ پیغمبرون کے ساتھ ہونے کے زمانے مین اونکے
ساتھیون کا جو عقیدہ ہو وہی درست اور صحیح ہے بہ نسبت
اوسکے عقیدے کے جو اوسکے خلاف مفارقت کے زمانے
مین وے بہم پہونچاوین تیسری دلیل انجیل یوحنا باب سیزدہم
درس ۳۳ جیسا مینے یہودیون سے کہا کہ جہان مین جاتا ہون
تم نہین آسکتے ویسا اب مین تمہین بھی کہتا ہون * یہ ظاہر ہے
کہ اوس مقام سے مرکر جانا مراد نہین کیونکہ وے سب مرکر
جاتے ہین وہ اپنے سے نہ اور جنت اور اعلی علیین مراد نہین ورنہ
حواریون کے نسبت ویسا نفرماتے پس مراد نہین ہے
مگر یہہ کہ جس حالت سے مین یہان سے جانیوالا ہون
اوس حالت سے تم نہین جاؤگے یعنے بہمین بدن عنصری
بلا [illegible] حالت موت چوتھی دلیل انجیل اول باب ۲۸ ورس ۲۰
مین زمانے کے آخر تک ہمیشہ تمہارے ساتھ ہون *
یہان دو باتین دیکھیے ایک یہہ کہ زمانے کے آخر تک

تونے مجھے کیوں چھوڑ دیا اب غور کیجئے کہ حضرت عیسیٰ صرف
پیغمبر خدا تھے یا خدا بھی اگر خدا بھی تھے تو سارا جملہ جھوٹھہ
ہے اسلئے کہ اگرچہ دوسرے خدا تھے اور ایک خدا
آسمان پر تھا مگر آسمان پر والا انکی خدائی کی حیثیت سے
انکا معبود نہین تھا اور چھوڑ دینے کا مضمون محض بے
معنی ہوا جاتا ہے اور اگر صرف پیغمبر خدا تھے تو صرف دوسرا
جملہ یعنی لم ترکتنی جھوٹھہ ہوجایگا کیونکہ نبی کی شہادت اوسکی
کمال مقبولیت کا وقت ہے نہ کہ متروکیت اور مطرودیت
کا علاوہ بریں اصل عبری لفظ اس جگہہ از روی اکثر نسخون
کے لم سبقتانی ہے یعنی تو مجھسے آگے کیون چلا گیا
اور مجھے دشمنون کے ہاتہہ مین چھوڑ گیا چنانکہ نسخہ اردو ۱۸۳۹
اور نسخہ عربیہ ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۶ اور ۱۸۱۱ سے ظاہر ہے
یعنی مترجمون نے سبقتنی کے مضمون سے جو لازم آتا تھا
یعنی چھوڑ جانا اوسی کو اوس جگہہ لکھہ دیا پس کیا معبود
حضرت عیسیٰ کا کوئی ایسا تھا جو پہلے یہان تھا اور پھر یہان
سے اونسے پیشتر چلا گیا الغرض یہانسے صاف ثابت
ہوگیا کہ حضرت عیسیٰ بذات خاص نہین مصلوب ہوئے اور

قرآن کے اس جملے سے یعنے ما قتلوہ و ما صلبوہ کی بہی
ایک تاویل بعید ہو سکتی ہے باین تقریر کہ جو کوئی شخص
کسی کو قتل کرتا ہے سو اوسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ
روز رستخیز تک اسکے جینے سے یعنے اسکی روح کا ازہاق
کر دیا اسصورت میں جو مقتول ایسا کہ اوسپر اثر قتل کا صرف
دو ہی ایک دن باقی رہے اور بعد اوسکے پہر وہ جون
کا تون زندہ ہو جاوے تو درحقیقت وہ قتل اوسکا
عدم قتل کے برابر ہے اور جبکہ قتل اور عدم قتل برابر
ہوا تو دونون باتین ایسے مقام پر صحیح ہو سکتی ہین یعنے
یہہ بہی کہنا صحیح ہوگا کہ وہ مار ڈالا گیا اور یہہ بہی کہنا
صحیح ہوگا کہ نہین مار ڈالا گیا کیونکہ زندہ اوسی بدن سے
موجود ہے برین تقدیر مقتضاے حزم و احتیاط یہہ ہے
کہ قرآن کی عیسائی لوگ تاویل کرلین نہ کہ تکذیب کہ اوسمین
ہلاکت ابدیہ ہے اور اگر کوئی کہے کہ عیسائی لوگ تو ایسا ہی
جانتے تہے تو پہر اس کہنے سے کیا فائدہ ہوا کہ ما قتلوہ
و ما صلبوہ تو ہم کہین گے کہ یہودی اور مشرک لوگون کے
کہنے کے موافق مسلمانون کا گمان ہوگا نہ کہ عیسائیون کے

استطاعت ہے کے اور فرمایا کہ مین سختی کرنے کے لیے
نہین بہیجا گیا ہون اور مین نہین بہیجا گیا ہون مگر تسہیل اور
آسانی کے لیے چنانکہ صاحب الانجیل فرماتے ہیں
کہ میرا جوا آسان ہے میرا بوجہہ ہلکا ہے

تنقیح بحث

ایسے اعتراضوں کا اصل مادہ یہہ ہے کہ تعمیل بعض احکام
شرعیہ مین بعض اوقات کچہہ عذرات درپیش ہو جاتے ہین
اور یہہ باتین کہ ہر وقت لاحق ہوتے اون عذروں کے
کیا کرنا چاہیے اون حکموں کے ساتہہ تفسیراً یا منصوص نہین
ہوتی منسوخ ہو جاتے یا بہت شریعت اسلامیہ مین نہین ہے
بلکہ توریت و انجیل کے احکام مین بہی یہی حال ہے فرق
اتنا ہے کہ شریعت اسلامیہ مین از روی کسی حجت کے
سمجہا جاتا ہے اربعہ کے اجمالاً یا تفصیلاً اور کلیتاً یا جزئیتاً کوئی
نہ کوئی بات ایسی مقرر ہے کہ جس سے یہہ ظاہر ہو جاتا ہے
کہ ہر وقت پیش آنے اون عذروں کے کیا کرنا چاہیے
چنانکہ روزے کے مسئلہ مین بیان کیا گیا بخلاف شریعت
توریت و انجیل کے کہ اومین سے ایسا کچہہ نہین نکلتا ہے
چنانکہ آگے بیان کیا جاتا ہے کہ قبل اوس کے بیان کے

کتاب احبار [illegible] ۱۸۴۵ باب دوازدہم درس ۲ جو عورت
کہ حاملہ ہو پھر لڑکا جنے تو وہ سات دن جیسے حیض کے دنوں
میں وہ رہتی ہے ناپاک ہوگی ۳ اور آٹھویں دن لڑکے کا
ختنہ کیا جاوے ۴ اور وہ نفاس کے لہو کے سبب سے
تینتیس دن بیٹھی رہے الی قولہ ۵ اور اگر لڑکی جنے
تو وہ دو ہفتے جیسے اوسکے حیض کا حکم ہے ناپاک رہیگی اور
چھیاسٹھ روز نفاس کے خون کے لیے بیٹھی رہیگی * دیکھو
حوالی قطب میں ساری عمر عورت کی صرف ناپاکی میں گذر
جاویگی اور وہ کسی کام نہیں ہو سکتی آٹھویں دن کا
آٹھویں برس ہو جاویگا اور اگر لڑکا کچھ ماندہ ہو تو ختنہ کیا جا
یا نہ کیا جاوے اور اگر کیا جاوے تو کب کیا جاوے یہ کچھ نہیں
لکھا اور اگر یہ کہیے کہ ختنہ اسیواسطے ہمنے موقوف کر دیا سو
یہ آپکا موقوف کر دینا شریعت اسرائیلیہ پر ہے اوس
اعتراض کو نہیں مرتفع کرتا اسطرح تو بہت حدود باطل جو لوگ
اول اسلام میں ہو گئے ہیں وہ بھی کہتے ہیں کہ ایسی ہی
اعتراض ہونیکے سبب سے ہمنے جانا کہ نماز روزہ
یہ نماز روزہ مراد نہیں ہے جو اب مسلمان لوگ [illegible]

... پانی سے تو وہ ... اور شام تک ناپاک رہیگا
ازانجملہ درس ۱۸ اور جب مرد عورت سے کے ساتہہ
جماع کرے اور منزل ہو تو وے دونوں پانی سے غسل کریں
... اور شام تک ناپاک رہینگے ازانجملہ درس ۱۹ اور جو عورت
... سات دن جدا کی جاوے جو کوئی اوسے چہوئیگا
شام تک ناپاک رہیگا * دیکہو حوالی قطب مین سات دن کے
سات برس ہو جاوینگے اور شام تک چہہ مہینے ہونگے
اور غسل وہان کیونکر ہوسکیگا اور شدت مرض مین یہہ احکام
کیونکر بجا لائے جاوینگے الغرض بقول پادری صاحب کے
باشندے لوگون کے سب طرح کے حالات اور حاجات
... ہوتا اور نہ ایسے احکام صادر کرتا ازانجملہ باب
... درس ۵ پہلے مہینے کی چودہوین تاریخ زوال
اور غروب کے درمیان یہواہ کی عید فصیح کا ہے ۶ اور اسی
مہینے کی پندرہوین تاریخ یہواہ کی عید فطیر ہے * دیکہو
پہلا مہینا عبارت ہے اوس مہینے سے جس مہینے مین
حضرت موسی مع بنی اسرائیل ... ہوئے
سو پہلا حوالی قطب مین جہان مہینے ... دو مہینے

ہو گئی ہیں وہ خیال سے خالی نہیں یا ابدی کا مضمون
تحریفی ہے یا مصروف عن الظاہر اور تاویلی ہے
اور بعد اوسکے یہہ دیکھیے کہ حوالی قطب مین کیونکر اونکی
تعمیل ہوگی ازانجملہ ورس ۳۴ ساتوین مہینے کی
پندرہوین تاریخ سے لیکے سات دن تک یہوواہ کی
عید خیام ہے * دیکھو قلزم سے پار ہونے کی تاریخ
سے حوالی قطب مین وہ حساب کیونکر ٹہیک آویگا دونون
کے بہیسون ہو جاینگے ازانجملہ کتاب خروج باب
بست ویکم ورس ۲ اگر تو عبرانی غلام مول لیے تو وہ
چہہ برس تیری خدمت کرے اور ساتوین برس مفت
ازاد ہو جائیگا * دیکھو قطب کے پاس رہنے کی صورت
وہ غلام بیچارہ بہت برسون تک ازاد نہوگا ازانجملہ باب
بست وسیوم ورس ۱۷ سب مرد تین بار ہر سال یہوواہ
کے سامنے حاضر ہون * دیکھو حوالی قطب کے لوگ
کیونکر وہان کے حساب سے حاضر ہوسکتے ہین اور بقول
پادری صاحب کے بانی توریت جسطرح امتداد مکانی کے
حالات سے نہین اگاہ تہا اوسیطرح امتداد زمانی سے

بے اعتقادی کے سبب سے اسلیئے کہ میں تمسے سچ
کہتا ہوں کہ اگر تمہیں رائی کے دانے کے برابر اعتقاد ہووے
تو اگر تم اس پہاڑ کو کہو کہ اس مکان سے وہاں چلا جا تو وہ چلا جایگا
اور کچھ تمہارے آگے ناممکن نہوگا ۲۰ لیکن یہہ جنس بے نماز
روزے کے نہیں دور ہوتی ۲۱ شرح یہاں کہا کہ بے
اعتقادی کے سبب سے تم بیمار کو نہ اچھا کر سکے اور بعد
اسکے فرمایا کہ اگر رائی کے برابر بھی تمہارا اعتقاد درست
ہوتا تو کوئی بات تمہاری قدرت میں غیر ممکن نہوتی اس
سے ثابت ہوا کہ اگر ذرہ سی بھی انکا اعتقاد درست ہوتا تو
اس آسیب زدہ کو وے ضرور اچھا کر سکتے اور بعد اسکے
فرمایا کہ ایسا آسیب بے نماز روزے نہیں دور ہوتا ہے
اس سے ثابت ہوا کہ بے نماز روزے ذرہ بھی اعتقاد
درست نہیں ہوتا اب جاننا چاہیے کہ نماز عیسوی کی صفت
تو ایسا ہوں جیسے کچھ باقی ہی نہیں رہی بجز اسکے آٹھویں دن
بیٹھ عبادت انکو فرض ہو دعا مانگیں کہ اے ہمارے باپ
خدا تو جو آسمانوں میں ہے مگر روزہ بالاتفاق اسی کا نام تھا کہ
دن بھر کھانے پینے اور عورت سے صحبت کرنے سے

علیحدہ رہنا اور یہہ تو ثابت ہے کہ آج نصاری اسی کو روزہ
کہتے ہیں اور انجیلوں سے بھی ایسا ہی بوجہا جاتا ہے
چنانچہ پہلی انجیل کے چھٹے باب کے ورس ۱۶ تا ۱۸ میں
لکہا ہے کہ روزہ دار کو چاہئے کہ ترش رو نرہے اور اپنا
منہہ نہ رو کہا رکہے بلکہ تازہ رو رہے اور تیل ملے پس اگر کھانا
پینے سے ترک کا نام روزہ نہوتا تو بتکلف تازہ روئی
حاصل کرنے کی کیا ضرورت تہی سو دیکھیے کہ حوالی قطب
والے کسطرح عیسائی ہو ہی نہیں سکتے ایسے کہ حضرت عیسی
کے نزدیک اونکا ایمان راستی پر ابہی درست ٹہرے اور
اگر آپ لوگ کہیں کہ ہمنے اسواسطے روزے کی فرضیت
کو ساقط کردیا ہے تو ہم کہیں گے کہ آپکے ساقط کر دینے سے
ہمارا الزام انجیل پر سے نہیں اوٹہہ سکتا ورنہ بنظر اصول
فرقہ باطنیہ کے کہ در لباس اہل اسلام ہی ویسے لوگ ہوگئے
ہیں یعنی جو کہا کرتے ہیں کہ روزہ ترک خورد و نوش کا نام نہیں
بلکہ یہہ سب ہمیشہ جائز ہے روزہ صرف دل سے چاہئے
اسلام پر سے بہی وہ اعتراض اوٹہہ جائیگا جواب تحقیقی
ہرچند جو اصل غرض حضرت انبیا علیہم السلام کی ہے وہ اونکے

یہہ بات ظاہر ہے کہ دائرہ قطبیہ میں کوئی آدمی معتدل الخلقت
بحسب مزاج نوعی اپنے کے بود و باش نہیں کر سکتا
مگر کہتے ہیں کہ اب تھوڑے دنوں سے کچھ کچھ وحشی لوگ
خال خال ستر انسی درجے تک بھی رہنے کے عادی
ہو گئے ہیں لیکن اس روایت کا سچ و جھوٹھ خوب
تحقیق نہیں ہوئی ہے لیکن کچھ شک نہیں کہ ساڑھے چھیاسٹھ
درجے سے پرے بلکہ وہان تک بھی برف باری ایسی
ہمیشہ برابر رہتی ہے کہ آدمی وہان نہیں رہ سکتا مگر شاذ
یہہ بات ثابت ہوئی تو اب جاننا چاہیے کہ ہمارے پیغمبر خدا
علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو ایک پیشین گوئی اسطرح پر
کی ہے زویت لی الارض مشارقہا ومغاربہا وسیبلغ ملک
امتی ما زوی لی الارض جسکا بیان استفسار پانزدہم میں
گذرا اوسکے ضمن میں ایک اور معجزہ بھی مندرج ہے وہ
یہہ کہ مشارق اور مغارب کا تعدد اور تغائر یہین جیسے کہتے
ہین بعد المشرقین وہ نہیں ہوتا ہے مگر اوسی دائرہ قطبیہ
تک کہ وہی منتہی ہے عمرانات معتدبہا کا اور آگے اوس سے
بلکہ اچھی طرح وہان تک بھی آبادی بطور شہر اور دیہہ

سیے مین بہت خوش ہوا کیونکہ اسسے پادری صاحب
کی قابلیت آفتاب کے طرح روشن ہو گئی اور معلوم ہوا کہ
وسیسے نادانی کے دلدل مین سر سے پانون تک ڈوبے
ہین اور نخوت کے سبب سے کوچہ فہمی سے نابلد
یہہ نہین سمجھتے ہین کہ تمام جہان کے لوگ انبیا اور حکما اور
عوام اور تورییت و انجیل سب یہہ کہتا ہے کہ فلانی جگہ
غروب ہوا آفتاب طلوع ہوا سو کیا آفتاب کسی چیز مین گہس
جاتا ہے اور اوس سے نکلتا ہے وہ تو ہمیشہ چلا ہی
کرتا ہے کسی چیز مین کبہی نہین ڈوبتا ہے تو شاید پادری
کے نزدیک جتنے لوگ یہہ محاورہ رکہتے ہین وے جہوٹے
ہین اصل حقیقت یہہ ہے کہ وے نہین جہوٹے ہین پادری
سے واقف ہین جتنے اکثر ذی علم ریاضی دانون نے بحری
سفر جہاز کا سفر کیا ہے یہہ بولتے سنا ہے کہ سمندر مین
ایک عجب عالم آب ہوتا ہے کہ آفتاب پانی ہی سے طلوع
کرتا ہے اور پانی ہی مین ڈوبتا ہے یہی جو معنے بیان
ہین وہی معنے اوس آیت کے ہین یعنی ذوالقرنین نے
آفتاب کو دلدل مین ڈوبتے دیکہا نہ یہہ کہ آفتاب آسمان

اور تذکرہ ڈالڈ میں گھس گیا اب یہاں واسطے تسکین عوام
کے بیبل سے چند جملے مجھے نقل کرنا ایسے مناسب ہیں کہ جو ظاہر
خلاف حکمت طبعی اور ریاضی کے ہیں اور بعضے ایسے کہ فی الواقع
خلاف فنون حکمت کے ہیں کہ ہمارے یہاں قران شریف
میں دیکھا کوئی مضمون نہیں ہے ازانجملہ جابجا توریت
میں ہے جیسا کہ کتاب خروج کے تیسرے باب کے درس ہشتم
میں ہے نسخہ ۲۵ سنہ ۱۸۱۲ میں مصریوں کے ہاتھ سے نجات
بخشوں اور اوس زمین سے نکال کے اچھی بڑی زمین
میں جہاں دودھ اور شہد موج مارتا ہے کنعانیوں وغیرہ کی
جگہ میں لاؤں * دیکھو سنہ نہیں کنعان میں کبھی اور کہیں دودھ
اور شہد کا حوض بھی تھا چہ جائے کہ ندی ہو کہ موج مارے
ازانجملہ زبور پنجم میں حضرت داؤد کہتے ہیں درس ۱۳
مرا از گور برخیزانندہ * حالانکہ بیبل سے ظاہر ہے کہ حضرت
داؤد مر کر پھر نہیں جیے ازانجملہ جو پہلی انجیل کے گیارھویں
باب میں حضرت عیسی کا خطاب کفرناحوم نامے بستی کے
طرف یوں نقل کیا نسخہ ۳۹ سنہ ۱۸۱۱ اے کفرناحوم تو آسمان تک
بلند ہوئی ہے * دیکھو اگر کفرناحوم آسمان تک بلند ہوئی

صانع کہنا از انجملہ زبور نوزدہم درس ۳ روز بار روز
حرف می زند و شب با شب علم می آموزاند سے لفظے و عبارے
نیست کہ قول ایشان در آن بشنیدہ نہ شود * از روے
عبارت کے ثابت ہے کہ رات یا دن بھی کچھ بولتے
نہیں ہیں جس پر صادق آوے کہ رات سے پیدا ہے
یا دن سے دن سے کہا بلکہ ضوء آفتاب کا نام دن ہے
جو ہر آن نصف کرہ ارض کو روشن کیے ہوئے رہتا ہے
اور رات زمین کے سایہ کا نام ہے کہ وہ بھی ہر آن
نصف کرہ پر پھرا کرتا ہے اور یہ دونوں ذی ارواح چیز نہیں ہیں
جسمین بات کہنے کی استعداد ہو چہ جا کہ ہر لغت مین
باتین کرتی ہو یہ تو بقول پادری صاحب کے سراپا غلط ہے
از انجملہ اب مذکور درس ۴ و ۵ و ۶ در انہا سے یعنی
در افلاک برائے آفتاب خیمہ را قرار داد کہ مانند داماد
از حجلہ بیرون مے آید و چون پہلوانان در دویدن خوشنود
است بر آمدن آن از اقصائے آسمان است و باز گشتن
آن با قصاے ہمان * دیکھو آفتاب کا آسمان پر خیمہ اور
حجلہ کون سا ہے جس سے وہ نکلتا ہے وہ تو آسمان

مورخون کی مخالفت کا اعتراض ہم پر عاید ہوا اور بعضی
روایتون مین آغاز آفرینش آدم کا ذکر ہے تو وہ معاملہ
روایت صحیحہ کے باسناد غیر صحیح وارد ہے اور انکا
بیان جیسے علما جو لکھتے ہین سو وہی توریت سے ہے
ہین کچھ قرآن و حدیث صحیح مین نہین وارد ہے اور
صفحہ ۱۳۶ کی نوین سطر سے صفحہ ۱۳۷ کی تیسری سطر تک
تحویل قبلہ اور منسوخیت عدم جہاد کے مضمون کو
کر کے مسئلہ نسخ پر اعتراض کرتے ہین کہ اس مین خدا
کی نادانی یا انبیا کی غلطی ثابت ہوتی ہے سو اسکا جواب پہلے
رسالے کے جواب مین مفصلا گذر گیا نا انصافی کی
بات ہے کہ توریت کے احکام ابدیہ حضرت عیسی کے آنے
پر موقوف ہو جائین اور ہم جو احکام غیر ابدیہ کے نسخ کو
جائز کہین تو اسمین قباحت لازم آوے نہین معلوم
پادری صاحبونکا فہم و انصاف کہان گم ہو جاتا ہے اور
ضمن تحویل قبلہ ایک تعریض خفی درباره تعین قبلہ بھی
انہون نے کی ہے سو اسکا جواب الزامی یہہ ہے
کہ اگلے اہل کتاب بیت المقدس کو اپنا قبلہ کرتے تھے

نے ساعۃ موعودہ کے حق میں فرمایا کہ جس طرح بجلی
چمک جاتی ہے اور پچھم تک روشن کرتی ہے * الحاصل
کچھ تناقض نہیں ہے ہاں ہمیں انجیل میں ایسے تناقضات بہت ہیں
کہ بعضے جو مجھے بہ دست معلوم ہوئے ہیں انہیں جابجا
میں نے اس کتاب میں آگے پیچھے لکھے ہیں اعتراض
صفحہ ۵۳ قول امتحان کے رو سے ثابت ہے کہ
بادل میں کوس بلندی اونچا ہرگز نہیں ہو سکتا اکثر اس
نیچے ہے اسی قول میں تو نے کہا ہے کہ بہتر ہینس کی راہ
پر ہے جواب یہہ پادری صاحب کا محض افترا
کہیں کسی روایت میں خصوصاً مشکوۃ کے کتاب چہارم
کے باب پنجاہ و یکم کے فصل اول میں جس کا پتا پادری صاحب
دیتے ہیں ابر کے نسبت ایسا کچھ مذکور نہیں ہے ہاں
البتہ آسمان کے نسبت وارد ہے سو اوسمیں بھی اختلاف
روایات ہے اور طبقات ارضیہ کے نسبت بھی جو وارد ہے
اوسمیں بھی اختلاف روایت ہے تو اس لئے یہہ باتیں
ہمارے اصول قطعیہ میں داخل نہیں ہیں اور نہیں شبہہ
کرنے والا اسلام سے باہر نہیں ہوتا مثلاً اون میں

ہین کہ نہ کبھی قران مین انکی نص صحیح نہین باقی رہین تاریخ سو
ہر گاہ توریت و انجیل کا بسبب فقدان اسناد اور تخلیط کلام
صاحب کتاب وغیرہ صاحب کتاب وغیرہ اب ثبوت
تحریف کے بمقابلہ قران بلکہ بخاری مسلم وغیرہ کے مقابلہ
مین کچھہ اعتبار نہین تو اور تاریخونکا کیا اعتبار پس قران مین
تناقض نہین اور تاریخون کی ہر بات ثابت و صحیح ہونا ضرور
نہین علاوہ برین آیہ کریمہ موصوفہ مین جو بنی اسرائیل کا لفظ
واقع ہے کچھہ ضرور نہین کہ اس سے وہی طبقہ بنی اسرائیل
کا مراد ہو جو حضرت موسی کے ساتھ [illegible] ہوا
تھا بلکہ جائز ہے کہ اور طبقے والے کہ مطلق بنی اسرائیل مین
ہے بہی داخل ہین مراد ہون سو اس صورت مین تواریخ اسرائیلیہ
سے بہی خلاف نہین رہا کیونکہ تمام تواریخ ملک شام
بلاد اسرائیلیہ سے ظاہر ہے کہ حضرت داؤد و [illegible] سلیمان
ہی تہی علاوہ برین یہ محاورہ
بہی صحیح ہے مثلاً جو کہین کہ شاہنشاہی اور سلطنت عظمی
کیانیون بلکہ مطلق پارسیون سے نکل گئی اور اب فرنگیون
کو ملی ہے حالانکہ ہنوز ایران و توران وغیرہ ممالک کسرویہ مین

اور نہرون اور نقود و اموال منتقلہ اور اچھی جگہہ سے
نکال کر باہر کیا اور نقود و اموال منتقلہ کو بنی اسرائیل کے
قابو مین کر دیا پس اگر آیہ موصوفہ مین بنی اسرائیل کے
لفظ سے وہی طبقہ مراد ہو جو حضرت موسے کے ساتھہ
اوترا تہا اور از روی تواریخ اور بقول پادریصاحبون کے
قرآن کے بہی دوسرے مقام سے ثابت ہو کہ اوس
طبقے والے پہر مصر مین نہین گئے تو بہی اوس آیت
مین کوئی شبہہ نہین ہو سکتا ہے کیونکہ کتاب خروج
کے باب سیوم مین بنی اسرائیل کے مصر سے نکلنے
کے حالات کے بیان مین یون لکہا ہے نسخہ سنہ ۱۸۴۵
ورس ۲۲ ہر ایک عورت اپنی پروسن سے
اور اوس سے جو اوسکے گہر مین رہتی ہے روپے
اور سونے کے برتن اور لباس عاریت لیگی اور تم اپنے
بیٹون اور بیٹیون کو پہناؤگے اور مصریون کو غارت
کر دیگے * دیکہیے غارت کرنا نہین بولتے مگر جبکہ کوئی
بالکل کسیکا مال منقولہ لیوے اور باب یازدہم
مین سے ورس ۲ ہر ایک مرد اپنے پروسی اور ہر ایک

کہا جاتا ہے سو ہم کہتے ہین کہ جو کسی کا باج گذار اور نوکر اور
رعیت نہو اور اوسپر کوئی دنیا کا حاکم نہو اور کچھ زمین خراجی
اور رعیت رکھتا ہو وہ بھی بادشاہ کہلایا جاسکتا ہے
سو بنی اسرائیل کا حضرت موسی کے آخر زمانے مین
ایسا ہوجانا توریت سے ثابت ہے چنانکہ کتاب استثنا
کے باب اول مین لکھا ہے کہ موسی نے کئی بادشاہ
کو قتل کیا اور اوسی کتاب کے تیسرے باب مین
لکھا ہے کہ اون علاقہ جات مفتوحہ کو حضرت موسی نے
بنی اسرائیل کی ٹولیان باندھکر اونپر تقسیم کردیا اور
بجز توریت کے کوئی حاکم اونپر نتھا پس جسطرح اون
علاقون کے اگلے مالکون کو توریت مین بادشاہ کہا
اوسیطرح اونکے پچھلے قابضون کو قرآن مین بنقل
قول موسی بادشاہ کہا چنانکہ اسی جہت سے ڈاکٹر
[illegible] صاحب نے اپنی کتاب لباب التواریخ کے اوائل
مین لکھا ہے کہ کتاب مقدس سے معلوم ہوتا ہے
کہ اگلے زمانے مین تھوڑے تھوڑے علاقے کے
مالکونکو بھی بادشاہ کہتے تھے اور اگر بادشاہ سے کچھ اور

حضرت اشعیا وہ کلام فرماتے ہین سو دیکھیے کہ صدہا برسون
سے انہین ہندستان مین آکر چہنالا نہین کروایا اور کوئی
عورت اونمین سے پہنان جہرہی پر نہین اٹھی چہ جائیکہ جب
اشعیا نبی سے ستر برس گذرے ہین اور اب تو دیکھیے
لوگ مرمٹ گئے اور دیکھیے کہ یہواہ کی نگاہ مین کیا ہی تاثیر
ہے کہ جسپر پڑے وہ پہنال ہو جاتے ہین یہواہ کی قدوسیت
اسمین شائد ثابت ہوتی ہے اور تقاضا سے
روح کو ہوا باتین رفع کرتی ہین شائد ایسی باتون سے
بیبل کو قران پر ترجیح حاصل ہے نعوذ باللہ من ذلک
اعتراض صفحہ ۳۴۳ انکم وما تعبدون من دون اللہ
[illegible] اس آیت کے لکھنے کے بعد لکہتے ہین
قولہ تمام عیسائی عیسے کی عبادت کرتے ہین اور قران
مین لکھا ہے کہ مسیح کو خدا آسمان پر لے گیا * یہان [illegible]
[illegible] مثل مشہور کہ حق بر زبان جاری است قران پر اعتراض
کرنے کے لیے صاف اقرار کیا کہ عیسے کی [illegible]
عیسائی لوگ عبادت کرتے ہین اور جواب اوسکا
یہہ ہے کہ یہہ خطاب مشرکین عرب کے نسبت ہے

۱۱۴

ساقط کیا ہو اسکا نام تحریف ہے اور جبکہ الشہدا اللہ کا
ذبیح کہا تو جہوٹہہ کاہیسکو ہوا **اعتراض صفحہ ۵**
قولہ جو آپکو صادق کہتا ہے اور پہر اپنے کلام کو رد و منسوخ
کرتا ہے ایسے کو پیغمبر کون کہے * مسئلہ نسخ کی گفتگو
پہلے رسالے کے بحث مین ہو چکی ہے لوگو خدا سے
لیے انصاف کرو اور پادریون کے ہاتہون سے
ہماری فریاد کو پہونچو اگر خدا ایک وقت کہے کہ مرا فلانا
کام کرو اور دوسرے وقت اپنے دوسرے کام کو کہے
اسمین کیا تغیر اوسکا لازم آوے اور بیمار کو تندرست
اور تندرست کو بیمار اور غنی کو فقیر اور فقیر کو غنی اور وجود
کو معدوم اور معدوم کو موجود کرے اسمین کچہہ تغیر اوسکا
نہ ہوجاوے اور معاذ اللہ اسبات مین ٹہرایا بہی
اوسکی بزرگی نکلے کہ آدمی کو بنا کر پچہتاوے اور آدمی
بن کر یعقوب سے رات بہر کشتی لڑتا رہے اور چلے
والون کے اوسے مغلوب نکرسکے اور اسحاق کی
دعا کو جو عیسو کے حق مین تہی یعقوب کے حق مین
سمجہے اور گوسالہ پرست کو اپنا نبی اور بت پرست کو

بیان ۳ ترغیب ذکر الہی ۳ نصیحت بتقوای الہی ۴ تاکید ات رجوع الی اللہ در ہر امر ۵ نصیحت بتہذیب اخلاق مجملاً ۶ ستائش اخلاق حسنہ مثل حلم و تواضع و شفقت و کرم و سخاوت و شجاعت و عفو و سماحت ۷ نکوہش اخلاق رذیلہ مثل تہور و جبن و ذکا و بخل و کبر و ظلم و اتلاف حق ۸ ترغیب بتوکل و زہد و قناعت و اخلاص و حسن نیت ۹ تہدید از ریا و سمعہ و عجب و تملق و حب نفس و حرص و حب دنیا ۱۰ ترغیب محبت مع اللہ و اہل اللہ ۱۱ تہدید از صحبت مخالفان دین و ارباب جہل مرکب ۱۲ اسمائل تدبیر منزل ۱۳ سیاسات مدنیہ ۱۴ ذکر خیر حضرات انبیا علیہم السلام ۱۵ نکوہش دشمنان انہا ۱۶ حکم با یمان آوردن بموسی و عیسی و غیرہما انبیای بنی اسرائیل و ابراہیم و نوح و غیرہما از انبیای پیشین خصوصاً و عموماً علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام ۱۷ سخنان معرفت و حقیقت کہ موثر قوی برای وصول الی اللہ باشد ۱۸ ذکر معاد انسانی و لذت والم جاودانی از بہشت و نار ۱۹ ذکر بعضی ارکان عالم ۲۰ و توحید الہی * اور یہ جو بیس باتیں جو بیس تہی کہ سب انبیا اسی کی واسطے مبعوث ہوتے رہے ہیں

اللہ چاہتا تو مقرر سبکو راہ راست پر کر دیتا * غور کرو
کہ یہان کسی لفظ سے یہہ مستنبط بہی نہین ہوتا چہ جاکہ
ظاہر ہو کہ پیغمبر خدا سے کبہی کوئی معجزہ نہین صادر ہوا
پس بنظر آیہ کریمہ لما جاءہم بالبینات قالوا ہذا سحر مبین و آیہ
کریمہ شہدوا ان الرسول حق و جاءہم البینات وغیرہما
یہہ معلوم اور ظاہر ہوتا ہے کہ قبل ظہور کسی معجزے
کے اون لوگون سے سامنے جنکے اعراض کا ذکر ہے
بسبب اونکے تقاضے کے اور اون کے دیکہنے کو
حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام کو خاص
واسطے اونکی گرویدگی کے ظہور معجزے کی جلدی ہوگی
اوسپر فرمایا کہ اگر تجہے اونکی انکار گران گذرتی ہے سو اگر
تیرے اختیار مین کوئی معجزہ ہو تو کر دکہلا یعنی اعراض
معرضین سے گہبرانا نچاہیے نہ دید کار خانہ عشق از کفر
ناگزیر است آتش کرا بسوزد گر بولہب نباشد یا یہہ
کہ جملہ فتاتیہم بآیہ مین جو آیہ کا لفظ نکرہ واقع ہوا ہے یہی
احتمال ہے کہ اوس سے مراد کوئی اور معجزہ ہو سوا
اون معجزون کے جو وے دیکہہ چکے ہین بدین تقدیر

جیسا آنحضرت کا ہونا اور نفی قطعی معجزات کے صادر ہونے
کی قرآن سے نکالنا ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی کہے کہ
نماز پڑھنا بڑا گناہ ہے کیونکہ قرآن مین لکھا ہے ویل للمصلین
اصل حقیقت یہہ ہے کہ فہمیدہ آنکی سے کے خطر مین اسمقام
مین بابت الامر انتہاہی اشکال ہے کہ ہموا سبے اور آیات
قرانیہ اور روایات متواترۃ المعنے سے کہ جو لوگ معجزہ طلب
کرتے تھے اونسے یہہ کیون نہ کہا گیا کہ معجزے ہوے
تو ہے دیکھنے والون نے تحقیق کر لیا سوا کے وجوہ
ہین ایک تحقیقی ایک الزامی جواب تحقیقی یہہ بات
تجربہ ثابت ہے اور جسکا جی چاہے دریافت کرلے
کہ جو لوگ مثلاً بہوت پریت اور جادو کے کارخانے سے
نابلد ہوتے ہین اونمین سے وے لوگ جو اپنی تئین
دانشمند جانتے ہین اور آپ کو منجملہ اتباع حکما گنتے ہین
اونکے سامنے ہزار کوئی کہے کہ ہمنے بہوت پریت
کے کرشمے اور جادو کے چھل بل دیکھے ہین ہرگز باور
نہین کرتے اور اکثر کہنے والون کو محض جہوٹا جانتے
ہین اور خبر بسبب کثرت معاشرت کے اونکا

ایمان لاتے ہین اونسے پوچھہ لو جاننا اونکا یہہ دوسرا جواب
بالکل خلاف مقتضا ہے جال ہے اور موافق مقتضائے
حال وہی پہلا جواب ہے اور اسیکا نام بلاغت ہے
اور جو کوئی اتنی بات بھی نہ سمجھے وہ فاہم [illegible] ہے
سے [illegible] اور یہ ظاہر ہے کہ اتصال ظہور معجزات کا
[illegible] نبوۃ کا نہین ہے اور ظاہر ہونا اونکا بعضے
اوقات اور نہ ظاہر کرسکنا اونکا دوسرے اوقات مین
باوجود [illegible] تحریضات مخالفین اور طعن [illegible] معاند
اور شرمندگی اپنے توابع کی اون دشمنونکے سامنے
اور [illegible] بازگشت بہ نسبت بعض اپنے عوام تابعدارون
سے اقرب بہ دفع شبہہ سحر و طلسم و نیرنج ہے کیونکہ
جو لوگ ان کسبون سے ماہر ہین اونکے اختیار مین اظہار
خوارق عادات ظاہریہ کا ایسا ہوتا ہے جیسے ہمارے
اختیار مین کہانا پینا لکہنا پڑہنا کہ ہر وقت اسمین مشغول ہوں
[illegible] زوال عزت و آبرو سے خوانخواہ بہرگونہ [illegible]
[illegible] ان کو ظاہر کرتے ہین جواب الزامی
[illegible] نہایت الاشکال استفہام یہہ ہے کہ اگر کوئی معجزہ انہا

بھی مؤلف انجیل نے اپنی فہم ناقص سے ورس ۱۲ کا اور ۱۳
کیا پھر جھوٹے کا جو لکھا ہی رہا اور سچا ہوا کیونکہ عیسیٰ جو مردہ
تہا جیتا اوسنے دیکھا ہی نہین بالجملہ وہ سب [illegible]
محض غلط ہے اور قطع نظر اوسکے غلط ہونے کے ہمارے
الزام کو رفع نہین کرسکتا ہان اگر کوئی بلکہ وہی فریسی و نہ
دیکھتے حضرت عیسیٰ کو قبر سے زندہ ہو کر نکلتے دیکھتے
تو البتہ فی الجملہ ہمارے الزام مین نقصان عائد ہوتا اور یا کل
وجہ سے نہایت مدفع ہوتا کیونکہ اوسوقت تو حضرت عیسیٰ نے
معجزے سے انکار کی اور اپنے معجزات دیکھنے والون
گواہی نہ دلوائی اہی بعض اوقات اظہار معجزے سے انکار
کرنا اور اگلے معجزات کا ذکر نکرنا بہرصورت ثابت ہوتا ہے
اور تیسرے انجیل باب بست وسوم ورس ۸ ہیرود
یسوع کے دیکھنے سے بہت خوش ہوا کیونکہ وہ بہت دنون
اوسے دیکھنے چاہتا تہا اسلیے کہ اوسنے اوسکی بہت سی
باتین سنی تہین اور اس امید مین تہا کہ اوسکے کسی معجزے
کو دیکھے ۹ اوسنے اوس سے بہت سے سوال کئے
پر یسوع نے اوسے کچھ جواب نہ دیا ۱۰ اور سردار [illegible]

وما منعنا ان نرسل بالآیات الا ان کذب بہا الاولون
اور ہم نے موقوف کیا نشانیاں بھیجنا اسی سبب سے کہ اگلے کافروں نے نشانیوں کو
نہ مانا اسواسطے سے نشانیاں نہ بھیجیں * اس آیت میں
آیات کا لفظ بصیغہ جمع ساتھ الف لام تعریف کے
وارد ہوا ہے پس وہ یا استغراق کا ہے یا عہد کا ہے
صورت اول میں یہہ ہے کہ جتنی نشانیاں متصور
ہو سکتی ہیں یا جتنی سب اگلے پیغمبروں سے ظاہر ہو چکی
ہیں نہیں بھیجیں اور صورت دوم میں یہہ ہے
کہ جتنی نشانیاں یہہ فرقے مانگتے ہیں چنانکہ اوپر اوسکی
تفصیل گذری ہے نہیں بھیجیں پس کسی صورت میں کوئی قباحت
نہیں عاید ہوتی ہے اور یہہ نہیں نکلتا ہے کہ پیغمبر خدا سے
معجزے مطلق نہیں ہوئے ہاں اگر الآیات کے
مقام پر آیۃ کا لفظ ہوتا تو بسبب وقوع نکرہ کے
تحت نفی فایدہ عموم کا حاصل ہوتا اور یہہ بات ثابت
ہو جاتی کہ کوئی معجزہ آنحضرت سے نہیں ہوا اوسوقت
البتہ اس آیت کو اون آیتوں اور سنن متواترۃ المعنی
سے تعارض ہوتا جن سے معجزات کا ظاہر ہونا آنحضرت سے ثابت ہے

توریت سے کیا تھا محال تھا اور آنحضرت کو اپنی امت وغیرہ کی
کہ ساری دنیا اوسمین داخل تھی کسیطرح پہر کے بیٹھنا بھی منصوبہ
تھا اسی قاعدے سے کئی رو سے آیات مخصوصہ مطلوبہ
کفار بلکہ نہین ظاہر ہوئے اصل مغلطہ پادری صاحب کو ایسا
موصوف کے بعضے یہہ واقع ہوا ہے کہ کافرون سے
کفار اوس زمانے کے سمجھے ہین سو یہہ بالبداہہ غلط ہے
کیونکہ سارے جہان مین اوس زمانے مین آنحضرت
کی دعوت کی خبر نہین پہونچی تھی اور نہ عرب کے تمام ویسے
کفار مراد ہین اسلیے کہ بہوتیرے سیکڑون ہزارون
اونمین سے ایمان لا چکے تھے اونپر اطلاق کافری درست
نہین ہوسکتی لیکن صرف باقیماندہ کافر مراد ہوسکتے ہین
کیونکہ قرآن شریف آنحضرت سے یون نہین ظاہر ہوا جسطرح
حضرت موسی سے کتاب یکبارگی بالواح عطیہ خدا وندی
بلکہ تفرق متفرق جسطرح لوگ باتین کرتے ہین آنحضرت
آتین اوسکو بیان کرتے تھے نہ مثل تالیف کتاب کے
بعض بعض جس گروہ کفار نے ویسا کچہہ کہا اوسکا
آنحضرت نے بذریعہ وحی الہی کے جواب دیا ہے

ہو سکتا ہے بدون اسکے کہ ایسے ہی کچھ علامات بیّنہ اور
بیّنات ظاہرہ اور ... ساطعہ اونسے کھلی ہوئی ہون یہ سب باتین
اختیار کر لین اور ... ستکڑون مصیبتون کے
متحمل ہوئی ... اپنی قوم مین حقیر اور ذلیل اور متروک اور
مبغوض رہین اور گالیان اور مار پیٹ اور خارج البلد ہونا یعنی
پس انکا قبول کرین اور معتقد اونکے ہون اور اونکے اتباع
مصدر اخلاق جلیلہ اور منبع خوارق عادات بیّنہ اور محبت
الٰہی ... پر ہو جاتی ہین کہ اونکے ایسے حالات کا ثبوت
ایسا ہو جیسے حاتم کی سخاوت اور سکندر کی بادشاہت
کہ اسطرح پر کسی حواری عیسوی کی کوئی بات نہین ثابت
ہے بلکہ بفضلہ تعالے اب بھی وہ بات موجود ہے کہ
جو ان لوگون کی روش کو ظاہرًا اور باطنًا اختیار کرے
اور ... چلی آتی ہے اوسکو حاصل کرے
تو ... وہ بات جیسے حضرت عیسی نے اول احکام
شریعہ اور ... بتا دی کہا ہے یعنی محبوبیت دل ...
خداوند تعالے مین کس کیفیت سے حاصل ہوتی ہے
کہ ... زنہار وہ محبوبیت ہرگز طریقہ عیسائیہ مین اب نہین

اور بعد چند روز کے کہنے لگا کہ میں خدا کا بیٹا ہوں بلکہ خدا ہوں
بھلا یہہ کیسا خدا تھا کہ تیس برس تک اوسنے نہ جانا کہ میں خدا ہوں
اور توریت کی باتیں اور نجومیوں اور یونانیوں کے یہاں کی
بعضی باتیں تہذیب اخلاق وغیرہ کی سنکر یہہ کہنے لگا کہ یہہ
کلام الہی ہے جو میرے موہنہ سے نکلتا ہے اور کوئی بات
اپنے اچہی نہیں کہی جو اور دین والونکی دین و حکمت کی کتابو
میں اوس سے پہلے نہ مذکور ہو چکی ہو اور یہہ جو اوسنے کہا کہ
میں خدا ہوں اس سے دعوی بالکل عقلاً اور نقلاً جہوٹہا ہے اور
اور مولفین اناجیل نے جو عجایب غرایب باتیں اوسکی نقل
کی ہیں سو وہ بعینہ ویسی ہی ہیں جیسے خوش طبعی کے راہ سے
لوگوں نے امیر حمزہ اور عمر عیار کے داستان بنائے ہیں
اور بعض جعلی ہیں جیسے حاتم کی ہفت سیر اور بہار دانش میں
جہاندار شاہ کا قصہ العیاذ باللہ من ذلک الکفریات اللہم اعذنا
من ذالک وارزقنا الولد والحب بمحمد رسول اللہ وعیسی ابن مریم
صلوات اللہ وسلامہ علیہما ابدا ذا تماسہ ہذا اور صفحہ ۱۲ میں کہتے ہیں
قولہ یہودی اور عیسائی ایمان نہ لائے اور سب کے لوگو
نے خود مقابلہ کیا * ایسی بات بادعای عیسائیت بمقابلہ

اور حرکات و سکنات اور لوازم و اثار بشری رکھتے ہیں
کاسے کو ویسے رکھتے ہونگے اور اونکے پاس کوئی
کتاب کسی نبی معتقد علیہ کی نتھی جسمیں نبی آیندہ کی کچھہ
کسیطرح کی خبر لکھی ہوئی ہوتی اور بمقابلہ اہل انجیل
انکی [illegible] تثلیث کو قطعاً باطل اور قتل عیسوی کو خلاف
واقع اور انکار کو نبوت عیسوی سے بمقابلہ یہود کے
موجب خلود فی النار اور بمقابلہ اون سبکے انجیل کو بالکل
محرف اور [illegible] اعتبار [illegible] احکام مختصہ ملت [illegible]
کو بالکل منسوخ فرماتے تھے معہذا قبل از اشاعت
[illegible] اور پیش از ظہور غلبہ ملوک اسلامیہ کے ہزاروں
قریشی اور ہمسایان اہل علم اور اہل دولت منجملہ نصاریٰ کے
اور بعضے اونکے ملوک اور علی ہذا القیاس منجملہ یہود بعض
جہابذہ علما اونکے اور سکتے لوگ یہودی اور یہی اپنی دنیا
کی وجاہت اور اعتبار اور انام و چین اور عزت اور آبرو
[illegible] میں ملاکر اور گھر بار اور خویش و اقارب سب کو چھوڑ کر محمد
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دل وجان سے گرویدہ
ہو گئے اور [illegible]

اس تعلیم کا جزو اعتقاد ہے کہتے ہیں کہ جیسا اگلے لوگ ابطال نہ
طرح سکے اور یہودی لوگ بطور ندامت کے پابند کہ خود
آبرو دینی یا بلکہ خوف جان ہے بلکہ صرف بخوف مال کے
اپنے بعض پیشواؤں کے نصب تمیز بین الحق والباطل فی الله
کی فضیلت تفسیر کی جگہ جمہور مکلفین کے نظر میں تلبیس بین الحق
والباطل فی الدین قولاً و فعلاً اور تقریراً جنھوں طرح سے
پائی یا کہ واجب بلکہ واقع کہتے جیسا کہ مقلدین مجوسیوں کی
کتابوں میں لکھا ہے اور مجوسیوں کے ایک پیغمبر کے پیشین
گوئی کے مصداق دونوں میں ثابت انجام ہے
پانچوین صفت وہ کلام رسالت الہیہ کا اسطرح
جمع کیا گیا ہو کہ اوسمیں مثل صاحب الرسالت کے بشری
کلام کا نہ ہو چہ جائیکہ اوسکے سوا کسی غیر نبی کا کلام ہو اور اوسمین
اسطرح ممزوج اور مخلوط ہو کہ اندر وہی استطاعت بشریہ
تمیز محال ہو جاوے جیسا لیل کا نہار آفتاب کا ذرہ سے جدا
روشن ہے ۔ چھٹین صفت وہ کلام جمہور
بین الفریقین مشرق سے مغرب تک جہان تک اوسکے ماننے
والے پھیلے جاویں قرن اول سے تا انتہاے اوس شہرت

میں ہے کہ وہ نفس قدسی جسکی خوبی کی صاحب معجزات
نے گواہی دی اوسکو سچا جاننا اور دل و جان سے اوسکی
محبت کے خریدار ہونا اور اوسکی بات سے اعتراض و تنفر
کرنے کو موجب ہلاکت ابدی سمجھنا اور اوسکی نافرمان برداری
اور اسکے بعد نبی کو تمام انبیا کی نافرمان برداری اور بہشتی
سمجھنا اور اوسکو صرف کلمہ اللہ سے موجود ہونے والا سمجھنا اور
جس بات کو وہ حیات ابدی کہتا تھا یعنی خدائی کے رشتے
میں سوائے واحد حقیقی مبدء کل کائنات کے دوسری کی گنجائش
نہیں اوسکے خلاف کو باطل قطعی جاننا اور اوسکو مرشد عالم
سمجھنا اور اوسکے حرکات عجیبہ کو صرف افعال الٰہیہ اعتقاد
کرنا اور اول بار کے اوسکے ظہور کو صرف بنی اسرائیل کے
لیے جاننا گوکہ اوروں کی گمراہی اوسکی پیروی سے
ہوتی ہو اور دوسری بار کے اوسکے ظہور کو کہ آیندہ
ہونے والا ہے تمام عالم کے لیے واسطے استحکام بنیاد
بادشاہت آسمانی کے اعتقاد کرنا سوائے محمدیوں کے
کسی ملت میں نہیں ہے یعنی حضرت عیسی کو خدا کا رسول
تھا اور نبی صاحب العزم اور [illegible] توحید اور اوسکے

الحمد للہ کہ کتاب استقشبار ۱۲۸۹ ہجری مین تمام ہوئی اللہ تعالی
اسے قبول کرے اور دنیا مین اپنے فضل و کرم سے اسے
پھیلا دے اور حضرت سرور کائنات علیہ الصلواۃ والسلام
کی مرضی کے موافق اسکا فائدہ ہر ایک آدمی کو مرحمت کرے
اور اس مضمون کے ناظر ناشنندہ کو آنحضرت کے
خوشنودی کے تصدق سے بخش دے اس کتاب کا خلاصہ
مطلب یہ ہے کہ تثلیث قطعاً باطل ہے عقلاً اور نقلاً دونوں
طرح سے اور تحریف اور انتقال توریت و انجیل اور ان
کا قطعاً ثابت ہے عقلاً اور نقلاً دونوں طرح سے اور معجزات
حضرت خاتم النبیین کے عقلاً ایسے ثابت ہین کہ کسی نبی کے
نہین ثابت ہین اسطرح پر کہ بدون تصدیق کنندگان مصطفوی
کے کوئی سبیل عقلی اونکے تسلیم کی ہو اور بشارات انبیا
پیشین کی آنحضرت کے حق مین اس کیفیت سے ثابت
ہین کہ حضرت عیسی کے لیے نہین ہین اور کوئی اعتراض [illegible]
اور [illegible] حضرت خاتم النبیین کے حال و قال پر نہین
عائد [illegible] ہے اگر کسی نبی [illegible] کہ حضرت موسی اور حضرت
عیسی وغیرہ انبیا [illegible] بنی اسرائیل پر عائد ہو [illegible]

بسم الله الرحمن الرحيم

اللهم بديع السموات والارض
ذا الجلال والاكرام والعزة التي لا
ترام اسئلك يا الله يا رحمن
بجلالك ونور وجهك ان تنور
بكتابك بصري وان تطلق به لساني
وان تفرج به عن قلبي وان تشرح به
صدري وان تغسل به بدني فانه لا
يعينني على الحق غيرك ولا يؤتيه الا
انت ولا حول ولا قوة الا بالله العلي
العظيم تفعل ذلك ثلث جمع او خمسا